سرِ راہ گاہے

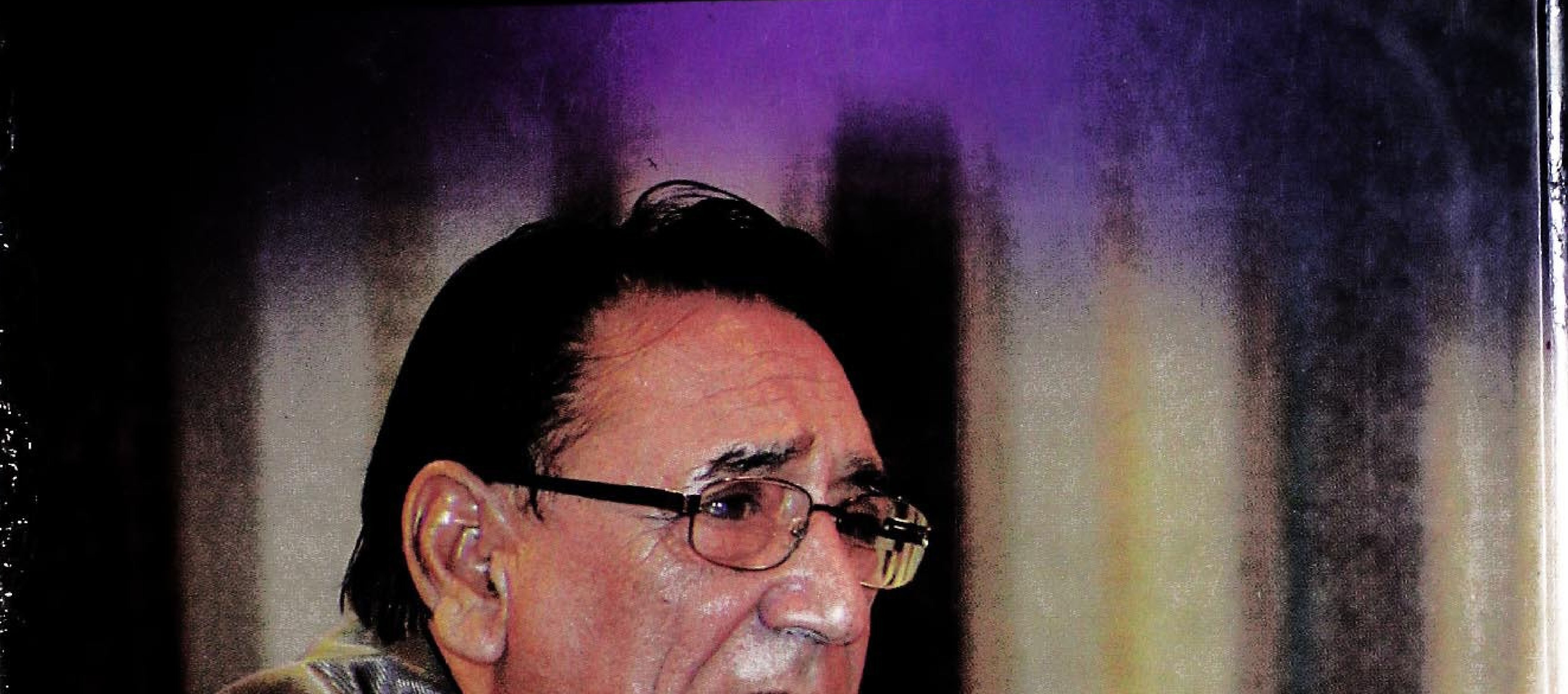

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com

Marfat.com

سرِ راہِ گاہے

پروفیسر احمد رفیق اختر

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

297.4	Ahmad Rafiq Akhtar, Prof. Sar-e Raah-e Gahay/ Prof. Ahmad Rafiq Akhtar.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2013. 304pp. 1. Islam - Sufism. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

297-04
30
140428

2013ء
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-2663-5
ISBN-13: 978-969-35-2663-9

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 92-423-722-0100 / 92-423-722-8143 Fax: 92-423-724-5101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

انتساب

مذہب اجتماعی اور ذاتی طور پر ایک مخصوص فکر کی علامت ہے! مگر مذہب سے انحراف ایک تاریخی حقیقت ہے۔ نیز مخصوص لوگوں کے سوا مذہب کو بھی تحریفات کی نذر کر دیا گیا۔ شاید مذہب کا الہامی ہونا اس کو دنیاوی عقل و فراست سے دور کر دے گا۔ یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ اس دوری کا باعث انسانی تجسس کے بنیادی سوالوں کا جواب نہ ملنا تھا۔

شاید یہ کتاب ایسے لوگوں ہی کے لیے زادِ راہ بن جائے۔

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

1-دلوں کا راہزن	13
2-جنات کی حقیقت	17
3-جنات اور سائنس	23
4- کیا جنات Meta Physical مخلوق ہیں؟	25
5- کالے علم کے سامنے دعا کی تاثیر کیا حقیقت رکھتی ہے؟	25
6-ہاروت ماروت جادو کیوں سکھاتے تھے؟	26
7- کیا سحر کو روکنا جائز ہے؟	28
8- کیا سحر کا وجود ہے؟	29
9-ایک اچھا آدمی اور انسان کس طرح بنتا ہے؟	35
10- کربلا	36
11-قرآن میں بدھ مت اور ہندومت کا ذکر کیوں تھا؟	39
12-لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہیں دیا؟	41
13-اولادِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بے پناہ تعظیم کا ایک واقعہ	44
14- کیا قرآن مجید سابقہ کتب کے خلاف ہے؟	44
15-قرآن مجید کے کسی بھی حرف میں تبدیلی کیوں نہیں ہوئی؟	44
16-قرآن مجید کے مختلف نسخوں کی حقیقت	49
17- کیا اسلام میں عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں نصف ہے؟	50

Marfat.com

18- کیا خائن کی گواہی قابلِ قبول ہے؟ 50
19-فتح مکہ کے موقع پر انقلاب کی حقیقت 51
20- قصص الانبیاء کا حضرت داؤد علیہ السلام پر ایک جھوٹا الزام 52
21-ماں باپ کی اطاعت جسمانی طور پر ضروری ہے یا روحانی طور پر؟ 54
22-زوالِ امت کا اہم سبب۔۔۔۔ 55
Theory of Relativity-23 کی حقیقت کیا ہے؟ 57
24-سائنس لامکاں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتی ہے؟ 58
25-عالمِ ارواح کے بارے میں سائنس کیا کہتی ہے؟ 59
Balance-26 کیا ہے؟ اور اس کا تعلق کس سے ہے؟ 60
27-احساساتی فریکوئنسی کیا ہے؟ 61
28-اللہ کے ولی کی ہمیں کیا ضرورت؟ 63
29-انسان کو بارہ ملین برین سیلز کیوں دیے گئے؟ 64
30- قرآن اور سائنس میں کیا فرق ہے؟ 65
31-خیالات کیا ہیں؟ 71
32- کیا کبھی نفس بھی عقل کے قابل ہو جاتا ہے؟ 73
33-اگر موت کا وقت مقرر ہے تو سائنس کی وجہ سے عمروں میں اضافہ کیسے ہوا؟ 79
34-دل زیادہ اہم ہے یا دماغ؟ 80
35-سائنس کسی واقعہ کے اثبات میں اتھارٹی نہیں ہو سکتی 83
36-صابی کون ہیں؟ 86
37-غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی وضاحت کریں 87
38-اہلِ کتاب کون ہیں؟ 88
39-عذاب یا تکلیف سے کیا مراد ہے؟ 89
40-اگر سب کچھ پہلے سے لکھ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اب کیا کر رہے ہیں؟ 90

Marfat.com

41- کیا حدیثِ قدسی کو "کلام اللہ" کہہ سکتے ہیں؟ 91
42-علم وحکمت کا مرکز چین ہے یا مدینہ منورہ؟ 93
43-میثاقِ انبیاء کیا ہے؟اور مدد سے کیا مراد ہے؟ 94
44- کیا شیطان بھی ہمیں میں سے ہے؟ 95
45- کیا بینک اور سود الگ الگ ہوسکتے ہیں؟ 96
46-نظریاتی اساس کی وجہ سے پاکستان اور اسرائیل میں کیا فرق ہے؟ 100
47-لبنان پر اسرائیلی حملہ کے بارے میں آپ کی سوچ کیا ہے؟ 113
48-"میت انسانوں کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے" حدیث کی وضاحت کریں 119
49-اگر اسلام سچا ہے تو آج مسلمان مطمئن کیوں نہیں؟ 130
50- کیا میڈیا کے ذریعہ علم پہنچانا غلط ہے؟ 134
51-امام مہدی کی شخصیت اور آمد پر روشنی ڈالیں؟ 137
52-دجال ایک حقیقت ہے یا خام خیالی؟ 138
53-عام آدمی کی رسائی آپ تک کیسے ممکن ہے؟ 139
54-انسان کی مرتے وقت اور بعد کی کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ 142
55-دین صرف داڑھی کا نام نہیں 145
56-عملیت کا آغاز کرنا بہت بڑی جدوجہد ہے مگر۔۔۔ 148
57- قرآن میں ہر مذہب کا تذکرہ موجود ہے 150
58-ایک ہی انسان مختلف جگہوں پر کیونکر ہوگا؟ 152
59-امریکا میں خاتون کی امامت والے واقعہ پر روشنی ڈالیں 154
60-موجودہ زبوں حالی میں احیائے اسلام کیسے اور کیونکر ہوسکتا ہے؟ 160
61-روح اور نفس میں کیا فرق ہے؟ 165
How can we judge our set of priorities?-62 165
63-اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو ظاہر کرنا ضروری نہیں 169

Marfat.com

64-اللہ تعالیٰ ہمارے معیار پر کیوں نہیں آئیں گے؟ 170
65- کیا سوشل لائف گزارنے کے لیے روحانی اعتدال لازمی ہے؟ اور روحانی اور نفسیاتی اعتدال میں کیا فرق ہے؟ 170
66-''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ'' آیت مبارکہ کی وضاحت کریں 171
67- نظر لگنے کا کیا تصور ہے؟ 172
68- کیا انسان وہ علم و ترقی حاصل کر سکتا ہے کہ جس سے دنیا میں جنت کو دیکھ لے؟ 173
69-اعتدال کی کوئی Fixity نہیں ہے 175
70- معاشرہ میں اعتدال کس طرح لایا جا سکتا ہے؟ 176
71-بابا بلھے شاہ کے اعتدال کا کیا مرتبہ ہے؟ 176
72- میرے تین سوال۔۔۔ 178
73- کیا مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا نجات کا باعث ہے؟ اور کیا عیسائی کے گھر میں پیدا ہونا ہلاکت کا سبب ہے؟ 183
74- محض عقل پر انحصار انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے؟ 185
75- کیا مولوی ہونا اسلام میں اتھارٹی ہے؟ (یا، There is no Church in Islam) 188
76- کسی کی غیر موجودگی میں دعا کرنا کیسا ہے؟ 191
77- منفی سوچ کو کس طرح مثبت بنایا جا سکتا ہے؟ 192
78- قدرت اللہ شہاب کے تحریر کردہ روحانی تجربات پر روشنی ڈالیں 193
79-روحانیت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟ 195
80-واقعہ معراج کتنے حصوں پر مشتمل ہے؟ 196
81- معتزلہ اور قرآن کی عقل میں کیا فرق ہے؟ 199
82-دعا اصل میں عرضِ مدعا ہے 200
83- کیا تبدیلی صرف امیروں کے لیے ہوتی ہے؟ 201

Marfat.com

84- مسلمانوں کی زندگی کا کوئی قرینہ اللہ کی ہدایات کے بغیر نہیں	203
85- کیا یزید جہنمی ہے؟	204
86- انسان کے علاوہ باقی مخلوقات کی روحوں کی کیا حقیقت ہے؟	205
87- کیا عقل اور جبلت میں توازن قائم ہوسکتا ہے؟	206
88- بچوں کی تعلیم کے لیے اسکول کا انتخاب کیا جائے یا مدرسہ کا؟	207
89- وسیلہ کیا ہے؟	209
90- کیا نفس پیغمبروں کو بھی بہکاتا ہے؟	212
91- ولی اللہ کا خدا کو پانے کا طریقہ مختلف کیوں ہوتا ہے؟	213
92- کیا انسان کا نفس ہی شیطان نہیں؟	214
93- کیا جسمانی ریاضتیں خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں؟	214
94- دین کو کس طرح عام کیا جائے؟	215
95- موسیقی سے مزیّن نعت کے بارے میں وضاحت کریں	218
96- یونیورسٹی میں لڑکیوں سے دوستی کرنا جائز ہے؟	220
97- کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	224
98- یا علی مدد کہنا کیسا ہے؟	226
99- کیا ''عزت'' بنی آدم میں صرف مسلمانوں کے لیے خاص ہے؟	231
100- مذہب اور دین میں کیا فرق ہے؟	234
101- آج کے دور کے مسائل کا حل ''ابنِ کثیر، شوکانی، زبرکانی اور ابنِ تیمیہ'' کی تشریحات وتوضیحات میں ملے گا	235
102- کیا فوت شدہ بزرگان کو وسیلہ بنانا صحیح ہے؟	241
103- لفظ ''مولانا'' سے شرک کا شائبہ ہوتا ہے	242
104- کیا اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے؟ کیونکہ انسان تو برائی بھی کرتا ہے	243
105- کیا نبی صرف ایک علاقہ اور زمانہ تک محدود ہوتا ہے؟	244

Marfat.com

106-ایمان کو کس طرح مضبوط بنایا جاسکتا ہے؟ 249

107-رزق کیا ہے؟ 252

108-نمازِ جنازہ کے بعد دعا کی شرعی حیثیت اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ 253

109- کیا روزہ اپنی مرضی سے چھوڑا جاسکتا ہے؟ 256

110-اسلام میں ''غلام'' اور ''لونڈی'' کا کیا تصور ہے؟ 259

111- کلوننگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے
سے کیوں انکار کیا؟ 261

112- کیا نفاق کا تعلق زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہی تھا؟ کیا اب مسلمانوں
میں منافق نہیں؟ 263

113-جب جزا اور سزا کا دن مقرر ہے تو پھر عذابِ قبر کیوں؟ 264

114- کیا ''تسبیحات'' سے نجات اور قبر کے سوالوں کا جواب ممکن ہے؟ 265

115-عالمِ برزخ اور عالمِ انسان (دنیا) کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ 265

116- کیا نبی اور رسول کے لیے بہتر عقل کا انتخاب نہیں کیا جاسکتا؟ 266

117-شریعت کے اطلاق کے لیے جدیدیت کے کس پہلو کی تعلیم آپ ضروری سمجھتے ہیں؟ 264

118- کیا قرآن کو سمجھنے کے لیے سائنس اور فزکس ضروری ہیں؟ 268

119- ''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین رضی اللہ عنہ
سے ہوں'' حدیث کی وضاحت کیجیے 268

120-حسّی ادراک کو کس طرح بڑھایا جاسکتا ہے؟ 269

121- کیا موجودہ دور میں بھی شرک کا تصور ہے؟ 269

122- کیا نبوت اعمال کی وجہ سے ملتی ہے؟ 270

123-خواب میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ 271

124-ہماری تمام دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ 273

125- کیا نظر کے اثرات انسان کے لیے خطرناک ہوتے ہیں؟ 274

Marfat.com

126-الہام اور وسوسۂ شیطانی میں فرق کیسے ممکن ہے؟ 274
127- کیا شیطان ہمارے اندر داخل ہو سکتا ہے؟ 278
128-سجدہ کا حکم فرشتوں کو تھا تو شیطان لعنتی کیوں؟ 278
129- کیا اللہ تعالیٰ کی خوبصورتی کا انسانی عقل احاطہ کر سکتی ہے؟ 279
130- کسی بھی چیز کا آخری سوال ''کیوں'' (Why) ہے 280
131-اپنے آپ کو پہچاننے سے اللہ کی پہچان کس طرح ہوتی ہے؟ 281
132-والدین کی وفات پر صبر کا اولاد کے لیے کیا اجر ہے؟ 282
133-ایک شخص اللہ کی عبادت نہیں کرتا، لیکن مزارات پر جا کر اپنی خواہشات مانگتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں وضاحت کریں 283
134- گناہ کی سزا اتنی نہیں جتنی عذرِ گناہ کی ہے 284
135-اچھا انسان بننے کے لیے ابتدا کہاں سے کی جائے؟ 287
136- کیا ''ہم زاد'' ہیں؟ 288
137-ایک فوت شدہ شخصیت دعا میں کیسے شامل ہو سکتی ہے؟ 291
138-اللہ تعالیٰ اپنے کس بندہ کی دعا سب سے زیادہ قبول کرتے ہیں؟ 294
139- کیا دعا سے ظلم اور ظالم ختم ہو جائے گا یا دوا سے؟ 294
140-اس پُر آشوب دور میں فرائض ادا کرنا مشکل ہے تو پھر مزید اعمال (تسبیح وغیرہ) کیوں؟ 296
141-عجز اور انکسار سے مانگی جانے والی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ 297
142- آج لوگ اسلام سے اتنے خوفزدہ کیوں ہیں؟ 299
143- آپ کی زبان میں اتنی تاثیر کیوں ہے؟ جبکہ مولوی کا خطبہ سنتے ہی نیند آنے لگتی ہے 301

Marfat.com

Marfat.com

دلوں کا راہزن

ممتاز مفتی اور مجھ میں ایک قدر مشترک ہے۔ مفتی جی کا بچپن میں خدا کا تصور ایک ایسے داروغہ کا ساتھا جو تاک تاک کر اور چن چن کر بندوں کو دوزغ کی آگ میں ڈالتا ہے۔ محلے کے مولوی نے میرے ننھے سے ذہن پر خدا کا کچھ ایسا ہی وحشت بھرا تصور ابھارا تھا۔ جس کی وجہ سے میں نماز میں بھی کانپتا رہتا تھا۔ ذرا بڑے ہونے پر مشک و کافور میں رچے بسے ایک پیر صاحب وارد ہو گئے۔ جنہوں نے اللہ کو ایک سپر سانک مشین جیسی تشبیہ دی۔ پیر صاحب کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے وہ مجھے اللہ کے دربار میں فلائی کروا کے لے جائیں گے اور زمان و مکاں کی طنابیں وہیں کھینچ جائیں گی۔ عملی زندگی میں دانشورانِ وقت سے پالا پڑا تو وہ بڑی بڑی تاویلوں کے ذریعے کسی بھی تصورِ خدا کو ہی ماننے سے انکاری تھے۔ اس سارے گورکھ دھندے میں، مَیں سخت چکرایا اور بوکھلا سا گیا۔ کیا خدا خوف کا ایک استعارہ ہے یا اکرام کا کوئی مظہر۔۔۔ان دو خیالوں پر دو بڑے سکول آف تھاٹ تھے یا پھر ہم ''کوئی'' خدا ہے بھی کہ نہیں؟؟ یہ وہ سوالات ہیں جو کسی بھی ذی شعور کے ذہن میں ضرور پیدا ہوتے ہیں میری بھی یہی کیفیت تھی کہ مفتی جی کی تلاش میں کسی پروفیسر احمد رفیق اختر کا پڑھا کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور لوگ سنتے ہیں۔ اس قرآن کو سننے کا شوق مجھے کشاں کشاں گوجر خان کھینچ لایا اور وہ دن اور آج کا دن میرے سینے میں بائیں طرف ایک لوتھڑا دھڑکتا تو ہے لیکن وہ دل ہر گز نہیں ہے۔۔۔دل تو لٹ گیا کہ میں ملنے تو کسی پروفیسر کو گیا تھا مجھے کیا معلوم وہاں دلوں کو لوٹنے والا ایک راہزن بیٹھا ہے۔

یہ راہزن ایسا منفرد راہزن ہے کہ اسے لوٹنے کے لیے کہیں نہیں جانا پڑتا، لوگ خود لٹنے کے لیے برضا و تسلیم آتے ہیں جو بھی یہاں آیا حبِ دنیا سے گیا، شہواتِ نفس سے گیا لیکن اندر کے

Marfat.com

اندھیاروں میں ایک چراغ روشن کر آیا۔قبلہ پروفیسر صاحب بولتے ہیں اور وہیں وقت تھم جاتا ہے، زمانہ منجمد ہو جاتا ہے۔آپ ایک Enigmatic Toans میں چلے جاتے ہیں۔آپ کی مدتوں غافل روح چونک جاتی ہے اور ہولے ہولے اس انبساط کو جذب کرتی ہے جو ان باتوں کی ٹھنڈک سے وجود پاتی ہے۔وہ جو باری تعالیٰ نے فرمایا تھا میں اپنے بندے کا ہاتھ بن جاتا ہوں، اس کی زبان بن جاتا ہوں، تو آپ کو بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس انسانی پردے میں خود خدا ہی بول رہا ہے۔انسان کیا ہے اور زیادہ اہم کیوں ہے، خدا کون ہے، یہ کائنات میں اٹھتی دمادم کُن فیکُون کی صدائیں۔۔۔سوال بادی النظر میں لاینحل، جواب انتہائی دلنشیں، لہجہ محبت بھرا اور روح کو جکڑ لینے والا، خرد کی گتھیاں سلجھاتے جو صاحب جنوں ہو چکے، قبلہ پروفیسر صاحب سے ایک ملاقات اور اسی خرد کے باوصف حیات متوازن انسان ہیں کہ معجزہ ہیں۔چھوٹی سی بیٹھک میں عمران خان تشریف فرما ہیں، ہارون الرشید جلوہ افروز ہیں اور وہیں کسان، موچی مزدور بھی بیٹھے ہیں۔سوالات سب کے جدا لیکن تشفی ہر کسی کا مقدر، تواضع ہر کسی کا نصیب، اخلاق ہر کسی کا حق، چاہے رات بیت جائے ماتھے پر شکن نہیں۔ان کی دشمنی ہے تو صرف شیطان رجیم سے جن پر انہوں نے توکل باللہ کے ایسے داؤ پیچ لڑائے کہ اس کے غصہ، کینہ، بغض، عداوت، شہوت، لالچ غرضیکہ تمام وار خالی گئے۔وہ بیٹھا اپنی ناکامیوں کو رو رہا ہے اور مخلوق کا یہ "رفیق" چراغِ یزداں روشن کیے جاتا ہے۔ان کا خدا محبت کا خدا ہے، کرم کا خدا ہے جو اعمال کی سختیوں میں ملتا ہے نہ کشف کے اسرار میں، یہ ملتا ہے صرف دانش کی وسعتوں میں، اقرار کی رفعتوں میں، فہم کی وسعتوں میں، یہ میرا آپ کا سب کا "رفیق" خدا ہے۔یہ آپ کی شہ رگ سے نزدیک بیٹھا اس انتظار میں ہے کہ کوئی اس کی طرف ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالے اور یہ آپ کے لیے رحمت کا ایک دریا بہا دے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر ایک شخص نہیں، ایک خیال نہیں، ایک عہد بھی نہیں بلکہ ایک ایسے نقش کا نام ہے جو وقتِ موجود میں تو دلوں پر ثبت ہوتا ہی ہے، آنے والے زمانوں میں بھی جس کی تابندگی تا قیامت قائم رہے گی۔وہ جو خدا سے مایوس ہو چکے تھے الوہیت کا ٹھٹھا اڑاتے تھے، پروفیسر صاحب سے ایک ملاقات، اور دل پلٹ گئے۔نظر ہے کہ تیر ہے، سیدھی دل میں جا کر

Marfat.com

پیوست ہو جاتی ہے اور ملاقات کے اختتام پر تسبیح سے وہی دل جگمگا رہا ہوتا ہے۔ فرنچ جرنلسٹ ہو یا ایتھنز ایونیورسٹی کا پروفیسر ول سمتھ سوال میں دلیل اور جواب بھی دلیل کہ اس صوفی کی پسندیدہ آیت ہے۔ جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا، جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا ہے۔

جاہل مولوی اور عیار سیکولر کی دین کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا اگر کوئی مدلل جواب ہے تو صرف یہاں علم کا ایک بحرِ بیکراں ہے کہ آپ کا سوال فلسفۂ وجودیت کے بارے میں ہے یا جیالوجی کی کسی تازہ ترین تحقیق کے بارے میں، میڈیکل کی کوئی وضاحت درپیش ہے یا کاسمالوجی کا کوئی دقیق معاملہ، صوفی نے بحرِ علم میں ایک غوطہ لگانا ہے اور خیالِ یزداں سے چمکتا کوئی موتی آپ کے ہاتھ میں دے دینا ہے۔ حیرت کی بات ہے اس علم پر کوئی تکبر نہیں، ناز ہے تو صرف اللہ کی قربت پر، فخر ہے تو مخلوق کی رفاقت پر۔ تسبیح کا ایک معجزہ ہے جو برپا ہو گیا ہے۔ ہزاروں، لاکھوں، ناامیدی کے بھنور میں شکستہ روحیں جو اس تسبیح کی بدولت ایسی مالا مال ہوئیں کہ دنیا کا رنگ ہی پلٹ گیا، اندازِ سخن ہی پلٹ گیا، تصورِ یار ہی پلٹ گیا۔ آخر کیوں نہ ہوتا کہ یہی تو اس مرکزِ رحمت و کرم نے کہا تھا ”تم لوٹ جاؤ گے، مَیں لوٹ جاؤں گا، تم پلٹ آؤ گے مَیں پلٹ آؤں گا۔“ اگر حبِ دنیا عزیز ہے تو اس دلوں کے راہزن سے بچو کہ یہ آپ کے دلوں کو لوٹ کر آپ کے قدموں کو اکھاڑ دیتا ہے۔ پیروں کو ”پلٹا“ دیتا ہے، دلوں کو ”لوٹا“ دیتا ہے۔ یہ دنیا کا واحد راہزن ہے کہ جس پر اپنا آپ لٹانے کے لیے لاکھوں دل اس کی چوکھٹ پر منتظر ہیں۔ نہ معلوم کس خوش نصیب کی باری آجائے۔۔۔!

سید جواد احمد شیرازی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(النحل 16:43)

''پھر پوچھ اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔''

Marfat.com

سوال: جنات کی حقیقت کیا ہے؟ آج کل بے شمار لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے پیروں، فقیروں اور جنات کے عاملوں کے پاس جاتے ہیں۔ جو مؤکلات کے ذریعے ان کا علاج کرتے ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: دیکھیے بات یہ ہے کہ جنات اللہ کی بے شمار مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوقات پیدا کیں تو توانائی کی مخلوقات پیدا ہوئیں۔ پھر gaseous volume کی تخلیقات پیدا ہوئیں۔ تھوڑا تھوڑا ان سب میں فرق تھا یعنی pure energy کی مخلوقات، gaseous energy کی مخلوقات، پھر اس کے بعد زمینی مخلوقات جن میں weight تھا۔ تو زمین کے دو وزن ہیں، ان کو "ثقلین" کہتے ہیں کیونکہ گیس کا بھی وزن ہوتا ہے اور مٹی کا بھی وزن ہوتا ہے تو زمین کے دو ثقل ہیں مخلوقات میں۔ ایک جنات اور دوسری زمین کی مخلوقات۔ ان کا بھی ایک ثقل موجود ہے۔ اسی لیے آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو "غوث الثقلین" کہتے ہیں کہ وہ دونوں ثقلوں کے استاد تھے۔

جیسے زمین پر ایک ارب مخلوقات ہیں اور آپ کو قطعاً پتہ نہیں ہے کہ وہ کس نوعیت کی درجہ بندی ہے تو obviously یہ کبھی بھی نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان مخلوقات کو بنا کر عاجز ہو گیا ہو۔ جب ہم زمین کی مخلوقات کو دیکھتے ہیں تو یہ امرِ محال ہے کہ اس سے پہلے بے شمار مخلوقات نہ پیدا ہو چکی ہوں۔ اگر یہاں 1.3 ملین مخلوقات ہیں تو ظاہر ہے وہاں، اوپر اس سے بھی زیادہ مخلوقات ہوں گی، تو خدا یہ کرتا چلا آیا تھا کہ زمین سے، وجودِ مادیہ سے، تخلیقات کو ترفع دیتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ یعنی خالصتاً تراب، طین، طِینٍ لَّازِبٍ، صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ اور پھر سنگل سیل Amoeba Proteus, Paramecia اِن singula cellular مخلوقات سے اوپر چڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا اور sophistication آ رہی تھی مخلوقات میں، یعنی Dinosaurs کے زمانے میں، پھر

Marfat.com

Dinosaurs ختم ہو گئیں، پھر بڑی huge مخلوقات Rhinos اور Dinos کو reduce کیا گیا، ان کو sizeable کیا گیا۔ انسان اس وقت چھوٹا سا تھا، بڑا نہیں تھا، عجیب کدو سا انسان تھا، لمبوترا سا، جیسے وہ کھیرا اور ککڑی ہوتا ہے ویسا، اس کا سر تھا اور اس کو ہم Basically parental Homosapiens کہتے ہیں۔ تو یہ اس وقت بہت چھوٹا سا تھا کیونکہ بڑے جانوروں میں اس کا وجود تباہ ہو سکتا تھا، تو ایک زلزلے کے ذریعے پہلے بڑے جانور مٹائے گئے، یہ چونکہ اس وقت بہت چھوٹا سا تھا اس لیے کسی جھاڑی کو پکڑ کر بڑے زلزلوں میں بچ گیا۔ آگے بڑھتا ہوا پھر اس کا ازسرِنو ایک survival شروع ہوا اور یہ آگے بڑھتا ہوا پھر Homoerectus بنا۔ Homo Habilous بنا۔ پھر Homo Sapiens سے Sapines تک آیا۔ Neanderthal سے Sapiens بنا۔ تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خداوند کریم ایک simple cell سے آغاز کرتا ہے۔

اگر آپ قرآنِ کریم پڑھیں تو خدا کہتا ہے کہ ہم نے ''نفسِ واحد'' سے تخلیق شروع کی۔ پھر سورہ دہر میں، جہاں ٹائم کا ایک بہت بڑا span involved ہے، انسان کے بارے میں خدا particularly کہتا ہے:

"هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا"(الدھر: 1)

(بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔)

کہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھا، بس ایک single سیل تھا، جیسے اب بھی موجود ہے ہمارے پیٹ میں، Amoeba کی شکل میں، تو آپ حیران ہوں گے کہ جو انسان کی ابتدا ہے وہ اب بھی اس کے اندر موجود ہے، ایک ایسا single cell جو خود بخود multiply ہوتا ہے اور millions اور billions میں چلا جاتا ہے اور آپ کو dysentry پیدا کرتا ہے۔

یہ تو نیچے سے sophistication ہو رہی تھی ایک physical وجود کی، اور اوپر سے جو high sophistication تھی اس کو lessen کیا جا رہا تھا یعنی پہلے تو بہت اعلیٰ ترین نورانی وجود تخلیق کیے جا رہے تھے اور اس کے بعد اس کے نیچے، اس کے بعد اس کے اور نیچے..... ہزاروں ارب ہا ارب کے لشکر، شیاطین، جنات وغیرہ۔ تو ''جن'' کے بارے patterns

Marfat.com

میں اللہ نے بڑی وضاحت سے کہا کہ اس کو ہم نے ''نارِ سموم'' سے تخلیق کیا، لویں کاٹتے ہوئے gaseous flame سے۔ اگر میں اس کی exact آپ کو مثال دوں کہ جب آپ آکسیجن جلاتے ہیں تو جو blue شعلہ پیدا ہوتا ہے، یہ مثال ہے کہ اس گیس کے volume سے یا اس قسم کی کسی gas کے volume سے، اس قسم کی حالت سے۔ high degree volatile gases energy جب gases نے produce کی تو جنات کی تخلیق ہوئی۔ اسی لیے جنات gases volume کی طرح ہر چیز کے وجود میں ڈھل جاتے ہیں۔ یہ کوئی بھی شکل وصورت اختیار کر لیتے ہیں۔ normally ان کی زندگی 1500 برس سے لے کر 3000 برس تک ہوتی ہے۔ ان کے بھی پیغمبر وہی ہیں جو انسانوں کے پیغمبر ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو ملائکہ کو automatically ان کی پیغمبری کی تصدیق کرنا پڑی۔ اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ جب آدم نبی تھے تو ان کا پیروکار کون تھا۔ اگر آپ غور کریں تو نبوت کو سب سے پہلے سجدۂ تعظیم وتسلیم ملائکہ نے کیا:

''وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا'' (البقرۃ:34)

(اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا۔)

تو یہ سجدۂ تعظیم ان کی علمیت کے تقدس کی وجہ سے ہوا تھا۔ وہ علمیت جس کا test پہلے گزر چکا تھا۔ حضرت آدمؑ اور حضراتِ ملائکہ کے درمیان ایک contest ہو گیا تھا:

''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ''
(البقرۃ:31)

(اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا۔ سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ)

ایک میچ پڑا ہوا تھا علمیت کا۔ جب علمیتِ آدم مستند قرار پائی تو ملائکہ اس کی تائید وتسلیم اور تعظیم میں سجدہ ریز ہو گئے۔ شیطان کے سوا، جس نے دنیا کا سب سے پہلا تعصب تخلیق کیا کہ

Marfat.com

میں آگ سے پیدا ہوا اور یہ مٹی سے، تو میں اس کو تعظیم کیوں دوں۔ تو سب سے پہلا تعصب ہی نسبی تھا، جو شیطان نے تخلیق کیا۔ یہ اب بھی موجود ہے۔ تو اس لحاظ سے جنات وزن رکھتے ہیں، وجود میں یہ change ہو سکتے ہیں۔ جنات کے اعمالِ تسخیر کو حاضرات کہتے ہیں، یعنی کچھ ایسے اعمال موجود ہیں جو جنات کو حاضر کر سکتے ہیں۔ اور خواتین و حضرات! حاضرات کے عمل میں اور اس خبط میں لوگ بڑے ملوث ہوتے ہیں مگر حاضرات کے عمل کی نوعیت کیا ہے؟

positive reasoning اور negative reasoning دونوں کے patterns انسان میں موجود ہیں:

"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا" (الشمس:8)

فسق و فجور بھی انسان پر الہام کیے جاتے ہیں اور تقویٰ بھی۔ جب بھی کوئی انسان تسخیر کے لیے نکلتا ہے تو وہ تصوف کے اور خدا کی محبت کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ یہ بات بہت اچھی طرح یاد رکھیے گا کہ جب بھی کوئی انسان کسی تسخیر کے عمل کے لیے نکلتا ہے تو وہ تسلیمِ خداوند کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے کہ تسخیر کے تمام اعمال نفسی ارتکاز پر مشتمل ہوتے ہیں۔ آپ نفس کے حق میں ارتکاز کر رہے ہوتے ہیں، کسی قوت اور غلبے کے لیے اور دوسری طرف خدا کے بندے نفس کے خلاف ارتکاز کر رہے ہوتے ہیں۔ خدا کی رضا کے لیے تو یہ دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ تسخیر کے اعمال میں They concentrate in favour of the self against God اور دوسری طرف جو خدا کے بندے ہیں۔ They concentrate against the self in favour of God. یہ دو بنیادی اصول ہیں۔ اس لیے حاضرات کے تمام اعمال سے تمام فقرا اور اولیا اللہ نے منع کیا ہے۔ اگرچہ سیکھنے، پڑھنے کے لیے کچھ علما ان اعمال سے گزرے ہیں۔ اب حاضرات کا عمل کیا ہے؟ اگر آپ نے غور کیا ہو تو کچھ عامل جب کوئی وظیفہ یا عمل دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پہلے ایک دائرہ کھینچنا۔ اس دائرے کے اندر بیٹھنا اور پھر اتنے دن یہ کلمہ پڑھنا تو آپ کو پانچویں دن بلی نظر آئے گی۔ ساتویں دن ایک شیر نظر آئے گا۔ نویں دن آپ کو سانپ نظر آئے گا۔ تیرھویں دن فلاں نظر آئے گا۔ چودھویں دن فلاں۔ اب اگر آپ غور کرو تو یہ pre-concepts of fear ہیں، جو انسان کے ذہن کو پہلے سے دے دیئے گئے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کو جنات کے عمل کی بڑی سادہ سی وضاحت کردوں۔ ایک شخص جب چلّے میں بیٹھے گا تو اس کے ذہن میں یہ ہے کہ ساتویں دن مجھ پر ایک بلی حملہ آور ہوگی، چاہے بدقسمتی سے اس کی خاتون وہاں سے ساتویں دن گزری ہو، اب اس نے تو یہی سمجھنا ہے کہ یہ کوئی شیطانی چیز ہے جو مجھ پر حملہ آور ہوگئی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چلّے سے نکلنے کے بعد اکثر لوگ، حاضرات کے عمل کا تو پتہ نہیں سیکھتے ہیں کہ نہیں سیکھتے مگر دماغ سے حاضر نہیں ہوتے۔ اس لیے کہ جب آپ pre-determined بیٹھے ہو کہ اتنے دنوں کے بعد ایک شیر جنگل کا آئے گا، ایک چڑیل آئے گی، ایک جن بھوت آئے گا تو آپ کا خوف آپ کے اندر جمع ہو رہا ہے۔ اگر آپ کے اعصاب مضبوط ہیں تو آپ ان سے نکل جاؤ گے لیکن بڑی مشکل ایسی ہوتی ہے کہ اعصاب اتنے مضبوط نہیں رہتے۔ کیونکہ جب انسان Concentrate کر رہا ہوتا ہے تو باہر کی کوئی خراش، کوئی جھٹکا ہزاروں من زیادہ بوجھ بن کر آپ کے اعصاب پر لگتا ہے۔ اس کی میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں کہ دوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں نے ایک بہت بڑا عذاب جنگی قیدیوں کے لیے جو تخلیق کیا وہ بالکل حاضرات کے عمل کی طرح تھا...... انہوں نے ایک بڑی بالٹی میں سے ایک نقطہ سوراخ نکال دیا تھا اور نیچے قیدی کو باندھ دیتے تھے اور بالٹی اس کے ماتھے کے اوپر لٹکا دیتے تھے۔ اس میں سے ایک ایک قطرہ اس کے ماتھے پر ٹپکتا تھا۔ اب سوچیے! لگنے کو تو کوئی تکلیف نہیں ہے، مگر جب کوئی سو ایک قطرے برس چکتے تو اگلا قطرہ ایک عذابِ الٰہی کی طرح اس پر گرتا تھا۔ وہ منوں کا ہو کر گرتا تھا Because you are waiting and you are always looking upwards and you know کہ جی! آنے والا ہے، تو وہ اتنی بڑی اذیت تھی کہ ابھی تک تو ریکارڈ ہے کہ اس water drop کے عذاب سے کوئی بھی قیدی بچ کر نہیں نکلا یا وہ پاگل ہو کر آیا یا وہ مر گیا یا پھر اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔

بالکل اسی طرح حاضرات کے عمل میں concentration کی وجہ سے سو فیصد لوگ پاگل ہو کر یا جنونی ہو کر باہر نکلتے ہیں اور بعض ایسے مکر و فریب کے لوگ ہوتے ہیں جو جاتے ہی نہیں ہیں مگر لوگوں کو کہتے ہیں کہ میں چلّے میں ہوں۔ ایک شخص میرے پاس آیا کہ میرے مرشد نے پچھلے بارہ دونوں سے کچھ کھایا ہی نہیں ہے۔ کمرے میں گھسے ہوئے ہیں، ہم نے بڑی سخت

Marfat.com

نگرانی رکھی ہوئی ہے، نہ انہوں نے کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے، تو میں نے کہا کہ یار اندر جا کر دیکھو تو سہی کہ وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ اس قسم کی احمقانہ داستانیں سنا کر یہ مؤکلات کے فریب لوگوں کو دیتے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ ایک حاضرات کا عامل Why should he come to beg people for hundred rupees. مجھے آپ بتا دیں۔ کوئی reason دے دیں کہ ایک وہ شخص جس کے پاس جنات کی عملداری موجود ہے۔ وہ آپ سے دو چار سو روپے اینٹھنے کے لیے کیوں بیٹھا ہے؟ وہ بھی ایک پاور ہے۔ ایک negative power ''حسن میواتی'' کا نام مشہور ہے کہ وہ حاضرات کا بہت بڑا عامل تھا۔ اس کا میں آپ کو واقعہ سنا دیتا ہوں۔

حسن میواتی حاضرات کا اتنا بڑا عالم تھا کہ وہ بڑے سے بڑے فقیروں کو کچھ گھاس نہیں ڈالتا تھا اور وہ کبھی ویرانوں کے سوا ٹھہرتا ہی نہیں تھا اور حکم دیا کرتا تھا اور بڑے بڑے لوگ اس کے پاؤں چھونے کو آتے تھے۔ پیسے ویسے وہ نہیں لیتا تھا، کسی سے بھی نہیں لیتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کسی بازار سے گزرا تو راستے میں ایک قلندر سا، آدھا ننگا، بیٹھا ہوا تھا۔ حسن میواتی کے پاس چونکہ powers تو تھیں، تو اس نے محسوس کیا کہ یہاں کوئی گڑبڑ ہے۔ Some super natural is there. تو اس نے کہا کہ پرے ہٹ! تجھے نہیں پتہ کہ میں کون ہوں؟ میرے رستے سے اٹھ! میں شہنشاہِ جنات گزر رہا ہوں۔ لیکن وہ بیچارہ کچھ بھی نہ بولا اور چپ چاپ پڑا رہا۔ جب وہ کچھ نہیں بولا تو اس نے feel کیا کہ یہ match پڑ گیا ہے۔ وہ دوبارہ اس کے قریب گیا اور کہا ''تجھے نہیں پتہ کہ میں کون ہوں؟ میرے راستے سے اٹھ اور جگہ خالی کر، میں شاہِ جنات ہوں۔'' لیکن پھر بھی ویسا ہی منظر رہا۔ تو پھر حسن نے اس کے اوپر حملہ کیا جیسے illusionist یا جادوگر کرتے ہیں کہ آپ کے vision اور ذہن کو قابو کر لینا، مگر نظر کچھ اور آنا، مگر وہ درویش اسی طرح بیٹھا رہا۔ کافی دیر اعمال کرنے کے بعد حسن میواتی کچھ گھبرایا تو اس نے اس پر physical attack کیا۔ اس نے کہا کہ تو باز نہیں آئے گا۔ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے اپنے جنات سے پٹواؤں گا اور پھر اسے ''ٹھڈا'' مارا۔ جب اسے ''ٹھڈا'' مارا تو اس درویش نے ایک آنکھ اٹھائی، آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: ''اے میرے مالک! یہ لوگ پاگل کیوں نہیں ہو جاتے۔'' بس وہ آخری لمحہ تھا جب حسن کو ہوش میں دیکھا گیا۔ اس کے بعد وہ کبھی ہوش میں نہیں آیا۔ تو فرق یہ ہے

1404Lr

Marfat.com

کہ ایک آدمی اپنے آپ کو جناتی طاقتوں سے بھرتا ہے۔ سراب کی اور جھوٹ کی طاقتوں سے بھرتا ہے۔ ایک آدمی اپنے آپ کو بھر رہا ہے اور ایک آدمی اپنے آپ کو خالی کر رہا ہے۔ ادھر اللہ کا ایک بندہ ہے، جانتا ہے کہ میری ہر آرزو، میری ہر خواہش میرے لیے فریب کا باعث ہے اور مجھے اللہ کے لیے اپنی آرزو کو ترک کرنا ہے۔ اگر اس کو طاقت کی آرزو ہے تو وہ اسے ترک کرتا ہے۔ اگر اسے benefit کی آرزو ہے تو وہ اس کے خلاف جہاد کر رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خالی کر رہا ہے اور یہ شخص اپنے آپ کو بھر رہا ہے۔ فرق یہ ہوگا کہ یہ شخص خالی ہوگا تو اس میں خدا ہوگا اور دوسرا بھرا ہوا ہونے کے باوجود خالی ہوگا۔ آج تک کوئی عامل کسی درویش اور خدا کے ولی سے نہیں لڑ پایا۔

خدا کی محبت، دوستی اور انس سے بڑی اور کوئی دولت انسان کو نہیں مل سکتی۔ اب دیکھو لوگ ولایت کو جاتے ہیں، پیروں فقیروں کے پیچھے جاتے ہیں، مؤکلات کے پیچھے جاتے ہیں اور اللہ نے اپنے بندوں کی نشانی ہی کچھ اور رکھی ہے اور جو نشانی رکھی ہے وہ practical ہے، in life ہے وہ خارجی نہیں ہے۔ وہ کوئی ایسی نشانی نہیں ہے کہ جس کے لیے آپ کائنات سے باہر کی آرزو رکھو۔ وہ آپ کی زندگی کے ہر لمحے کو پیش آنے والی حقیقت ہے اور وہ کیا ہے؟ کہ خداوند کریم فرماتے ہیں:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" (یونس:62)

اگر میرے دوستوں کا تمہیں پتہ نہیں لگتا ہے تو میں تمہیں ان کی پہچان بتا دیتا ہوں کہ نہ تم ان پر خوف دیکھو گے، نہ حزن و ملال دیکھو گے۔ اس لیے کہ ان پر اس قسم کی کیفیات آ نہیں سکتیں...... کیونکہ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب" ہر وقت ان کے دل میری یاد میں ہوتے ہیں اور میری یاد کی وجہ سے دل مطمئن ہیں اور جس کا دل میری یاد کی وجہ سے مطمئن ہے اس کا حزن و ملال سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تو اللہ کے اولیا کی واحد پہچان خوف اور حزن سے آزادی ہے۔

سوال: قرآنِ حکیم ایک scientific کتاب بھی ہے لیکن اس میں جنات پر ایک پورا chapter ہے، آپ اس کو سائنس کے لحاظ سے کس طرح دیکھتے ہیں اور اس پر حدیث کے علاوہ کوئی اور data ہے؟

Marfat.com

جواب: دیکھیے بات یہ ہے کہ سائنس کے لحاظ سے میں اسے کیوں دیکھوں؟ سائنس تو ابھی اس مقام کارکردگی تک نہیں پہنچی۔ ابھی پندرہ یا بیس سال پہلے Russia کا ایک سائنس دان خیالات کے psychosis پر research کر رہا تھا تو Finally he came out with this result کہ وہ تصورِ جنات تک پہنچ گیا اس نے کہا کہ جب کوئی Psychosis کا مریض بے انتہا شدت، غور اور concentration سے کسی خیال پر اتنے زیادہ charge دیتا ہے، mental charge دیتا ہے کہ That idea becomes capabale of hurting him in return اور اس نے کہا کہ اس سے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جن تخلیق ہو جاتا ہے اور یہ یاد رکھیے کہ اس وقت Russia جو تھا وہ خدا یا جن یا ملائکہ کو ماننے والا نہیں تھا بلکہ communist تھا......

میرا خیال یہ ہے کہ اللہ کی بے شمار مخلوقات میں سے جنہیں ہم جانتے ہیں اور وہ جن کو ہم نہیں جانتے، اگر زمین پر صرف مخلوقات کی اقسام کی طرز گنی جائیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ ایک ارب کے قریب مختلف genes کی مخلوقات موجود ہیں۔ اب اگر زمین پر انسان سے نیچے ایک بلین کے قریب مخلوقات کے patterns موجود ہیں تو ظاہر ہے کہ اللہ نے صرف زمین نہیں بنائی، آسمان کے اوپر بھی درجہ بہ درجہ ہزاروں بلکہ لاکھوں میں مخلوقات ہوں گی جنہیں اللہ کے لشکر بھی کہا جاتا ہے، جنہیں جنود وارواح بھی کہا جاتا ہے اور اُس میں ایک جن بھی ہے مگر جن کی creation کا rule اللہ نے بتایا ہے کہ یہ سلگتے ہوئے شعلوں، نیلے شعلوں کی آگ سے بنا ہے۔ high volatile جب کسی gases volume کو ملتی ہے اور اس کا نیلا شعلہ نکلتا ہے، جن اس شعلے کی پیداوار ہے اور جن اُسی طرح کی مخلوقات ہیں جیسے بندے کے اندر اُس کی روح مخلوق ہے۔ ہاں، جن انڈے دیتے ہیں...... بچے نہیں پیدا کرتے۔

خواتین وحضرات! جن بچے نہیں پیدا کر سکتے، انڈے دیتے ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے کہ میں نے دیکھا کہ شیطان کی بیوی نے انڈہ دیا، پھر اس سے بچہ نکلا، پھر اس سے شیطان نکلے، پھر دنیا شیاطین سے بھر گئی...... چونکہ یہ حدیث موجود ہے اس لیے ہمیں حتمی طور پر پتہ ہے کہ جن بچے نہیں دیتے انڈے دیتے ہیں۔ جن کو بچے پیدا کرنے کے لیے وجود کی ضرورت

Marfat.com

پڑتی ہے حالانکہ انسان کو وہ وجود شکل میں مل گیا ہے مگر ان کو جاری ہونے کے لیے، اولاد کے لیے وجود کی ضرورت پڑتی ہے اور کسی نہ کسی جانور کے پیکر میں ڈھل کر یا گاہے گاہے صدیوں سے کسی انسان کے پیکر میں ڈھل کر یہ اپنے بچوں کو پیدا کرتے ہیں۔

سوال: کیا جنات Meta physical مخلوق ہیں؟

جواب: یہ meta physical نہیں ہے۔ اللہ نے اس کو ایک مخلوق قرار دیا ہے اور اس جیسی بہت ساری مخلوقات اور بھی موجود ہیں۔ کچھ جدید ذہن کے انسان جیسے غلام احمد پرویز ہیں یا غلام جیلانی برق ہیں، تو انہوں نے اپنی intellectual وضاحتوں میں ان وجودوں سے یا ان مخلوقات سے انکار کر دیا ہے، حالانکہ اگر آپ غور کریں تو خداوندِ کریم نے انسان کو ''احسنِ تقویم'' فرمایا ہے، یعنی سب سے زیادہ متوازن مخلوق۔ اگر آپ غور کریں تو ہم زمین پر سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ صرف احسنِ تقویم ہی نہیں ہیں بلکہ اگر جانوروں اور دوسری مخلوقات کی ترتیب سے آگے بڑھتے چلے آئیں تو We are the best جیسے زمین کے pattern کی تخلیقات میں بہتر ہوتے ہوئے ہم سب سے بہتر تھے، ایسے ہی پروردگارِ عالم نے دوسرے مقامات یا دوسرے جہانوں میں جو مخلوقات بنائی ہوئی تھیں، ان میں ملائکہ روحی یا gaseous مخلوقات ہیں۔ ''جن'' کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ High volatile gases سے تخلیق شدہ مخلوق ہیں۔ اور یہ burning gases کے نتیجے میں وجود پذیر ہوا۔ یہ مخلوق موجود ہے اور یہ قطعاً meta physical نہیں ہے۔

سوال: کالے علم کے سامنے دعا کی تاثیر کیا حیثیت رکھتی ہے؟

جواب: کالے علم کا بھی ایک اصول ہے جو قرآن میں درج ہے:

''وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ'' (الزخرف 36:43)

(جب اللہ کے ذکر سے لوگ غافل ہوتے ہیں تو اللہ ان پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔)

پھر اللہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی کیا پروا جو میرے ذکر سے غافل ہوا۔ اگر تمہیں شیطان

Marfat.com

ہی چاہیے تو پھر شیطان کے حوالے۔ پھر جب وہ حوالۂ شیطان ہوا تو ایک شیطان اس کے بڑا قریب رہتا ہے:

''فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ''

اور جادو ہے کیا؟ کالا علم کیا ہے اور پیلا کیا ہے......؟ تمام علوم جو انسان کی توجہ خدائے واحد سے ہٹاتے ہیں، علمِ حقیقت سے ہٹاتے ہیں، توجہ کو اغوا کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے لفظ اغوا استعمال کیا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں ان کے اوپر سے آؤں گا، نیچے سے آؤں گا، دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا، میں ان کی ہر سمت سے آؤں گا۔ کروں گا کیا؟ ''لَاُغْوِيَنَّهُمْ'' (ان کو اغوا کروں گا۔) راہِ راست سے بھٹکا دوں گا۔ ہلکی ہلکی لغزشیں...... پکی سڑک سے پگڈنڈیوں پر ڈال دوں گا بڑے بڑے اچھے نظارے دکھا کر...... پھر اللہ نے کیا کہا؟ تو ضرور ایسا کرے گا۔ تیرا حق بھی لکھ دیا میں نے جہنم میں تیرے ساتھیوں کا بھی مگر ایک بات اچھی طرح یاد رکھنا کہ میرے ان بندوں پر تیرا کچھ اثر نہ ہوگا:

''اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ''

کہ جن کے دل میں میرے لیے ذرّہ برابر بھی اخلاص ہے، تو ان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔

تو خواتین و حضرات! بہت وسوسے آئیں، بہت شبہے پڑیں تو ایک دعا یاد رکھنی چاہیے کہ:

''اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه''

(میں تو اپنے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔)

اے شیطانِ رجیم! اے پڑوسن! جو دستک دے کر بات کرتی ہے اور اے جادوگر! جو تعویذ تو نے دبائے ہوئے ہیں نا میری گلی میں...... تُو میرا کچھ بھی نہیں کر سکتا کہ میں اپنے اللہ اور رسول پر ایمان لایا اور تمام جادو تعویذ قطعاً اثر نہیں رکھتے مگر یہ کہ یہ آپ کے ایمان کی آزمائش ہیں:

''وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ''

(البقرۃ 102:2)

(ہم نے نہیں اتارے ہاروت و ماروت اس لیے کہ تمہیں جادو سکھائیں)۔

نہیں، بلکہ ہم نے اس لیے کیا کہ جادو کے ذریعے تمہارا ایمان آزمائیں۔ ہم دیکھیں

Marfat.com

کہ تمہاری رغبتیں اتنی کمزور اور کمتر ہیں کہ تم ان گلی کوچے کے وسوسہ سازوں کی گرفت میں آجاتے ہو یا ہم پر اور ہمارے رسول پر یقین رکھتے ہو۔

''وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوۡلَاۤ اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ فَلَا تَکۡفُرۡ ''(البقرۃ2:102)

جادوگر اور وہ ہاروت و ماروت، فرشتہ ہائے خداوند، انسانوں کو پہلے سے کہتے تھے کہ دیکھو! ہم پر یقین نہ کرنا، کیا عجیب بات ہے...... کیا عجیب بات ہے کہ جو اصول بتایا گیا ہے جادو کا کہ دیکھو ہم پر یقین نہ کرنا، ہم کفر ہیں...... ہم تمہاری آزمائش ہیں......

''اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ''

ہم فتنہ ہیں، ہم آزمائش ہیں، تمہارے یقین و ایمان کی آزمائش ہیں ''فَلَا تَکۡفُرۡ'' پس کفر نہ کرنا، ہم پر اعتبار نہ کرنا۔ بول بول کر فرشتے پکار رہے تھے۔ اے لوگو: ہم جادو ضرور رکھتے ہیں، سکھاتے ضرور ہیں مگر ہم پر اعتبار نہ کرنا، اگر ہم پر یقین کرو گے تو برباد ہو جاؤ گے، سب سے بڑی بات کہ خدا جائے گا...... خدا ہاتھ سے جائے گا...... جب خدا ہاتھ سے جائے گا تو زندگی بھر کے لیے شیطان مسلط ہو جائے گا، اس کا کوئی چیلا چانٹا تمہارے خون میں شریک ہو جائے گا۔ خبردار رہنا...... ان کا کوئی بڑا کام نہیں ہے...... ان کا کام بڑا سادہ سا ہے، جادوگروں کا کام بڑا سادہ ہے۔ ٹونے، ٹوٹکے، تعویذوں سے ان منکرینِ خدا کا صرف ایک کام ہے...... کہ میاں بیوی کے درمیان فرق ڈال دینا، گھروں کو خراب کرنا، ہر ایک کو اپنے تشخص کی خبر دینی...... آزادیاں...... انا اور تکبرات کے میلے......

''وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ''(ال عمران 3:185)

یہ غرور ہے، آسیب جاہلیت پیدا کرتا ہے، جنون اور انا پیدا کرتا ہے، مرد عورت کو کہے گا کہ تم میرے حق، کتاب کے مطابق ادا نہیں کرتی اور خود اس کے حق پورے نہیں کرے گا۔ عورت مرد کو کہے گی کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہوا ہے میرے بارے میں...... یہ غفلتیں...... یہ تمام تجاہل...... یہ تمام تغافل اللہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ آپ کی کم فہمی کی وجہ سے ہے، اس لیے ملائکہ فرمایا کرتے تھے کہ مت ہمارے قریب آؤ ہم تمہاری آزمائش ہیں اور ہم کسی کو علم نہیں سکھاتے تھے جب تک

Marfat.com

یہ نہ کہہ لیں کہ اس کا فائدہ ہے یا اس میں نقصان ہے۔ اللہ نے ایک فیصل آیت میں یہ بتا دیا۔

''وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ''(البقرۃ 102:2)

(اور وہ سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان دینے والی ہے اور جو نفع نہیں دے گی۔)

کہ تم کیوں اس بات کو سیکھتے ہو جس کا کوئی نفع نہیں ہے اور اگر اسے مانوں گے تو اس کا نقصان ہی نقصان ہے۔

سوال: ایک بہن کی طرف سے سوال ہے کہ آج پہلی مرتبہ آپ کے ارشادات سننے کا شرف حاصل ہوا۔ آج کل میری حالت اس شخص کی مانند ہے جو بے آب و گیاہ جنگل میں کھڑا ہو جہاں جہالت و ظلمت کے ساتھ طوفانِ باد و باراں بھی ہو۔ شیطانی و انسانی وار، یہ سب میرے دشمن ہیں مجھے اپنی ذات اور اپنے اہلِ خانہ کا دفاع کرنا مشکل لگ رہا ہے۔ یہ بھی علم میں ہے کہ حقیقی محافظ بھی ہمہ وقت میرے ساتھ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا انسانی وار (سحر) کو روکنا جائز ہے اور کتاب و سنت کے مطابق اس وار کو روکنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اصل میں جو بھی باتیں محترمہ آپ نے پوچھی ہیں اس میں بہت سے الفاظ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے کہ انسانی وار اور سحر اسی طرح شیطان اور انسانی وار۔ یہ ایک understanding (سمجھ بوجھ) کی خطا ہے۔ ایسا حقیقت میں بالکل نہیں ہے۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ آپ اپنی کوششوں کے باوجود ایک کیفیت سے نجات نہیں پا رہیں اور باوجود اتنی ساری کوششوں کے آپ کو ایک گنجلک situtation (پیچیدہ صورتحال) سے نجات نہیں ہو رہی تو یہ کسی انسان کے بس کی یا کسی شیطان کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کو اگر اللہ کی یا قرآنِ حکیم کی یہ بات یاد ہو:

''وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ''

(جسے اللہ ضرر کے ہاتھ سے چھو لے تو اس گرہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں کھول سکتا)

''وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ''(انعام 18:6)

(اور جسے وہ خیر سے چھو لیتا ہے تو وہی صاحبِ قدرت ہے)

خاتون محترم! ایسی تمام صورتحال میں دو حالات واقع ہوتے ہیں کہ جب کوئی

Marfat.com

مصیبت و ابتلا آتی ہے تو ساتھ ایمان بھی جاتا ہے۔ اگر مصیبت و ابتلا میں خدا کے سوا کسی اور چیز پر تکبر کریں گے تو نہ صرف مصیبت ٹھہر جائے گی بلکہ ہمارا ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا۔ اس لیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے میں بھی آپ کو advice (نصیحت) کر رہا ہوں کہ جب آپ پر کوئی اس قسم کی پیچیدہ situation (صورتحال) آئے، مصیبت آئے، بلا آئے تو جیسے اللہ نے کہا ہے:

''وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ''

کہ بلاشبہ نقصان سے، خوف سے، بھوک سے، ضرور ہم انسان کو تھوڑا بہت آزمائیں گے۔

''وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ''

میرے سب سے بہترین بندے، سب سے اچھے بندے وہ ہیں جو مصائب و آلام میں مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور صرف اتنی سی بات کہہ دیتے ہیں ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' کہ یہ سب کیفیاتِ ذات میرے اللہ کی طرف سے آئی ہیں۔ انسانی دشمن بلا، جن یا بھوت کی طرف سے نہیں آئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز اللہ ہی کو لوٹ جائیں گی اور میرا خدا مجھے اس سے نجات دے گا تو اگر آپ کا یہ طرزِ عمل ہوا تو خدا نہ صرف آپ کو نجات دے گا بلکہ ایک وعدہ بھی فرما رہا ہے۔

''اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ''

کہ آپ پر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و درود و رحمت ہیں اور آپ ہدایت یافتہ ہیں۔

سوال: انہوں نے جو سحر کی بات کی ہے اس سے عامۃ الناس کا بھی فائدہ ہوگا اس سلسلے میں کچھ فرما دیں کہ کیا واقعی سحر کا وجود ہے یا نہیں ہے۔ یا انسانی زندگیوں کو زیر و زبر کرنے کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟

جواب: اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک practical observation (عملی

Marfat.com

مشاہدہ) اور دوسرا theoratical observation (نظریاتی مشاہدہ) کا پہلو ہے۔ نظریاتی مشاہدہ یہ ہے کہ واقعی سحر موجود ہے اور سحر کرنے والوں کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے کہ توجہات کو خدائے بزرگ و برتر اور قادرِ مطلق سے ہٹا کر کسی دوسرے ذریعے یا امداد کی طرف لگا دیں جو اگرچہ اس چیز کی قدرت نہیں رکھتا مگر سحر کے اثرات کے تحت انسان اسے اپنے حالات پر قادر سمجھتے ہیں اور اگر آپ سحر کی آیات پر غور کریں تو قرآنِ حکیم نے ان کا پورا خلاصہ دیا ہے۔

"وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ"

کہ حضرت سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا مگر شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور کفر کی صورت یہ تھی کہ "یعلمون الناس السحر" لوگوں کو سحر سکھاتے تھے "وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت" اور ہم نے ہاروت و ماروت کو اس لیے نہیں اتارا تھا کہ وہ ہم سے بغاوت کا اعلان کریں بلکہ وہ ابتلا کی صورت میں لوگوں کی آزمائش کے لیے اتارے گئے، ان کے اعتقادات کی آزمائش کے لیے اتارے گئے۔

"وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ"

اور جس شخص کو وہ سحر سکھاتے تھے یا اس کے اثرات سے اسے آگاہی دیتے تھے اس سے پہلے یہ بات کہہ دیتے تھے کہ دیکھو یہ negative powers (منفی طاقتیں) ہیں، یہ کفر کی طاقتیں ہیں۔ یہ اللہ کی نہیں ہیں۔ اگر انہیں مانو گے تو کفر کرو گے۔ اگر تم نے سحر سیکھا تو تم نے کافرانہ کام کیا۔ کیونکہ اس کی authority (اختیار) اور مجاز اللہ نہیں ہے۔ اللہ نے اس کو اپنا علم نہیں کہا۔ یہ شیاطین کا علم ہے۔ شیاطین اسے سکھاتے ہیں اور سکھاتے کیا تھے۔ "فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ" لوگوں کو یہ سکھاتے تھے کہ تعویذ حب کیا ہے۔ تعویذِ بغض کیا ہے۔ نقصان کے ہم مالک ہیں۔ میاں بیوی میں فرق ڈال دیتے تھے۔ پھر اس کے بعد ان کی کیفیات پر دو قسم کی technical اور کیفیات سحر کی وجہ سے وارد ہوتی ہیں ایک excessive repitition of the same idea in mind. (ذہن پر ایک ہی خیال کی گرفت) یعنی سحر یہ ہے کہ جیسے اللہ نے سامری کے ذکر میں ہمیں بتایا کہ وہ آنکھوں کو باندھ دیتے

Marfat.com

تھے اور خیال کو باندھ دیتے تھے۔ یہ vision control (نظر بندی) کرتے ہیں اور خیال control کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھیے کہ اصل حالات میں ایسا کچھ نہیں ہو رہا ہوتا مگر جس نے آپ کا vision, control کر لیا آپ سامنے دیکھتے ہوئے بھی اس بندے کو اس شے کو جن اور بھوت سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اصلیت نہیں ہوتی، سحر ایک فریب و تخیل پیدا کرتا ہے اور ایک فریبِ نظر پیدا کرتا ہے مگر یہ کتنے مفید اور کتنے مضر ہیں اس کے بارے میں پروردگار نے فیصلہ کیا: ''وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ'' تم ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس کا نہ نفع ہے نہ نقصان؟ دراصل سحر کا اثر اور سحر کی کیفیت اس درجے پر آکے باطل ہوتی ہے یا اس درجے پر آکے موثر ہوتی ہے جہاں آپ اپنی زندگی، اپنے معاملات، اپنے خیالات کا وارث اور مالک خدا کے بجائے کسی اور ذات کو سمجھیں گے۔ جب آپ کی نظر اللہ سے ہٹ جائے گی اور تمام شیاطین اور سحر کی کارستانی یہی ہے۔ مگر جب لوگوں کو بات سمجھائی جاتی ہے تو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر سحر ہوا تھا۔ رسول اکرم ﷺ پر لبید بن عاصم کی بیٹیوں نے سحر کیا اور وہ سحر discover (دریافت) ہوا۔ حضرت جبریل امینؑ اسے لے کر آئے اور حضور ﷺ سے وہ سحر رفع ہوا۔ خواتین و حضرات ایک بات آپ کو سوچنی چاہیے کہ Prophet is not only an intellectual وہ نہ صرف ایک اعلیٰ ترین ذہن ہے بلکہ اعلیٰ ترین معلم بھی ہے اور حضور گرامی مرتبت ﷺ نے بار بار اپنی حیثیت کو واضح کیا کہ ''اَنَا مُعَلِّمٌ'' کہ (میں استاد ہوں) ایک استاد کی سب سے بڑی صفت کیا ہے؟ حضور ﷺ اگر تمام عمر بھی سحر کی باتیں سناتے رہتے تو چونکہ حضور ﷺ کی خود ذاتِ گرامی اُن کیفیات سے گزری نہ تھی اس لیے یہ exactly شاید پیغمبر کے لیے مناسب نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ لوگوں تک ایسی کیفیت پہنچاتے جو انہوں نے صرف سوچی تھی اور خیال کی تھی اور جس میں سے وہ گزرے نہیں تھے۔ اس لیے پروردگار نے سحر کو حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی میں demonstrate (ثابت) کیا کیونکہ اس کیفیت میں جو رسول اللہ ﷺ پر گزری سب سے بڑی ہماری گواہی یہ ہے کہ جبریل امین اس وقت بھی موجود تھے جب سحر ہوا اللہ اس وقت بھی موجود تھا جب سحر ہوا تو ان کی allowance (اجازت) سے ایک اثر حضور ﷺ کی ذات تک پہنچا اور پھر اس کی مدافعت

Marfat.com

کے لیے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قرآن کی دو خوبصورت ترین آیات بخشیں ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ O مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' یہ دونوں آیات حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دفعِ سحر کے لیے بخشیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سحر demonstrate (ثابت) نہ ہوتا تو دافع سحر یہ دو سورتیں نہ اترتیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن کے شارع ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن کی وضاحت ہیں۔ ان دو سورتوں کی وضاحت صرف اُسی میں ممکن تھی جو حضورؐ پر گزریں اسی لیے demonstration (اثبات) کو effect, factual (حقیقی اثر) نہیں گنتے۔ نہ کسی خبیث میں، نہ کسی جن میں اتنی طاقت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قابو پاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک جن ہے اور ایک فرشتہ ہے۔ پوچھا گیا: ''یا رسول اللہؐ! کیا آپ کا بھی جن ہے'' فرمایا: ''ہاں، مگر وہ مجھے ہدایت کی خبر دیتا ہے۔''

سوال: سوال پوچھا گیا ہے کہ ٹی وی کے ہر چینل پر آج کل قسمت کا حال بتانے والے ستاروں کی چال اور بندے کے حال کے متعلق تسبیحات اور وظائف بتاتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! اپنی قسمت کا حال بتانا یا بنانا یہ دو قسم کے علوم ہیں ایک تو وہ جسے آپ عام طور پر occult (نجوم) کہتے ہیں occult میں numerology ہے۔ astrology ہے، شامانز ہیں، اس میں تبت کے لاماز ہیں جو telekinetic vision رکھتے ہیں، telepathic vision رکھتے ہیں...... جملہ اسباب مظاہرِ دنیا رکھتے ہیں۔ ارتکازاتِ وجود رکھتے ہیں۔ ان میں یوگا ہیں، رشی منی ہیں، کوئی راج دیش ہیں تو تمام دنیا میں جوتش وغیرہ جس حساب سے بتا رہے ہیں اور سن رہے ہوتے ہیں، یہ ایک source ہے knowledge کا۔ دوسری طرف کچھ لوگ ایسے ہیں مگر کچھ تو نہیں ہیں، بہت کم شاید ایسے لوگ ہوں کہ جو خدا کے ان علوم سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں نبوت کے جملہ خصائص میں سے ایک چیز پیچھے چھوڑ رہا ہوں اور وہ فراست ہے ''اور فراستِ مومن سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' پھر فرمایا کہ میں تعبیرِ خواب پیچھے چھوڑ رہا ہوں اور مسلمانوں میں بہت بڑے بڑے فریس گزرے ہیں، بڑے بڑے صاحبانِ تعبیر گزرے ہیں جیسے حضرت ''امام جعفر صادقؑ'' ہیں،

Marfat.com

''امام ابنِ سیرین'' ہیں، جن کو خواب کی تعبیر پر ایک مکمل authority حاصل ہے جیسے ہیوم، ایڈلر اور فرائڈ کو European سائڈ سے تعبیراتِ خواب پر ہے۔ ادھر ہمارے ہاں، میں نے پوری زندگی میں مطالعہ کے دوران ''ابنِ سیرین'' جیسا خواب کی تعبیر پر فاضل کوئی دوسرا شخص نہیں پایا Including the East and the West and he is miraculous! اللہ تعالیٰ نے ایسی اسے تعبیرِ خواب عطا فرمائی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے خواب کے اوپر جو تعبیرات ہیں وہ باکمال ہیں اور امام جعفر صادقؒ کو تو سند سمجھتے ہیں مگر symbols پر معاملات کے اختلاف ہو سکتے ہیں۔ پیش گوئی کے بارے میں یہ ہے کہ ایک individual کی پیش گوئی جو ہے وہ پیش گوئی نہیں ہوتی۔ ایک پیش گوئی ہوتی ہے، ایک دعا ہوتی ہے اور حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ ایک صاحبِ قدر شخص ہے کہ جو کسی شخص کے مستقبل کے بارے میں ایک دعا دیتا ہے جو اپنی قبولیت کی وجہ سے حکم کا درجہ رکھتی ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو حساب کتاب کر کے، اندازے لگا کے دے رہے ہوتے ہیں۔ میں ان کو کوئی ایسی بات نہیں کہہ رہا ہوتا، نہ میں کسی حساب سے بات کہہ رہا ہوتا ہوں، میں جب ان کو تسبیح دے رہا ہوتا ہوں تو اس سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ یہ تسبیح ان کے مسائل حل کرے گی۔ میں آپ کو بالکل وضاحت سے بتا رہا ہوں۔ میری اس وقت ایک رائے ہوتی ہے، میرا خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ تھوڑی سی خدا کی دوری کے شکار ہیں۔ میرا خیال ہوتا ہے کہ اپنی طبیعت کے بُعد کی وجہ سے ان لوگوں کو خیالِ دوست ذرا کم ہے جو ایک بڑی important جہت اور زندگی کی priority ہے۔ وہ ابھی یہ بھولے ہوئے ہیں، تھوڑا سا سبق دیتا ہوں، تھوڑا سا ان کی اس عادت کا ذکر کرتا ہوں جس کی وجہ سے فاصلہ ہے، پھر تھوڑی سی تسبیح دیتا ہوں اور مجھے پورا یقین ہوتا ہے کہ جب ان کا رخ، ان کی جہت، ان کا خیال درست ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ جو کارساز ہے، جو ولی ہے، جو والی ہے، جو رحمان و رحیم و کریم ہے جو سلام، مؤمن اللہ ہے، جو ذوالجلالِ والاکرام ہے وہ یقیناً ان کے مسائل حل کر دے گا۔ یہ میرا اعتماد اللہ پر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس کو تسبیح دوں وہ بھی اللہ پر ایسا ہی اعتماد رکھے۔ گڑبڑ کہاں ہو جاتی ہے...... معاف کیجیے گا کہ مجھ سے نکل کے وہ پھر کسی حساب کتاب والے کے پاس چلے جاتے ہیں۔ یہ عام مصیبت ہے۔ وہاں پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ اثر

Marfat.com

ہے، وہ جو بڑی مشکل سے میں نے انہیں ایک فکرِ راست کی تعلیم دی ہوتی ہے وہاں جا کر وہ دس روپے، سو روپے کے ایک تعویذ پر غارت ہو جاتی ہے:

''وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ''

سلیمان نے تو کوئی غلطی نہیں کی تھی، وہ تو اللہ کے نبی تھے۔ ان سے کوئی کلمہِ جہل منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ یہ شیاطین تھے جو کفر کرتے تھے اور یہ بھی اللہ نے کہا کہ غلط روایت ہے کہ ہم نے ہاروت و ماروت کو جادو سکھانے کے لیے بھیجا، ایسا نہیں تھا:

''وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ''

ہم نے ان کو، جادو سکھانے کے لیے نہیں بھیجا، یہ بالکل غلط بات ہے، اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو ان کو کہا تھا کہ ہم تمہاری آزمائش ہیں: ''وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ'' وہ ایک آدمی کو بھی سبق نہیں دیتے تھے سحر کا جب تک پہلے یہ نہیں کہہ لیتے تھے: ''حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ'' کہ دیکھو یار! آئے تو ہو سحر سیکھنے، جادو ڈھونڈنے، تعویذ مانگنے مگر ہم تمہیں ربِ کعبہ کی قسم دیتے ہیں کہ ہم جادو سکھانے والے نہیں، ہم تمہاری آزمائش ہیں۔ کیوں راہِ راست سے بھٹکتے ہو؟ کیوں غلط طرف جاتے ہو کیوں پروردگارِ عالم کی قوتوں کو تقسیم کرتے ہو؟ نفع و نقصان کا وہ مالک ہے، زندگی اور موت کا وہ مالک ہے، اونچ اور نیچ کا وہ مالک ہے، بلند و پست وہ کرتا ہے، تمہیں تنگی اور کشادگی وہ دیتا ہے، تمہارے دل اس کی انگلیوں میں ہوا کے پَر کی طرح ہیں اور کیوں غلطی کرتے پھرتے ہو؟ اور کرتے بھی وہ کیا ہیں:

''فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط''

میاں بیوی میں اختلاف پیدا کرنا، تعویذ ڈال دینا...... محبت کے لیے تعویذ ہو رہے ہیں، بغض کے لیے ہو رہے ہیں، چچی تائی کے خلاف ہو رہے ہیں۔ آدھے پاکستان پر جادو ہو رہا ہے، آدھا پاکستان کر رہا ہے۔ چند تعویذ دیئے جا رہے ہیں۔ ان ساری کی ساری ساحرانہ کارروائیوں کے بارے میں finally اللہ ایک judgement سناتا ہے:

''وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ'' (البقرۃ 2:102)

Marfat.com

کیوں سیکھتے ہو ایسی بات جس میں نہ کوئی ضرر ہے، اور نہ ہی کوئی نفع...... یہ بیکار کی بات ہے۔ کب ضرر ہوگا؟ کب نفع ہوگا؟ نفع، ضرر اس وقت شروع ہوگا، جب تم رحمٰن کے ذکر سے غافل ہو گے۔

''وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا''

تو تم پر ایک شیطان غلبہ حاصل کر لے گا۔ ''فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ'' (36:43) وہ تمہارے قریب رہے گا...... جب تم خدا کا ذکر ترک کرو گے تو شیطان تمہارے قریب رہے گا اور تم پر غلبہ حاصل کرے گا۔ جو انسان خدا کے قریب رہے گا اس پر نہ تعویذ اثر کرے گا، نہ سحر اثر کرے گا، وہ اللہ کے بندوں کی طرح safe and sound رہے گا۔ باقی رہی گردش، افلاس، تنگی و پستی تو یہ قرآن کی آیت کے مطابق ہے فرمایا کہ ہم لوگوں پر دن بدلتے رہتے ہیں کہ ہم نے ہر حال میں لوگوں کو آزمانا ہوتا ہے۔ کبھی خوشی میں، کبھی غم میں......

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا
چاہے وہ کتنا ہی صاحبِ فہم و ذکاء
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہے
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہے

سوال: نوید تاج پوچھ رہے ہیں کہ ایک اچھا آدمی بننے کے لیے کون سی بات کون سا starting point ہونا چاہیے؟ جہاں سے باقی سرے خود بخود ہل جائیں۔

جواب: میری مانیے تو سب سے بہتر بات تو تعلیم سے ہی آغاز کرنا ہوتا ہے۔ تختی نہ لکھی جائے گی، کوئی الف، ب نہ پڑھا جائے گا تو ظاہر ہے کوئی مفصل کتاب نہ پڑھی جائے گی But if you are involved in life and you have no time at all. تو میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی ایک صفحہ قرآن کی تلاوت، دو چار احادیث اپنی آنکھ سے خود بخود پڑھ لینا یا کسی سے پڑھوا کے سن لینا...... تعلیم یہی ہے۔ ہاں اگر آپ یہ سوچتے ہو کہ مغربی تعلیم ہنرمندی کی تعلیم ہے۔ all the education in the world is vocational. رزق کمانے کے ذرائع ہیں۔ اگر دل خدا کی توجہ مانگتا ہے تو تھوڑا سا قرآن روز پڑھ لینا، سوچ سمجھ کے تھوڑی سی اللہ کے

Marfat.com

رسول ﷺ کی باتیں سن لینا اور یقین ہے کہ اللہ نے یہ فہم و فراست آپ کو بخشی ہوگی۔ ایک ایک، ذرّہ ذرّہ بھی شروع کریں گے تو راہِ وفا کا پہلا قدم بھی شہادت کا قدم ہوتا ہے۔

سوال: واقعۂ کربلا کے تناظر میں پتہ چلتا ہے کہ کثیر تعداد میں صحابۂ کرام نے بھی یزید کی بطورِ خلیفہ بیعت کی تھی۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: خواتین و حضرات! یزید نے بیعت مانگی نہ اصحاب نے کی...... اصحابِ رسول ﷺ کو کبھی بھی یہ طعنہ نہیں دیا جا سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کمزور ہو سکتا ہے، منافق نہیں ہو سکتا، مگر ہم نے اگلی جنگوں میں بھی دیکھا، معاملات میں بھی دیکھا، کہ پوری امت کو جب اس قسم کے فساد پیش آئے تو اس میں جملہ دس سے پندرہ اصحاب کی شرکت ہمیں نظر آتی ہے، جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ عمار بن یاسرؓ نظر آتے ہیں اور دوسری طرف اگر آپ دیکھو تو ام المومنین حضرت عائشہؓ یا طلحہؓ یا زبیرؓ نظر آتے ہیں۔ جب بعد میں ان کے اندر آپس کی understanding develop ہوئی تو حضرت علیؓ نے ان کو اللہ کے رسول ﷺ کا واسطہ دیا اور عرض کی کہ میں اپنے لیے کسی صحابی کا خون بہانا جائز نہیں سمجھتا اور آپ نے ان اصحاب کو جنہوں نے روما اور یونان کی سلطنت کو الٹ دیا تھا، وہی اصحاب جو اس وقت تھے تو آپ نے ان سے منت کی بلکہ ان کو قسم دی رسول اللہ ﷺ کی کہ اگر تم میں سے کوئی میرے لیے لڑے گا تو اسے رسول ﷺ کی قسم ہے تو اصحاب پلٹ گئے اور وہ لڑنے والے فسادیوں سے نہ لڑ سکے وہ اپنے گھروں میں بند ہو گئے۔ ان کو حدیث یاد آتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے اصحاب! ایک وقت آئے گا فتنہ فساد کا...... اگر ایسا وقت آئے تو تم اپنے گھروں کے دروازے بند کر لینا اور اپنے مقام پر ہی نماز ادا کرنا۔

خواتین و حضرات! اس کے بعد ہم نے اصحاب کو نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ البتہ کچھ دیر کے بعد اصحاب نے یہ مناسب سمجھتے ہوئے کہ اگر یہ لوگ حکومت کے لیے لڑتے مرتے ہیں تو ہم اللہ کے دین کی تبلیغ کے لیے دور دراز نکل جانا بہتر سمجھتے ہیں مگر اس طرح تبلیغ کے لیے نہیں جیسے آج کل...... بلکہ ان کے اپنے انداز تھے۔ وہ فتنہ و فساد سے کہیں دور جا کر بس جاتے تھے، اللہ ان سے لوگوں کو متاثر کروا دیتا تھا اور اس طرح ہمارے بڑے بڑے علاقوں میں ہمارے اصحاب

Marfat.com

کے ہونے کی وجہ سے تبلیغ بھی ہوئی۔ اللہ کے لوگوں کو ان سے خلوص و محبت اور پیار بھی ملا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بھی پوری ہوئی:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ۔

(میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔)

اس لیے ہمیں کوئی اتنا ثبوت نہیں ملتا...... میں نے بہت تاریخیں دیکھی ہیں، مگر پانچ، سات کے علاوہ مجھے اس دور میں اصحاب کے نشان نہیں ملتے۔ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ اتنا "بھرا پُرا" وقت گزارنے کے بعد ہمیں اس زمانے میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل active نہیں نظر آتے اور اس کی وجہ وہی ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ دورِ فتن میں اپنے گھروں میں بیٹھ جانا اور اپنے دروازے بند کر لینا......

سوال: Why have Muslims failed as a civilization?

جواب: This is very unauthenticated question, infact Muslims are the only civilization which have lasted over fifteen hundred years. اگر آپ غور کرو تو تمام civilization جنہوں نے دنیا میں وقت گزارا ہے، ان کی مدتِ زندگی پندرہ سال سے لے کر ڈیڑھ سو سال، دو سو سال، اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے تین سو سال رہی ہے۔ ساڑھے تین سو سال سے آگے کوئی تہذیب نہیں ہے......

perhaps آپ کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ بہت سارے لوگوں نے مل کر کس تہذیب کو قبول کیا اور اگرچہ اسلام Christianity کے چھ سو برس کے بعد آیا اور یہ کہ Christianity کو already advantage حاصل ہو چکا تھا پھیلاؤ کا، اس کے باوجود اسلام نے آنِ واحد میں Christianity کو تعداد میں پچھاڑ کر رکھ دیا۔ because ؟ why......لوگوں کو اسلامی تہذیبی اقدار پسند آئیں۔ البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہو کہ اس civilization کی ایک ایک قدر پر اللہ کی چھاپ تھی اور اس کے ایک ایک معمولات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کی جھلک تھی۔ Islamic civilization کی ایک مختصر سی بات سنیے کہ حمص میں جب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو اس حملے میں پوری civilization کی پچھلی اقدار بدل گئیں اور آپ نے ان سے

Marfat.com

جزیہ لیا۔ان کی حفاظت کا وعدہ کیا۔اس کے بعد جب یرموک کی جنگ آ گئی تو حضرت ابوعبیدہؓ کو بھی حکم ملا کہ آپ یہ فوجی چھاؤنی چھوڑ کر یرموک میں آ جائیں۔جب آپ جانے لگے: It has never never happened in the history of civilization کیوں......؟اس لیے کہ پہلے civilized attitudes ہی نہیں تھے۔تو حضرتِ ابوعبیدہؓ نے حمص کے لوگوں کو بلایا اور بلانے کے بعد ان کے پیسے انہیں واپس کیے جو جزیہ کے لیے تھے۔اور کہا کہ ہم نے تمہاری حفاظت کے عوض یہ پیسے لیے تھے۔اب چونکہ ہم جا رہے ہیں، تمہاری حفاظت نہیں کر رہے تو یہ اپنی امانت واپس لے لو۔جو christian پادری اس وقت آئے اور جو اس قوم کے بڑے آئے، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے ہم قوموں سے تو یہ مسلمان infidal ہمیں بہتر ہیں......

اس civilization میں بڑی بات یہ ہوتی تھی کہ اقتدار کا مالک زمین کا کوئی بادشاہ نہیں تھا۔اقتدار کا مالک صرف اور صرف اللہ تھا۔اس civilization میں کردار کی وجاہت، محبت کا مرکز، صرف اللہ کا رسول ﷺ تھا اور اس civilization میں انصاف کسی فردِ واحد سے issue نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ کی وجہ سے issue ہوتا تھا۔اس civilization میں ایک غریب ترین بھکاری بھی Court of justice میں بادشاہ کی مسابقت رکھتا تھا۔اس civilization میں کوئی شخص بھوک اور افلاس سے نہیں مر سکتا تھا۔ Double security system کی وجہ سے، زکوٰۃ کی وجہ سے، اور صدقات کی وجہ سے۔

خواتین و حضرات! آج یورپ کی اعلیٰ ترین civilization صرف اپنے security system کی وجہ سے لوگوں میں popular ہے۔جن دن وہ ختم ہوگا، وہ civilization خاک و خاکستر میں بدل جائے گی۔ It's very very difficult to say that Islam is the only civilization جو اپنے وجود میں آنے کے بعد قائم نہ رہ سکی......اگرچہ اس کی حیثیت میں اقتدار کے سینٹر بدلتے رہے ہیں مگر مسلسل پندرہ سو سال کے بعد آج ہم تک بھی اس civilization کے بچے کھچے آثار پہنچے ہیں۔

سوال: اسلام کے عرب پس منظر کی back ground کیا ہے کیونکہ یہ اعتراض

Marfat.com

کیا جاتا ہے کہ قرآن میں صرف یہودیت یا عیسائیت کا ذکر ہے جو کہ عرب کے پڑوسی مذاہب تھے لیکن بدھ مت اور ہندومت جو نہایت پرانے مذاہب تھے ان کی مثال نہیں دی گئی اور ہندو کلچر، کا بھی ہمیں کہیں ذکر نہیں ملتا۔

جواب: میرا تو خیال یہ نہیں ہے بلکہ چونکہ ہر قوم کا area ہوتا ہے۔ اس کی working details ہوتی ہیں۔ اس کی جان پہچان کے ذرائع ہیں۔ جن areas میں اسلام آیا، جن areas میں یہ message گیا زیادہ تر وہ لوگ تاجر تھے۔ بلکہ دو، چار احادیث ایسی بھی ہیں جن میں اصحاب رسول ﷺ نے ہندوستان کے واقعات بھی سنائے ہیں بلکہ اسی میں جاسوسہ کی بھی حدیث موجود ہے، جو سراندیپ سے پرے کسی ساحل کی ہے، تو ایسی cultural mix-ups کی بہت سی باتیں ہوتی ہوں گی۔ مگر شاید رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن حکیم کو اس سختی سے یا اس احتیاط سے پڑھایا جا رہا تھا کہ ان میں فالتو باتوں کی گنجائش بہت کم تھی، اس لیے اس کو عرب culture تو نہیں کہنا چاہیے اگرچہ قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ زبان جس میں ہم نے قرآن کو اتارا ہے، یہ most sophisticated زبان ہے۔ "عربی مبین" ہے، واضح ہے۔ اس میں مطالب کا کوئی confusion نہیں ہے۔ اس کے باوجود میرا خیال یہ ہے کہ Language میں بھی دوسرے الفاظ کی کچھ آمیزش موجود ہے، واقعات میں بھی احادیث میں بھی تھوڑی بہت آمیزش موجودہ ہے، مگر اتنی کثرت سے نہیں ہے، مسافرت کے انداز جدا ہوتے تھے اور وصالِ امت اتنا زیادہ نہیں تھا کہ مختلف علاقوں کے لوگ اتنی کثرت سے ملا کرتے ......

اس سے آگے جا کر شاید مصر میں، چونکہ وہ تجارت کا ایک گھر تھا یا بحرین میں، یا یونان کے ان علاقوں میں جہاں بحریہ تھا جیسے ایلیا تھا جسے آپ Troy کے نام سے جانتے ہو...... یہ بڑے بڑے بحری مراکز تھے جہاں businesses ہوتے تھے وہاں اس قسم کا mixture تو possible تھا مگر اتنا پیچھے ہٹ کر جیسے مکہ اور مدینہ تھا civilization was almost be raft of every unnatural fact of the other nations اس لیے وہ effect نہیں آیا مگر ایک بات آپ کو وضاحت سے بتا دوں کہ وہ عرب culture جو ہبل لایا ہے وہ Apollo کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔ عربوں کا اپنا کوئی دیوتا نہیں تھا۔ جس خدا کو یہ پوجتے تھے وہ

Marfat.com

Apollo ہے۔ ہبل Apollo ہے...... جو crete کے ذریعے عرب تک آیا ہے۔ اسی طرح Astharthe ہے جسے عرب میں اشطار کہتے ہیں جو ملکۂ سبا کی پروردگار دیوی ہے، جس کو Divine image کہتے ہیں اور جو زرخیزی کی goddess ہے، پیدائش کی goddess ہے۔ اس کا بھی ذکر آیا ہے۔ پھر خدا نے خود قرآن میں ان قوموں کا، ان بتوں کا ذکر کیا ہے جو اس عرب سوسائٹی میں موجود تھے تو عرب سوسائٹی کے جتنے دیوی، دیوتا تھے، یہ روم و یونان سے چل کر آئے ہوئے تھے اور اس لحاظ سے ان میں ایک پوری علاقائی وحدت کا نشان تو موجود تھا البتہ ہندوستان میں شاید دوری حائل تھی یا وہاں سے تجارت بہت کم تھی تو اس کا Mention کبھی کبھی ہوتا ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ farthest limit جو اسلام میں تھی وہ چین کی تھی، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثِ مبارکہ میں فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ چین ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ صحرائے گوبی، دور دراز کا علاقہ، پانچ ہزار میل لمبا صحرا Mancho dynesty اور Mongol dynesty جو اس پر rule کر رہی تھی، اس کا ذکر ہمیں وہاں عربی تاریخ میں بھی ملتا ہے مگر کثرت سے نہیں ملتا مگر قرآن میں ایک آیت یہ ہے کہ ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا، ایک پیغام دینے والا بھیجا اور اسی قوم کی زبان میں بھیجا:

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ'' (ابراھیم:4)

ہم نے کسی قوم کو تباہ نہیں کیا جب تک ان میں ایک پیغمبر نہیں بھیج دیا اور اس پیغمبر کی خوبی یہ تھی کہ وہ اسی قوم کی زبان میں تھا...... تو ظاہر ہے کہ مہاتما سدھارتھا اور بدھا ہوں یا جینا ہوں یا کرشنا ہوں...... بلکہ اگر آپ یقین جانیے تو راما چندرا اور کرشنا کی لائف ہسٹری میں سے اگر ہندووانہ روش نکال دی جائے جو بعد میں add ہوئی تو ان کی زندگیوں کے خاکے پیغمبرانہ ہیں۔ خاص طور پر ''رام چندر'' جو ہیں، وہ قریباً قریباً ایک پیغمبرانہ خصائل کے مالک ہیں جن کو بعد میں ہندووانہ طرائق نے خراب کر دیا اور وہ اتنی جلدی خراب کر دیتے ہیں کہ مہاتما بدھا کے آٹھ اعتدال کے rules ہیں جیسے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ اعتدال کی احادیث دی ہیں مگر اگر آپ غور کیجیے تو چندرا گپتا موریہ کے زمانے سے لے کر اتنا وقت نہیں بنتا مگر جونہی چندر گپت کے بیٹے اشوکا نے کالنگا کی فتح کے بعد بدھ مت کو قبول کیا، تو اس کا سب سے پہلا کام بدھ مت کو

Marfat.com

corrupt کرنا تھا۔

بدھ مت میں خدا کا کوئی واضح تصور نہیں تھا۔ بدھا نے کبھی اس ڈر کے مارے اللہ کا نام نہیں لیا کہ وہ جو نام بھی لیتا، وہ ہندوؤں کی ڈکشنری میں کسی god کا نام ہوتا تھا He did not mention the name of God بلکہ اسے ایک تصور کی طرح پوجتا رہا مگر جونہی مہاتما بدھ کو اشوکا نے اپنایا، سب سے پہلے دو گروپ بدھ مت میں بن گئے وہ ہنایان اور مہایان تھے۔ بدھ مت میں توحید پرستی تھی اور کوئی بت کی پرستش نہیں کرتا تھا مگر اشوکا کی قبولیت کے ساتھ ہی بدھ مت corrupt ہو گیا اور مہایانا فرقے نے بتوں کی عبادت قبول کی اور ہندوؤں نے بدھا کو اپنے پیغمبر کے طور پر قبول کر لیا اور ایک دور کا نام بھی بدھستو اوتار رکھ دیا۔ اب یہ وہ صورتحال ہے جو باقی مذاہب میں بہت جلدی جلدی پیدا ہوئی مگر عرب اگرچہ موحد تھے اور بڑے متقی اور سخت قسم کے موحد تھے، اسرائیلی موحد تھے مگر ان میں ایک المیہ تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اب اللہ اتنا بڑا بھی تو نہیں ہے کہ سارے کام اکیلا ہی کرے۔ تو دو چار add کر لینے ٹھیک ہیں...... یہ ان کا concept ہے۔

سوال: واقعۂ کربلا میں لوگوں کی اکثریت حضرت امام حسینؓ کے ساتھ نہیں تھی بلکہ دوسری طرف تھی۔ کیا یہ حضرت امام حسینؓ کی توہین نہیں تھی کہ اولی الامر کے ہوتے ہوئے لوگوں نے یزید کا ساتھ دیا تو پھر اولی الامر کون تھا؟

جواب: جی نہیں! کربلا میں اکثریت دوسری طرف نہیں تھی۔ Infact a few paid soldiers can not be a majority بلکہ حضرتِ حنظلہؓ کو حضرت ابوبکرؓ ملنے گئے تو پوچھا: ''حنظلہ! کیا حال ہے؟'' تو کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا۔ ابوبکر نے کہا: ''سبحان اللہ! حنظلہ کیا بات کہہ رہے ہو تم، تم تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔'' کہا: ''جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں، ہمارے دل و دماغ اتنے صاف ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں دوزخ اور جنت سے ڈراتے ہیں اور ہمارے دل خدا کے ساتھ کتنے مشغول ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم ان سے جدا ہوتے ہیں، ہم دنیا میں بیوی بچوں میں مال و اسباب میں ڈوب جاتے ہیں تو ہمیں خدا کا خیال نہیں رہتا۔ بخدا حنظلہ نفاق میں چلا گیا ہے۔'' تو حضرتِ ابوبکرؓ نے کہا کہ حنظلہ میرا بھی یہی حال ہے۔

Marfat.com

آؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلیں۔ وہ دونوں مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ حنظلہ کیا حال ہے۔ فرمایا: ''حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا بھی کوئی ایسا ہی حال ہے۔ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہم سب سے زیادہ خدا اور رسول میں ڈوب جاتے ہیں۔ جب آپ سے دور ہوتے ہیں۔ تو دنیا میں مشغول ہوجاتے ہیں۔'' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! ایک سانس دنیا کے ساتھ...... ایک اللہ کے ساتھ......''

سب سے بڑی حدیث حضرتِ معاذ بن جبلؓ کی ہے۔ ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہم لوگ محفوظ تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے ہیں تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ڈر نفاق سے ہے۔ دل کے تقسیم ہونے سے ہے۔'' تو حضراتِ محترم! یہ اولی الامر منکم میں حضرتِ حسینؓ کی کہیں توہین نہیں ہوئی، ایک mastoden power ایک بکتر بند قوت نے ایک معصوم نہتے کو شہید کردیا۔ میں تو آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں بجائے اس کے دیکھنا تو یہ ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ وہ اولی الامر کس طرح ٹھہرتا ہے؟ کس بات پر ٹھہرتا ہے؟ تو حسینؓ کا کیا یہی کمال ہے کہ وہ شہید ہوگئے؟؟؟ کیا اس سے پہلے دنیا و کائنات پر ہیروز نہیں گزرے......؟؟ کیا Horasho of Greece نہیں تھا جس نے چودہ دن تک صرف ایک چھوٹے سے محاذ پر پوری آرمی کو روکے رکھا۔ وہ لڑ کر مر گیا مگر اس نے پورے سپارٹا کو بچالیا، کیا آپ کے خیال میں Hanibal شہید نہیں ہوا، جو زندگی بھر روما کی طاقت کے خلاف لڑتا رہا اور اپنے آپ کو اس نے مظلومیت کے حوالے سے بھی ان کے حوالے نہیں کیا اور زہر پھانک لیا۔

کیا دنیا میں ہیرو نہیں گزرنے؟؟؟ آخر حسینؓ کی کوئی حیثیت ہوگی!!! کوئی بات ہوگی!!! کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر Horasho کا بیٹا اس کے ساتھ ہوتا، اس کی بیوی اس کے ساتھ ہوتی یا اگر Hanibal کی اولاد کو سامنے رکھ کر وہ قتل کرتے تو وہ ایسا ہی حوصلہ دکھاتا؟؟؟

پروردگار نے ایک حکم رکھا تھا:

''وَ لَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ'' (البقرہ 156:2)

Marfat.com

بلا شبہ ہم انسان کو آزمائیں گے خوف سے، بھوک سے، مال و دولت کے نقصان سے اوران کے پھلوں کو چھین لیں گے۔

''وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ''(البقرۃ:2:156)

جنابِ والا! یہ امتحان علیحدہ علیحدہ اترتے ہیں...... ایک آدمی مال ہی کا نقصان نہیں برداشت کرسکتا، ایک بیٹے کا نہیں کرتا، ایک ماں باپ کا نہیں کرسکتا، ایک ذرا سے خوف پر جان دیتا ہے اور پھر ان کی location بہت بڑی ہوتی ہے۔ ساری زندگی میں ''بشیء'' تھوڑا تھوڑا...... مگر اس شخص کو دیکھیے جس پر دس دنوں میں سارے عذاب اکٹھے گزر گئے۔ وہ ''اولی الامر'' نہیں ہوگا تو پھر کون ہوگا؟ مگر یہ بھی تو غور کیجیے کہ ان سارے عذابوں میں ایک لمحہ اس کے وجود کے ذرّے کا بھی نہیں ہلا۔

آپ نے اُس کی تقریر سنی......؟ وہ دیوانہ نہیں نظر آتا۔ وہ مجنون نہیں ہے۔ وہ ثابت و سالم ہے۔ اس کے لہجے میں وہی تقویت ہے جو پہلے تھی۔ اتنے بڑے آلام و مصائب سے گزر کر، جس کے بیٹے کو اس کی بانہوں میں چھینا جاتا ہے، جس کی عورتوں کی عصمت خطرے میں ہے، جس کے بھائی، بچے اس کی نظر کے سامنے مر رہے ہیں۔ آپ نے پورے اس عرصے میں حسینؓ کے ذہن پر کوئی اثر دیکھا......؟؟؟ آپ نے دیکھا کہ وہ کتنا مطمئن ہے...... وہ کتنا سینہ تان کر کھڑا ہے اور جب وہ مر رہا ہے تو پوری امت کو priority بتا رہا ہے...... ظہر کی نمازِ خوف قضا نہیں کرنا چاہتا۔ ادا کر کے نکلنا چاہتا ہے، وہ یہ تو نہیں جانتا کہ دشمن کتنا ہے۔ میرا کتنا بڑا نقصان ہوگیا...... اس سے بڑا ''اولی الامر'' کون ہوگا جو اپنی موت کے وقت بھی اپنی top priority کو maintain کر رہا ہے اور آپ کے لیے lesson چھوڑ رہا ہے......

اب حضراتِ محترم! اگر میں اس کا معتقد ہوں، اگر آپ اس کے معتقد ہیں تو اولی الامر سے ہم نے سیکھا کیا؟ کیا ہم نے وہ priority اٹھالی جو انہوں نے پیش کی؟ کیا وہ مرتے وقت اور کچھ نہیں کرسکتا تھا؟؟؟ وہ دو چار کافروں کو بھی جہنم رسید کرسکتا تھا۔ مگر اس نے تو اپنے آخری وقت میں ظہر کو خالی نہیں جانے دیا۔ صلوٰۃِ خوف پڑھ کر دنیا سے رخصت ہوا۔ وہ یہ بتا رہا تھا کہ مجھ پر کسی چیز کا اثر نہیں ہے۔ میں اپنے اللہ کے ساتھ ہوں اور اسی کی priority maintain

Marfat.com

کررہا ہوں۔ حضرتِ والا! اولی الامر میں اتنی تو صفت ہونی چاہیے۔ کوئی اپنی top priority کی adjustability بھی تو قائم ہو۔ ہم تو اسی کو مانیں گے......

سوال: حضرت امام حسین کے بعد لوگوں نے جیسے امام زین العابدینؒ اور اہلِ بیت کے ساتھ اس وقت حسنِ سلوک نہ کیا اس کی کیا وجہ تھی......؟

جواب: نہیں صاحب! یہ اس وقت بھی نہیں ہوا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں...... کہ حضرت امام زین العابدینؒ حج کررہے تھے۔ اس دوران ہشام ابن عبدالملک بھی حج کے لیے آیا ہوا تھا۔ اس کو دھکے بہت پڑ رہے تھے۔ وہ کھڑا دیکھ رہا تھا کہ ایک نوجوان ایسا ہے کہ جدھر آگے بڑھتا ہے، لوگ چھٹ جاتے ہیں اور اس کو راستہ دیتے ہیں۔ تو اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ امام زین العابدینؒ ہیں تو اس نے بڑی حسرت سے کہا: ''حکومت تو یہ کرتے ہیں۔ ہم جبر واستبداد سے حکمران ہیں۔ حکومت تو ان کی ہے۔'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے دل ان کے ساتھ نہیں تھے البتہ عمرو بن سعد کو ''رے'' کی گورنری کا لالچ تھا۔ یہ عمرو بن سعد آپ کو پتہ ہے کہ کس کا بیٹا ہے؟؟؟ سعد بن ابی وقاصؓ کا...... آپ کو پتہ ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کون ہے؟ یہ خالی رشتہ دار نہیں، یہ اسلام کے سب سے پہلے مجاہد ہیں۔ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ترکش آگے رکھا اور ان کے لیے پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ سعد! مار ان کافروں کو...... میرے ماں باپ تجھ پہ قربان......!!! یہ وہ تھے...... اب دیکھیے ایسی بلندی، ایسی پستی priority!!! کا فرق ہے ناں۔ وہ اللہ کو بڑا مانتے تھے اور یہ ''رے'' کی گورنری کو بڑا سمجھتے تھے۔

سوال: ہم بحیثیت مسلمان تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ پاک سے پہلے نازل ہوئیں یقین رکھتے ہیں اور یہ ایمان کا ایک حصہ ہے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام یہودیت اور عیسائیت ہی کی continuation ہے۔ اب سوال ایک تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح قرآنِ پاک کی حفاظت کا خود اللہ نے ذمہ لیا ہے اور اس کے کسی کلمے کو وہ کہتا ہے کہ اللہ اپنے کلمات کو تبدیل نہیں کرتا۔ تو اس سے پہلے جو کتابیں اتریں اور ہمیں یہ بھی ہدایت ہوئی کہ ہم ان پر ایمان رکھیں گے۔ تو ہم کیسے یقین رکھتے ہیں کہ وہ تبدیل ہوں گی اور

Marfat.com

اسی پر دوسرا سوال یہ ہے کہ جس طرح یہودیت پر جو کتاب اتری تھی زبور اور اس کے بعد عیسائیت پر اتری: بائبل یا انجیل۔ ابھی ہم بائبل کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ تمام پرانی کتابوں کو لے کر چلتی ہے کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ continuation ہے۔ وہ اپنے پہلے تمام پیغمبروں کو مانتے ہیں تو وہ عہد نامہ قدیم کو عہد نامہ جدید کے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ تو جب ہم ان کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور ہم پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کو تبدیل نہیں کرتا تو کیوں نہیں ہم ان تمام کتابوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلتے ہم صرف قرآن ہی کو کیوں اپنائے ہوئے ہیں؟

جواب: کیا آپ نے قرآن شریف پڑھا......؟ اگر پڑھا ہو تو آپ کو پتہ لگے گا کہ قرآنِ حکیم میں تمام کتابوں کے صحیح علم کو جستہ جستہ بیان کیا گیا ہے۔ ten commandments جو تورات میں دی گئیں، اب وہ تورات میں اصلی صورت میں نہیں ملیں گی۔ مگر قرآنِ حکیم میں وہ اصلی صورت میں ملیں گی۔

''وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ''

(اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔)

''وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا''

(اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔)

''وَّذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ''

(اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کا خیال کرو۔)

''وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا''

(اور لوگوں سے اخلاق کی بات کرو۔)

''وَّأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ'' (البقرۃ 2:83)

(اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔)

اسی طرح جو شریعت حضرت عیسیٰؑ لائے، وہی شریعت continue کر رہی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ نے نیت اور عمل پر احتجاج record کیا کیونکہ فلسطینی یہودی جو بہت بڑے بڑے

Marfat.com

عالم تھے مگر وہ سارے کے سارے custom collector تھے اور اپنے اندر تمام گناہ رکھتے ہوئے لوگوں کو نصیحت کرتے تھے جیسے آج کل ہمارے بہت سے علما کا حال ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے نیات کے علم کو فروغ دیا۔ اسی شریعت کو سامنے رکھ کر انہوں نے اس میں intentions کی ammendments کیں جب سب سے پہلے ایک یہودی عورت Marry Madgallien کو سنگسار کیا جا رہا تھا تو حضرت عیسیٰؑ وہاں پہنچے اور انہوں نے کہا کہ اس عورت کو پہلا پتھر وہ مارے جس نے خود زنا نہ کیا ہو، یہ سن کر سب لوگ بھاگ گئے۔ وہ سب لوگ بھاگ کیوں گئے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی reputation اس وقت یہ تھی:

''وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ''

(ال عمران 49:3)

(میں بتا سکتا ہوں کہ تم گھروں میں کیا کھاتے ہو۔ اور کیا چھپاتے ہو۔)

اب لوگوں کو پتہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ یہ بتا سکتے ہیں۔ اس لیے یہ سارے بھاگ گئے۔

اسی طرح انہوں نے یہ قانون دیا کہ ہمسائے کی بیوی کو بری نظر سے دیکھنا سنگسار کے قابل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ توکل پر انہوں نے یوحنا کو جب درس دیا۔ جب یوحنا چل رہے تھے...... حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ساتھ تو انہوں نے پوچھا: ''یوحنا تیری پوٹلی میں کیا ہے''؟ فرمایا: ''نبی اللہ دو روٹیاں ہیں۔'' فرمایا: ''کس لیے''؟ کہا: ''نبی اللہ! ایک آج کے لیے اور ایک کل کے لیے۔'' تو فرمایا: ''اے یوحنا! تم نے توکل میں ہمیں پرندوں سے بھی نیچے گرا دیا۔ کبھی کسی پرندے کے گھر میں بھی دو وقت کی روٹی دیکھی ہے۔'' تو تمام تر ایک بڑی extremity کو پوری کی پوری انجیل جا رہی ہے۔ وہی قانون جو آج سارے christians میں موجود ہے کہ اگر تمہیں کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو اسے دوسرا پیش کر دو۔ اگر آپ اس قانون کی اصل پر غور کریں تو اصل وہی ہے کہ تم ظاہری طور پر کیا لبادۂ عبودیت میں پھرتے ہو۔ تم جو عبادات پر بڑا تکیہ کرتے ہو۔ اگر اس کے پیچھے تمہاری human intentions نہیں ہیں تو تم سے بڑا گنہگار کوئی نہیں۔

قرآنِ حکیم بھی اسی عیسوی intention کو لے کر اور اسی شریعتِ موسوی کو لے کر ایک توازن قائم کرتا ہے اور نیت اور عمل دونوں کی یکجائیت کی تلقین کرتا ہے، اسی لیے امام بخاری

Marfat.com

نے جب حدیثِ بخاری مرتب کی تو اسی اصول کے پیشِ نظر باب الایمان کی پہلی حدیث quote کی، وہ یہ تھی کہ:

''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' (حدیث)

قرآن نغمۂ سلیمان بھی quote کرتا ہے، واقعاتِ داؤدی بھی quote کرتا ہے، اس کے علاوہ حکیم لقمان بھی quote کرتا ہے اور ان تمام پیغمبروں کو بھی quote کرتا ہے جن سے اس وقت کی Arabian سوسائٹی آشنا تھی مگر جن کتابوں کی حفاظت کا اللہ نے ذمہ نہیں لیا۔ ان کتابوں پر ہم تصدیق کا لفظ نہیں رکھ سکتے۔ پروردگار نے خود کہا کہ مجھے ان لوگوں سے دو گلے ہیں، ایک گلہ یہ ہے کہ ان کے علما بھی اپنے امرا کو خوش کرنے کے لیے کتابوں میں تحریف کر رہے ہیں جیسے اس کی مثال میں نے آپ کو دی تھی کہ حِطَّۃٌ کی جگہ حِنْطَۃٌ.....

اب پروردگار یہ کہتا ہے کہ اب یہ کتابیں میری طرف سے بحیثیت authority quote نہیں ہوتیں کیونکہ اگر آپ آدھی کتاب سچائی کے طور پر quote کریں گے تو جو باقی آدھی ہے جن میں خرابی ہے نقص ہے یا کمی بیشی ہے، وہ بھی کوئی نہ کوئی quote کر جائے گا اور جب آپ وہ پڑھیں گے اور یہ پڑھیں گے تو دونوں کو ملا کر جو سچائی ہے وہ چھپ جائے گی۔ اسی لیے اللہ نے کہا: الزام دیا ان کو جو اس وقت بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہ:

''ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ'' (البقرۃ 2:75)

کہ عقل رکھنے کے باوجود تم نے میری کتابوں میں تحریف کی۔ اب میں اس کو تم پر نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کو مسلمانوں پر بھی نہیں چھوڑوں گا:

''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' (الحجر 15:9)

(ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے، اب اس کی حفاظت ہم خود کریں گے۔)

اب دیکھیے اس کی حفاظت کا طریقہ کیا ہے؟ بڑا عجیب وغریب طریقہ ہے کہ حضرت عثمان کے زمانے میں قرآن کے مرتب شدہ دو صحائف تھے۔ ایک Ottoman Empire کے پاس رہا۔ ایک Topkapi Museum Turkey میں محفوظ ہے۔ دوسرا تاشقند میں Russia کے پاس ہے۔ تو پروردگار نے ایک گواہ اپنا رکھا، ایک کافر کا......

Marfat.com

آج کے زمانے میں بھی اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ قرآن کا ایک لفظ، ایک فقرہ، ایک حرف بدل گیا ہے۔ اگر اس کو Topkapi کے نسخے پر اعتبار نہیں تو تاشقند کا نسخہ دیکھ لیں۔ یہ اس کی حفاظت کا طریقہ تھا۔ وجہ یہ تھی ...... عموماً آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر رسول آتے رہتے تو adjustment ہو سکتی تھی۔ ایک رسول کی بات دوسرا رسول آ کر کہہ سکتا تھا کہ یہاں غلطی ہوگئی، سچائی یہ ہے مگر چونکہ یہ واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ یہ پیغمبر انبیا کو ختم کرنے والا ہے۔ اب غیب کی خبر نہیں آئے گی۔ اب کسی پر جبرئیل نہیں آئے گا۔ اب وحی کا سلسلہ موقوف ہے اس لیے اب آپ کو اشاراتِ غیبیہ کی زبان نہیں ملے گی۔ میں اس لیے اس کتاب کو فائنل کر رہا ہوں کہ ابدالآباد تک میری تصدیق کے لیے یہ کتاب صحیح سلامت موجود رہے۔ اس میں کسی کوتاہی و خامی کا وجود نہ رہے اس لیے اس کی حفاظت میں خود کر رہا ہوں۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' اس سے بہتر کس کی بات صحیح ہے......؟؟ کہ حقیقت یہ ہے کہ پندرہ سو برس سے کوئی کتاب سلامت نہیں رہی، سوائے قرآن کے...... کسی کا ٹیکسٹ و متن محفوظ نہیں سوائے قرآن کے...... تفریط و تحریف سے کوئی محفوظ نہیں سوائے قرآن کے...... اگر آپ ان کتابوں کو دیکھیں تو ان کا رتبہ ہماری حدیث سے بھی نیچے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کلام فرمایا تو حواریوں نے سنا: یوحنا نے سنا، مرقس نے، لوقا نے، برناباس نے سنا۔ سننے کے بعد انہوں نے اسے فوری carry نہیں کیا بلکہ ستر سال کے بعد سینٹ پال نے خطوط کے ذریعے ان سے letters منگوائے اور seventy years after the versions of Christ was related to them in letters. اور سینٹ پال کے بارے میں، میں اپنی رائے نہیں دوں گا بلکہ میں نیٹشے کی رائے quote کروں گا جس نے بڑی سخت ناقص رائے دی ہے اور اس نے کہا کہ سینٹ پال ایک بد باطن اور بد بخت یہودی تھا جو christianity میں صرف اس لیے داخل ہوا کہ بائبل کی تحریف کر سکے۔ ...... This is a christian word. God knows better ''وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب'' ہم تو کسی کے بزرگ کو بھی برا نہیں کہتے، یہ بھی ہمیں اللہ کا حکم ہے۔ بزرگ تو چھوڑو...... ہم تو کسی کے بت کو بھی برا نہیں کہتے کہ پروردگار نے کہا کہ اگر کسی کے بتوں کو برا کہو گے، کسی کے جھوٹے خداؤں کو برا کہو گے تو وہ تمہارے

Marfat.com

اصلی خدا کو برا کہیں گے...... اس لیے ہم ایسا نہیں کہتے۔ یہ رواداری اللہ ہی سکھا سکتا ہے۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کا زمانہ تھا تو ان کو ان کے گھر میں یا محل میں محصور کر دیا گیا تھا تو ان کے اوپر ایک یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے کچھ قرآن جلا دیئے ہیں اور ایک رکھ لیا ہے تو علیؓ بھی موجود تھے۔ حسینؓ bodyguard بن کر کھڑے تھے، ایک تو وہ تضادات ہیں۔ یہ میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ میں کینیڈا میں تھا تو کچھ missionaries میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ کہتے ہو کہ آپ لوگوں کا قرآن ایک ہے مگر بہت سے ہیں میں نے کہا: وہ کیسے؟ تو کہنے لگے کہ قادیانی بھی مسلمان ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ مر چکا ہے، وہ اب نہیں آئے گا۔ حالانکہ قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ ترجمہ لوگ مختلف کر لیتے ہیں کہ وہ آئیں گے۔ سنی یا دوسرے کہتے ہیں کہ وہ آئیں گے۔ قادیانی کہتے ہیں کہ وہ نہیں آئیں گے۔ تو دوسرے مسلک کے لوگ قرآن سے زکوٰۃ کی percentage کچھ نکالتے ہیں دوسرے کچھ اور نکالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ آپ کی عربی تو ایک ہی لکھی ہوئی ہے لیکن اصل قرآن تو یہ ہے کہ اس میں سمجھ بوجھ پیدا کی جائے تو یہ چلتے پھرتے جو مسلمان ہیں۔ یہ قرآن کو غلط define کر رہے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ کافی قرآن ہیں۔ ہماری بائبل میں بھی ایسا ہوا۔ اگر آپ ہماری بائبل کے اوپر جو critcize کر رہے ہیں، ہم آپ کے قرآن پر بھی criticize کر رہے ہیں۔ تو میں اس کو آگے سے جواب نہ دے سکا۔

جواب: میرا خیال ہے کہ آپ کی study پوری نہیں تھی اس لیے آپ جواب نہ دے سکے۔ As far as Quranic version is تو اس کے بارے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔ باقی یہ جو قادیانی کی بات کر رہے ہیں، پچھلے کوئی پانچ سات برس پہلے مولانا کوثر نیازی تھے، اس وقت کی وزارتِ مذہب میں تھے۔ اس وقت قرآن کے بارے میں شبہ ہوا کہ اس کی versions مختلف ہیں، تو پوری امتِ مسلمہ جو قرآن پڑھتی تھی مختلف ممالک سے وہ باقاعدہ منگوائے گئے اور مولانا اسے لے کر روس گئے کیونکہ حضرت عثمانؓ کے قرآن پر مرتے وقت ان کا خون گرا تھا تو کچھ ورق اس کے خون آلود ہیں، اس لیے زیادہ visible نہیں ہیں، تو وہ تاشقند گئے، وہاں سے انہوں نے compare کیا اور واپس آ کے یہ اعلان کیا بلکہ تمام دنیا میں یہ اعلان

Marfat.com

ہوا کہ وہ version جو تمام امتِ مسلمہ پڑھ رہی ہے، وہی قرآن ہے جو تاشقند میں موجود ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

باقی جو آپ کہہ رہے ہیں کہ کچھ لوگوں نے قرآن میں اپنے معانی نکالے تو ان کی کوشش کبھی کامیاب نہ ہوئی، نہ ہو سکتی ہے۔ اگر دس یا بیس لاکھ یا زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ بندہ بھی اگر one billion میں سے اپنی grouping کرلیں گے جیسا کہ ہر زمانے میں، ہر امت میں کرلیتے ہیں، کوئی بھی کرسکتا ہے تو اس سے اُمّہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میں نے ابھی آپ سے کہا کہ کوئی بھی شخص، کوئی بھی گروہ بن کر آئے تو وہ اُمہ میں نہیں آئے گا۔ ہم اسے امت میں اس لیے نہیں سمجھ سکتے کہ امت تو میں اور آپ ہیں......

آپ مسلمان ہیں، میں مسلمان ہوں، برا ہوں یا اچھا ہوں......ایک دریا ہے، بہت بڑا دریا ہے، ہم اس سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اگر اس میں ایک اچھی مچھلی ہے تو بری مچھلی بھی ہے۔ اگر مہاشیر ہے تو ملی بھی ہے نیک ہے تو گنہگار بھی ہے......تو ہم تو ایک دوسرے کو accept کریں گے۔

اگر ایک نے اپنا تشخص علیحدہ کرلیا ہے، ہیڈکوارٹر علیحدہ کرلیا ہے، یہ سارے علیحدہ علیحدہ ہوگئے تو وہ علیحدہ ہوتے رہیں۔ we have nothing to do with them ان کی عاقبت ان کے ساتھ ہے: قرآن میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب میں بنی اسرائیل کو جمع کروں گا اور پوچھوں گا اور حضرت عیسیٰؑ کو بلاؤں گا اور ان سے پوچھوں گا کہ بتاؤ تم نے ان کو یہ خیالات اپنانے کو کہا تھا جو ان کے اندر موجود ہیں تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ پروردگار جب تک میں زندہ تھا، میں نے ان کو وہی بات بتائی جو تو نے مجھے بتائی تھی۔ جب میں مرگیا تو......:

"وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ" (الانبیاء 21:89)

(تو ان سب کا وارث ہے۔)

میں ان کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ کوئی بھی شریف آدمی بچے کھچے نالائق آدمیوں کا وارث نہیں بنتا۔

سوال: مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی کو accept کیا جاتا ہے تو جب عورت علیحدگی میں مصلّے پر بیٹھ کر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتی ہے تو تب اس کی گواہی قابلِ

Marfat.com

قبول ہوتی ہے یا یہ گواہی اور ہے اور عدالت کی گواہی اور ہے......

جواب: صاحب میرے خیال میں آپ اس چیز پر سوچتے ہیں کہ آخر اس بیچاری کے ساتھ یہ المیہ کیوں واقعہ ہوا۔ اگر آپ فقۂ اسلامی کا مطالعہ کریں تو گواہی کے درجات ہیں۔ کسی ایسی situation میں جہاں صرف ایک عورت گواہ ہے تو اس عورت کی گواہی مسلّم ہے For example اگر کسی عورت کے ساتھ برا بھلا ہوا ہو اور وہ اکیلی تھی اور گھر میں کوئی مرد گھس آیا اور اس نے کوئی ایسی زیادتی یا زنا کا ارتکاب کیا اور اس عورت نے گواہی دی تو وہ عورت کی گواہی شرع میں مسلم ہے۔ وہ گواہی مکمل ہے۔ یہ situations پر منحصر ہے۔

میں آپ سے عرض کروں کہ ایسی situations میں کہ جہاں دو عادل مرد نہ ملتے ہوں، وہاں چار عورتوں کی گواہی طلب کی جائے گی۔ جہاں ایک عادل مرد ملتا ہو وہاں ساتھ دو عورتوں کی گواہی طلب کر کے گواہی کو مکمل کیا جائے گا۔ یہ مختلف ranks ہیں۔ عام طور پر لوگ یہ جانتے ہیں کہ عورت کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے مگر ایک عورت کی گواہی بھی قابلِ قبول ہے۔ یہ فقہی درجۂ شہادت ہے جو کسی بھی دنیاوی معاملات کے استیصال کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اب کیونکہ لوگوں کے علم میں نہیں ہے اس لیے normally یہی concept لیا جاتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے......

سوال: آپ نے فرمایا کہ اسلام میں کبھی کوئی mass revolution نہیں آیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جو انقلاب آیا اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: جی اس کو Revolution of idea تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر The revolution of the change of government نہیں کہہ سکتے بلکہ حضورِ گرامی مرتبتؐ نے جب کفارِ مکہ کو جمع کیا تو ان سے ایک سوال پوچھا کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں تو انہوں نے حضرتِ یوسفؑ کی مثال دی کہ جیسے یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" (یوسف 92:12)

(آج تم پر کوئی سختی نہیں۔)

کہ چلو جاؤ چھٹی کرو۔ آج تم پر کوئی جبر نہیں ہے۔ اس حسنِ سلوک کو دیکھتے ہوئے

Marfat.com

سارے ملک مسلمان ہو گئے......

اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ revolution ان تمام individuals کے لیے ہے جنہوں نے ایک change of ideas کیا ہے لیکن یہ وہ change نہیں ہے جس کو ہم revolution کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر دنیاوی basis پر French revolution کو ہم بڑا revolution کہتے ہیں۔ Russian revolution بھی ایک mass revolution ہے۔ اس قسم کی mass movement عالمِ اسلام کے کسی ملک میں نہیں چلتی...... جو کسی بادشاہ کے خلاف اس لیے چلی ہو کہ وہاں لوگ انصاف نہ پاتے ہوں یا خوراک نہ پاتے ہوں، جیسے بھوک و ننگ میں الجھے ہوئے...... آپ کو یاد تو ہو گا کہ French revolution کے دوران جب لوگ بادشاہ کے محل کے نیچے پہنچے تو انہوں نے کہا: ''روٹی دو۔'' تو اوپر سے بادشاہ کی بیٹی نے کہا کہ بابا اگر ان کو روٹی نہیں ملتی تو یہ کیک کیوں نہیں کھاتے۔ میں اس قسم کے revolution کی بات کر رہا تھا۔ خیالاتی revolution تو اسلام میں بہت آئے، بڑے بڑے علمائے اسلام آئے، امام حجتہ الاسلام احمد بن غزالی بہت بڑا revolution لایا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایسا revolution لائے کہ عالمِ اسلام کو دو سو سال تک برکت حاصل ہوئی۔

But that is again re-establishing the value of Islam.

انحراف سے نہیں بلکہ اثبات و اقرار سے۔

''کُلٌّ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ''

اصل کی طرف واپس لوٹنے کا انقلاب ضرور آتا رہا۔ اس سے جدائی کا نہیں......

سوال: عام خیال یہ ہے کہ نبی معصوم ہوتا ہے اور اس سے غلطی سرزد نہیں ہوتی لیکن یہاں قصص الانبیاء سے حوالہ دیا ہے کہ ایک نبی کو کسی شخص کی بیوی پسند آ گئی اور اس نے جان بوجھ کر اسے جنگ میں بھیجا اور اس کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

جواب: خواتین و حضرات! یہ حضرتِ داؤدؑ کے بارے میں ہے۔ ان کے ایک سپہ سالار اُوریا کی بیگم بہت حسین تھی۔ (زمانے بھر میں نمایاں، وہ ہیلن آف ٹرائے ہو گی۔)

یہودیوں کے بارے میں یہ ہے...... اور یہ بہت ساری قوموں کے بارے میں ہے۔

Marfat.com

Greeks کے بارے میں یہ ہے کہ Greeks نے جب کوئی برائی اپنانی ہوتی تھی تو وہ اس کا جواز ڈھونڈتے تھے اور کسی دیوتا کے نام لگا دیتے تھے اور پھر جب انہوں نے عیش و عشرت کرنی ہوتی تھی تو اس میں دیوتاؤں کو مبتلا کر دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جو God Zeus ہے، وہ تو سمندر کے کنارے اپنی محبوباؤں سے تمتع فرما رہے ہیں...... تو انہوں نے جو برائی بھی کرنی ہوتی تھی، وہ اپنے دیوتاؤں میں سے کسی بھی دیوتا کو اس برائی کا title دے دیتے تھے، یہی رویہ باقی قوموں کا بھی رہا کہ اپنی بات کو سچا کرنے کے لیے یا اپنے آپ کو justify کرنے کے لیے اپنے بزرگوں کے نام وہ خامیاں لگا دیتے اور قومِ یہود اس لحاظ سے ذہنی طور پر سب سے بدکار قوم تھی کہ وہ اپنی بہت ساری ایسی خامیوں کو اپنے پیغمبروں کے نام لگا دیتے، جیسے اگر حضرتِ لوطؑ کا واقعہ پڑھیں تو اس کو دہرانا بھی خلافِ تہذیب ہے مگر چونکہ آپ نے سوال ایسا پوچھا ہے...... Old testament میں جو واقعہ درج ہے کہ حضرتِ لوطؑ جب نکلے تو ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا اور ان کی دو بیٹیاں تھیں تو معاذ اللہ! استغفر اللہ! انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ کی نسل کہاں سے آئے گی تو انہوں نے اپنے باپ کو نشہ پلایا اور پھر اس کے ساتھ ہم بستری کی تو یہ خوفناک اور واہیات باتیں صرف قومِ یہود ہی اپنے پیغمبروں کے بارے میں کر سکتی ہے۔ جیسے انہوں نے حضرت داؤدؑ کے بارے میں کہا کہ انہوں نے plan کیا، اُوریا کو جنگ میں بھیجا اور سپہ سالار کو کہا کہ اسے ایسی جگہ رکھ جہاں پر دشمن حملہ آور ہو اور یہ قتل ہو جائے اور پھر اس کی بیوی سے آپ نے شادی کر لی...... بھلا پیغمبر ایسے کریں گے! ہم تو پھر بہت آگے بڑھ جائیں گے...... اس قسم کی غیر معقول اور غیر حقیقی باتیں قومِ یہود اپنے پیغمبروں کے بارے میں کرتی ہی چلی آئی ہے، اسی لیے اللہ نے کہا:

''يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ'' (البقرہ 2:75)

کہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم نے خدا کی باتوں میں تحریف کی اور تم بڑے ہی لعنت زدہ ہو تم برائی میں آگے بڑھنے والے تھے اور اعتدال سے گزرنے والے لوگ ہو۔

''ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ'' (لبقرہ 2:61)

Marfat.com

(کیونکہ وہ اللہ کی آیت کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس لیے تھا کہ وہ نافرمان اور حد سے بڑھ جانے والے تھے)

اس لیے کہ تم نے انبیاء کو قتل کیا، ان کے بارے میں خرافات مشہور کیں تو اللہ قومِ یہود کو بار بار فہمائش کرتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ تم اس قدر ذلیل قوم ہو:

''وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ'' (البقرۃ 2:65)

بلکہ تم اس قدر ناکارہ لوگ ہو، اتنے بدکار لوگ ہو کہ تم کتاب میں تحریف کرتے ہو، تم انبیاء کی تقدیس میں فرق کرتے ہو، تم انبیاء کو قتل کرتے ہو، اس کی سزا تو یہی ہے کہ جاؤ اور تم بندروں کی طرح مسخ ہو جاؤ!

سوال: آپ نے پنڈی والے lecture میں فرمایا تھا کہ ماں باپ کی physical (جسمانی) اطاعت کرنا تو فرض ہے لیکن mental (ذہنی) اطاعت ضروری نہیں تو پھر حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کہنے پر اپنی بیوی کو کیوں طلاق دی تھی؟

جواب: میرا خیال ہے کہ یہ convince, mentally (ذہنی تسلیم) ہو جانا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ convince, mentally تھے کہ ان کے والد ان سے زیادہ سمجھدار، زیادہ عاقل، ان کا زیادہ بھلا جاننے والے تھے۔ نہ صرف عبداللہ بن عمرؓ بلکہ تمام امتِ مسلمہ اس وقت یہ سمجھتی تھی کہ عمر بن خطابؓ ہم سے بہتر عقل والے، بہتر شعور والے اور ہمارے زیادہ ہمدرد ہیں اور اس کی شہادت جنابِ علی مرتضیٰؓ نے ان کی نعشِ مبارک پر کھڑے ہو کے دی، کہ اے لوگو سن لو کہ میں جتنا اس شخص کو جانتا ہوں۔ یہ سب سے زیادہ سخت اپنی جان کے اوپر تھا اور خلق کے لیے یہ سب سے زیادہ نرم تھا تو ظاہر ہے کہ ایسی ہستی بلاشبہ تمام لوگوں میں فیصلے کے اعلیٰ معیار پر ہوگی۔ شاید! یہ کچھ اس طرح کی بات ہو کہ اگر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ استاد ہمیں حقائق کی بنیاد پر اچھا مشورہ دینے والا اور معقول ہے تو بہت سارے لوگ آ کے بہت سارے ایسے مسائل میں مجھ سے مشورہ طلب کرتے ہیں کہ جو اگر میرا اختیار ہو تو میں کبھی نہ دوں مگر انسانی confusions (پیچیدگیوں) lack of knowledge, lack of understanding (علم کی کمی) کی

Marfat.com

وجہ سے کسی بہتر سے مشورہ لینا کوئی معیوب بات نہیں ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان یہ مشاورت ہو چکی ہوگی اور ضرور حضرت عبداللہ بن عمرؓ convince (مان) ہو گئے ہوں گے کہ حضرت عمرؓ ٹھیک کہتے ہیں اسی لیے یہ divorce (طلاق) ہوئی ورنہ یہ حکم نظر نہیں آتا۔

سوال: منگولوں سے شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کی علمی تحقیق و جستجو رک گئی۔ ان کے زوال کا کیا یہی سبب تھا کہ وہ علم حاصل نہ کر سکے۔اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: زوالِ امت کا ایک سبب تو یہی ہے۔ بدقسمتی سے زوالِ سلطنتِ عثمانیہ بھی اسی سے ہے کہ اگر آپ تھوڑا سا historical (تاریخی) مطالعہ کریں تو Ottoman Empire (سلطنتِ عثمانیہ) کے زمانے میں آلاتِ حربی بہت جدید ہوتے تھے اور اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مسلمان بحیرۂ روم پر کنٹرول کر رہے تھے اس وقت کا خیر الدین باربروسا جہاز رانی میں بے تحاشہ جدید تھا۔اس وقت برطانیہ، سپین اور پرتگال کے بیڑے جو سمندر میں پھرتے تھے۔ان سب کو سلطان خیر الدین باربروسا نے ایک وقت میں شکستِ فاش دی اور Mediterranean (بحیرۂ روم) پر سلطنتِ عثمانیہ کے پرچم لہرائے۔ یہ 1588ء کی جنگ تھی۔اسی کی وجہ سے بحیرۂ روم جو تمام یورپین طاقتوں کے لیے تجارتی راستہ تھا وہ بند تھا اس لیے واسکوڈے گاما نے انڈیا کا روٹ ڈھونڈنے کے لیے افریقہ کی طرف سے ایک چکر لگایا اور کولمبس نے دوسرا لگایا مگر انڈیا کی بجائے وہ امریکہ پہنچ گیا۔امریکہ دریافت ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ Mediterranean (بحیرۂ روم) جو اس زمانے میں main تجارتی route تھا وہ مسلمانوں نے بند کر رکھا تھا۔ابھی بھی اس زمانے پر بنی ہوئی ایسی فلمیں چلتی ہیں جن میں Pilots کی مہم جوئیاں دکھاتے ہیں۔ یہ امیر خیر الدین باربروسا کی فلمیں ہیں جس نے یورپی، پرتگالیوں، ہسپانوی اور فرانسیسی لوگوں کو اتنی شکستیں دی تھیں کہ ان کے تمام بیڑوں کی مشترکہ طاقتیں بھی امیر خیر الدین کے مقابلے میں بالکل بے کار تھیں۔اسی کے ایک جنرل نے اٹلی کا محاصرہ کر لیا اور چھ مہینے نہ صرف اٹلی کو قید رکھا بلکہ ان سے خراج بھی لیتے رہے۔اس کی صرف ایک وجہ تھی کہ اس کے پاس زیادہ لوگ نہیں تھے کہ وہ وہاں Land کرتا (نیچے اترتا) وہ جہازوں پر سے چھ مہینے تک اٹلی پر حکمرانی کر کے واپس آ گیا۔

Marfat.com

Sicilian Empire مسلمان خاندان اغالبہ کے زمانے میں قائم ہوئی جیسے Sicily (سسلی) کے بارے میں اقبال کہتا ہے کہ:

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ مجازی کا مزار

اس وقت کی طاقت وقوت کا جو بنیادی انحصار تھا وہ مسلمانوں کے ایمان اور علم پر تھا۔ بہت سے ملک فوج کی وجہ سے فتح نہیں ہوئے تھے۔ اگر آپ غور کریں تو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے مسلمان ملک انڈونیشیا میں ایک مسلمان فوجی بھی نہیں اترا۔ صرف چند تاجر گئے اور انہوں نے اپنی طاقت ایمان سے سارا انڈونیشیا مسلمان کر لیا۔ موریطانیہ کی تاریخ بھی اسی طرح ہے۔ اولیاء اللہ نہیں بلکہ حیران کن بات یہ ہے کہ تاجروں کی وجہ سے لوگ مسلمان ہوئے جو اس وقت کے دور میں مسلمانوں کے گھروں سے نکلے۔ یہ تاجر بھی ولی تھے۔ یہ سپاہی بھی ولی تھے۔ وہ اللہ کے بندے ہر حال میں خدا کے ولی تھے۔ آپ ان کے کردار کی عظمت دیکھیے۔ آج ہمارا بندہ پاکستان سے انگلینڈ جاتا ہے، امریکہ جاتا ہے، فرانس جاتا ہے اور واپسی پر اپنی شخصیت ہی کھو آتا ہے۔ ان کے قصیدے پڑھ رہا ہوتا ہے۔ وہ غلط نہیں پڑھ رہا ہوتا۔ اس لیے کہ اس کی اپنی متاعِ حیات تو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ اس کے پلّے تو جھوٹ ہے، منافقت ہے، بے ایمانی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان Values کے مقابلے میں تو یورپ کی بظاہر Values بہتر ہیں۔ ایک کمرشل آتا ہے کوئی پیچھے جا کر نہیں دیکھے گا کہ یورپ لاکھوں کروڑوں اور billions ارب ڈالر کی مصنوعات بیچنے کے لیے بیماریوں کا علاج چھپائے ہوئے ہے۔ وہ Cancer کا علاج آپ کو نہیں دے رہا۔ بہت سی بیماریوں کا علاج نہیں دے رہا اس لیے کہ اس کے billions ڈالر کے جو Citadels ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ وہ خیرات ضرور دے رہا ہے۔ N.G.O's ضرور دے رہا ہے، کیونکہ اس نے آپ کا خون نچوڑ کے حساب سے تھوڑا تھوڑا blood آپ کو دینا ہے۔ یہ ان کی ایک technique ہے۔ وہ ایسے سفاک ہیں اس کے باوجود آپ ان کے corridors میں جا کے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ قائداعظم یونیورسٹی کا کوئی پروفیسر یا کوئی انجینئر جو وہاں سے ہو آیا ہو اور ہم نے feel کیا ہو کہ اس کا نام بھی کتاب سائنس میں آ گیا ہو۔ ایسا تو کوئی نظر

Marfat.com

نہیں آیا کیونکہ یہ علم لے کر نہیں آتے۔ یہ تو وہاں طرزِ سلوک سے متاثر ہو کے ادھر آتے ہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ پنجاب یونیورسٹی میں بھی وہی شغل جاری ہو جائیں اور قائداعظم یونیورسٹی کے corridors میں بھی اسی طرح کے محبت کے سفر شروع ہو جائیں۔ اگر یہ علم لے کے آتے، شناخت لے کے آتے، یہ متاثرینِ علمِ مغرب ہوتے تو ہم بھی دیکھتے کہ Cosmology میں چندرا شیکھر کا نام ہے تو کسی پروفیسر افتخار کا بھی ہوتا مگر ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے احساسِ کمتری کا یہ حال ہے کہ علم کے بجائے ماحول سے متاثر ہو کر واپس آ جاتے ہیں۔ یہ ایک بدقسمتی ہے کیونکہ وہاں اس قسم کی کوئی شناخت موجود نہیں ہے۔ ہم بنیادی طور پر ان سے متاثر ہیں۔ ہمارے اندر احساسِ کمتری ہے، کچھ ان کے عرصہ بادشاہت کی Inferiorities نہیں گئیں، کچھ ان کے رنگ وروپ کی Inferiorities نہیں گئیں اور کچھ ان کے اندازِ زندگی کی Inferiorities نہیں گئیں کیونکہ ہم میں مسلمانوں کے وہ اسباب نہیں رہے کیونکہ ہمارے اندازِ زندگی میں اسلام کی کوئی جھلک نہیں ہے۔ because we are not any more impressed by God, we are not any more impressed by Muhammad P.B.U.H (کیونکہ ہم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متاثر نہیں رہے۔) کبھی وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کے قافلے بڑی بڑی تہذیبات میں جاتے تھے اور ایک مسلمان کے کردار سے متاثر ہو کے ایک پورا ملک مسلمان ہو جاتا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ یہاں سے چھٹ کے چھٹ جاتے ہیں اور تمام کے تمام مزاج بدل رہے ہیں۔ واپسی پر آکر قصائدِ مغرب گائے جا رہے ہیں۔ بقول اقبال کہ مغرب نے آپ کو دیا کیا ہے۔

صلہ یہ فرنگ سے آیا ہے ایشیا کے لیے
مئے خمار و ہجومِ زنانِ بازاری

سوال: Theory of relativity کے مطابق کوئی چیز جب speed of light سے چلتی ہے تو delay time ہو جاتا ہے اور باقی چیزوں پر relative وقت ویسے ہی گزرتا ہے مگر معراج کے واقعہ میں الٹ ہوا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقت گزر گیا اور باقی ساعتیں رکی رہیں؟

جواب: Relativity اب کافی غلط ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے اوپر special

Marfat.com

آ گئی ہے۔ اب یہ ایک بنیادی سی theory ہے۔ اب یہ بھی عجیب و غریب لگتی realtivity ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہی سچا ہے کہ:

''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''

(اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا)

جیسے اللہ تعالیٰ یہ کائنات پھیلا رہا ہے تو اصولاً مرکز سے جدا ہوتی ہوئی چیز کو وسط میں جا کر slow ہو جانا چاہیے تھا لیکن ابھی جدید ترین مطالعہ میں آیا ہے کہ کائنات محدود نہیں ہو رہی، slow نہیں ہو رہی بلکہ یہ مزید تیز ہو رہی ہے، اور اگر یہ مزید تیز ہو رہی ہے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ Ultimately all matter will be converted into energy (آخر کار تمام مادہ توانائی میں بدل جائے گا) اور جب ساری ہی کائنات energy میں بدل جائے گی جیسے اللہ کہتا ہے کہ تمام زمین و آسمان صرف میرا نور ہیں تو وہ نور آسانی سے اللہ اپنی طرف سمیٹ لے گا اور وجودِ انسان بھی ختم ہو جائے گا۔ اس بیکراں کائنات میں کسی شعاع میں جب کوئی زندگی کا ایک primary سا وقفہ ہوگا تو یہ ساری چیزیں جو اللہ کے ''تصورِ بے پناہ'' سے گزر رہی ہیں، میں اور آپ بھی گزر رہے ہیں...... ہو سکتا ہے کہ اللہ کو مجھ میں یا آپ میں کوئی خوبی نظر آ جائے تو اس بے پناہ ''سیلابی زندگی'' سے وہ آپ کو دوبارہ زندگی دے کر کوئی نمایاں حیثیت اس لیے دے دے کہ ان لوگوں نے اپنی زندگی گزرتے ہوئے صحیح سوچا، بہتر عقل برتی اور مجھے تسلیم کیا: ''اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا'' مجھے ماننا چاہا اور میں نے ان کو نجات دی اور ایک ''بے حاصل ترتیب'' سے نکال کر ان کو ایک ''کائناتی قرار'' میں ڈال دیا۔

سوال: سائنس لامکاں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتی ہے؟

جواب: سائنسز اتنی confused ہیں۔ خاص طور پر ابھی تک seven dimensions کی اطلاع ملی ہے اور ابھی سائنس اس بات پر آ گئی ہے کہ There are other universes جن کا انہوں نے Bubble universes نام رکھا ہے۔ ابھی وہ خدا کی اس بات کی بھی تصدیق کرنے پر اتر آئے ہیں کہ There is not a single universe, there are othe universes also. مگر بندے نے اور سائنس دان نے کیا کرنا ہے؟

Marfat.com

ابھی ہم کائناتِ اول کی دہلیز نہیں پھاند سکے ہیں تو ہم باقی کائناتوں کی کیا خبر رکھیں گے...... کائناتوں کی تسخیر ہمارا شغل نہیں ہے اس لیے کہ قرآنِ حکیم نے فرمایا ہے: جانچ، پرکھ، دیکھنا، سننا تو ہے مگر یہ نہیں ہے کہ ہم ساری کائناتوں کی تسخیر کے لیے آئے ہیں، یہ بعد کی باتیں ہیں۔ ہماری عمر مناسب نہیں، ہماری عقل مناسب نہیں۔ آپ اندازہ کرو کہ کروڑہا brain cells میں سے ہم نے صرف لاکھوں کا استعمال کیا ہے۔ ہم نے ان سے کیا achieve کرنا ہے...... دراصل یہ "مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِيْنٍ" ہے۔ اس زمین پر basically (بنیادی طور پر) ہم نے کائنات کی مملکت کے لیے، اس کی تحقیق کے لیے کوالیفائی کرنا ہے اور یہ جو تھوڑا سا عرصہ ہے یہ حتمی اور ultimate نہیں ہے، نہ یہ زمین حتمی اور ultimate ہے۔ یہ ایک ایسی زمین ہے جس کی تباہی کے آثار زندہ ہو چکے ہیں، نمایاں ہیں اور اگر نہ بھی ہونگے تو پروردگارِ عالم کے بقول اگر میں ایک پتھر آسمان سے پھینک دوں تو یہ زمین اس خلائے بیکراں میں گم ہو جائے گی اور زندگیاں بھی چلی جائیں گی۔ ایسی زمین پر آپ اتنے بڑے بیکراں کا تصور پال بھی نہیں سکتے ہو۔ یہ limitations (حدود) ہماری limitations اتنی زیادہ ہیں اور اس کے مقابلے میں بیکراں وسعتیں اتنی بڑی ہیں کہ کوئی average of solution (حل) نہیں بنتی۔

سوال: عالمِ ارواح کے بارے میں سائنس کا کیا نظریہ ہے؟

جواب: سائنس بے چاری desperate ہی کر سکتی ہے...... جب سائنسدان کے پاس حقائق نہیں ہوتے تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہ کتنا کمزور ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیے کہ سائنس کی objectivity (حقیقت) آپ کو بہت please (خوش) کرے گی۔ یہ بڑی حتمی، بڑی یقینی ہوتی ہے۔ جب سائنس کے پاس حقائق نہ ہوں تو اس سے بڑا مجبور کوئی نہیں ہوتا جیسے ابھی نیوٹن کی بات ہوئی۔ یہ سائنس کی فطرت ہے کہ اپنے موضوع پر چھوٹی سی بات کو تو definite (حتمی) حکم لگاتی ہے مگر جب اپنے وجود سے باہر کی کائنات پر اپنی تحویل کے دائرے سے باہر نکلتی ہے اور جتنی بھی رائے قائم کرتی ہے وہ بڑی ہی نالائق ہوتی ہے اور بعض اوقات تعجب ہوتا ہے کہ ایسی بلندی اور ایسی پستی...... تو سائنسدان بے چارہ کیا کر سکتا ہے؟ سائنسدان ایک چھوٹے سے تخلیقی جوہر کی دریافت میں پچیس پچیس برس لگا دیتا ہے اور وہ بھی چانس ہو سکتا ہے

Marfat.com

جیسے "Flemming" (فلیمنگ) بیچارہ کسی اور چیز پر تحقیق کر رہا تھا۔ تو اوپر سے اسے "پنسلین" عطا ہو گئی۔ "نیوٹن" کسی اور چیز کے چکر میں تھا اسے "کششِ ثقل" عطا ہو گئی۔ صدیوں کے لحاظ سے، زمانوں کے لحاظ سے پروردگارِ عالم کچھ محنتی لوگوں کو ان کی محنت کے عوضانے کے طور پر کچھ عطا کر دیتا ہے جیسے رزق کے طور پر پروفیشن دیتا ہے اسی طرح کچھ لوگوں کو ان کی محنت کے عوضانے کے طور پر کائناتی اصولوں کی دریافت کی مدد سے ان کو بڑی بڑی عزت اور بڑی بڑی شہرت عطا فرماتا ہے۔ اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ Scientists will ever be able to cope these problems also.

سوال: Balance کا مطلب صرف دین سے ہے یا دین و دنیا دونوں کے چلانے سے ہے؟

جواب: Balance کیا ہے؟ سچ پوچھئے تو اگر آپ مسلمان ہو، تو مسلمان کا تصور "اعتدال" کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں westerns میں سے کسی نے ایک جملہ لکھا تھا:

"اگر یہ کہا جائے کہ ان میں یہ عادت تھی، تو نہیں تھی...... اگر یہ کہا جائے کہ نہیں تھی، تو تھی...... یعنی اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو شاید کھایا...... اگر یہ کہا جائے کہ فاقہ کیا تو کیا...... اگر یہ کہا جائے کہ ان کو کبھی چوٹ نہیں لگی تو ایسا ہو گا...... مگر یہ کہا جائے کہ چوٹ لگی تو لگی...... اگر یہ کہا جائے کہ وہ کبھی نہیں سوئے تو یہ شاید سچ ہو...... مگر اگر یہ کہا جائے کہ کیا وہ سوئے تھے تو ہاں، وہ سوئے تھے......"

وہ اتنا معتدل پیغمبر ہے کہ زندگی کے ہر رستے میں اس نے آپ کے لیے "اعتدال" کا ایک چراغ منور کیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ "اعتدال" کو کس ہستی کے توسط سے ڈھونڈتے ہو۔ ہمارا تو خیال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے اعتدال کو define (تعریف) کیا ہے کسی social scientist نے نہیں کیا ہے۔ بخاری اور مسلم میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آٹھ احادیث ہیں، فرمایا:

"اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال اختیار نہ کر سکو تو اس کے قریب ترین رہو۔"

Marfat.com

اور خواتین و حضرات! میں دعویٰ کرسکتا ہوں کہ کسی سوشل فلاسفر نے اس بات کو point out (واضح) نہیں کیا کہ Balance is not a fixity رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بتا رہے ہیں کہ اعتدال ایک دائرہ ہے۔ balance یہ نہیں ہے کہ آپ ایک قدم چلو تو آپ اس دائرے سے آؤٹ ہو جاؤ گے۔ آدمی waver (ڈگمگاتا) کرتا ہے اپنی limitations (حدود) سے ادھر ادھر ہوتا ہے مگر جب تک آپ حدود اللہ کراس نہیں کرو گے آپ balance سے نہیں نکلو گے:

''وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ''

جو حدود اللہ سے نکلتا ہے وہ اندھیروں میں ہوتا ہے، وہی ظالموں میں سے ہوتا ہے وہی غیر معتدل ہوتا ہے۔

سوال: آپ نے خدا کے ملنے اور فریکونسی کا ذکر کیا ہے۔ تھوڑی سی وضاحت کریں؟

جواب: میں نے emotional (احساساتی) فریکونسی کا ذکر کیا ہے۔ خواتین و حضرات اللہ تو بہت دور کی بات ہے، میرا خیال یہ ہے کہ میرا ابھی ایک thesis کبھی ضرور پورا ہوگا، میرا خیال یہ ہے کہ Emotions are science, feelings are science.They all are sciences. (جذبات اور احساسات سائنس ہیں۔) فرق یہ ہے کہ آج کے سائنس دانوں کو ان کے اصولوں کا نہیں پتہ...... سائنس کا ایک اصول ہے All the things are, as they are, These certain elements will be result into this... وہ چاہے Avogadro's of hypothesis (مفروضہ) ہو، چاہے دیگر سائنس کے laws (قوانین) ہوں، اگر باقی circumstances (حالات) ویسے رہیں گے تو جو چیز تواتر کے ساتھ combine (جمع) کریں گی، ان کا رزلٹ وہی نکلے گا۔ اگر emotions (احساسات) کو دیکھیں تو وہ لوگ جو اپنی feel' jealousies (حاسدانہ جذبات محسوس) کرتے ہیں، اس کا اعتراف نہیں کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو inferior (کمتر) محسوس کرکے دوسروں کو زک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، جن لوگوں کو اپنے وجود کے استحکام کا علم نہیں ہوتا ان سب کے reactions یکساں ہوتے ہیں ان سب کی محبتیں یکساں ہوتی ہیں،

Marfat.com

ان کے انتقام یکساں ہوتے ہیں۔ اگر سارے انسانوں کے احساسِ کمتری اسی رزلٹ پر جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سائنٹفک رزلٹ ہے، یہ emotional نہیں ہے۔ اگر آپ emotions کی سائنسز کو پرکھوگے تو اس کے بھی اصول آپ بڑی جلدی discover (دریافت) کروگے۔ بہت سے parapsychic institutions (مابعد النفسیاتی ضابطے) آج کل سائیکالوجی کا حصہ ہیں۔

یہ بات آپ کو یاد رہی تو within ten or fifteen years there will be the age of emotional studies. Emotions and feelings will turn into sciences.

ابھی dianetics کی سائنس جو سائیکالوجی میں آ رہی ہے اس میں بھی progress نہیں ہوئی مگر dianetics یہ clear کرتے ہیں کہ آپ کے بلڈ میں سے آپ کے سارے feelings' emotions اور concentrations کو discover کیا جاسکتا ہے۔ اس میں ابھی پروگریس نہیں ہوئی. One of the specialist is here in Pakistan ابھی یہ تجربے میں ہے اور ایک دن ضرور آئے گا کہ آپ انسان نہیں رہو گے...... آپ کہو گے کہ:
''انا چلی جائے گی کہ میں سوچتا ہوں'' آپ کہو گے کہ: ''انا ختم ہو جائے گی تو میں اپنی زندگی کا خود ذمہ دار ہوں......''

آپ یقین جانو کہ اگر سو سال اور آگے انسان بڑھ گیا تو سو سال کے اندر اندر آپ اپنے آپ کو صرف ایک Biological unit (حیاتیاتی یونٹ) محسوس کروگے۔ جس میں کوئی ''ذاتی رائے'' نہیں ہوگی، کوئی اپنی ''عقل'' نہیں ہوگی۔ آپ کی feelings ''متعین'' ہو جائیں گے، آپ کا ذہن ''متعین'' ہو جائے گا اور آپ کسی guess work (اندازہ) کے قابل نہیں رہو گے۔ This will be product which will be functional according to psychological, physical and technical abilities.
(اس کا نتیجہ نفسیاتی، جسمانی اور ٹیکنیکی صلاحیتوں کا اشتراکِ عمل ہوگا۔)

سوال: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ صابی

Marfat.com

کسے کہتے ہیں؟

جواب: ''صابی'' کہتے ہیں change کرنا۔ جن لوگوں نے اپنے مذہب کو change (تبدیل) کیا ان کو ہم ''صابئین'' کہتے ہیں۔ اگر فرض کرو کہ ایک شخص یہودیت چھوڑ کر عیسائی ہوا تو وہ بھی ''صابی'' کہلائے گا۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں صابی ان کو کہتے تھے جو یہودیت کو چھوڑ کر دینِ ابراہیم کی طرف پلٹے تھے اور بہت سارے ''صابئین'' اس وقت موجود تھے۔ یہ جنرل لفظ ہے جو عرب میں اس بندے کے بارے میں بولا جاتا تھا جو اپنا مذہب بدلتا تھا جیسے ''ورقہ بن نوفل'' صابئین میں سے کہلاتے تھے مگر تھے وہ کرسچن ......

''صابئین'' جنرل لفظ ہے جو change of religion کے لیے بولا جاتا ہے۔

سوال: میں اللہ کے ولی کو کیوں ڈھونڈوں اور کیسے ڈھونڈوں؟

جواب: خواتین و حضرات! مقصد اللہ کی تلاش ہو تو perhaps just like the comman day life جب ہمیں کسی علم میں کوئی بہتر علم چاہیے ہوتا ہے تو ہم ایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی کا چکر لگاتے ہیں۔ ایک speciality سے دوسری speciality ڈھونڈتے ہیں تو I am sure جس کو علم و دانش سے خدا کی تلاش ہوتی ہے اسے کوئی خداشناس ولی ضرور ملتا ہے کیونکہ ولی منتہائے مقصود نہیں ہوتا۔ مقصد تو اللہ کی ذات ہے پھر جب آپ اس کی تلاش میں نکلو گے اور جانچ پرکھ کے اصول استعمال کرو گے۔ The very important thing is کہ جانچ پرکھ کے اصول اگر آپ استعمال کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو کسی خدا کے بندے تک رسائی ہو جائے۔ یہاں بحران یہ ہے کہ جیسے آپ کو mathematics کے یا cosmology یا علم ہیئت کے استاد مل جاتے ہیں۔ ٹریجڈی یہ ہے کہ اسی نسبت سے شاید آپ کو خدا کے علوم کے ترجمان یا خدا کے عالم نہیں ملتے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا: ''وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا'' (یا جیسے اللہ نے کہا کہ میرے ان بندوں سے پوچھو: ''فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' (پھر پوچھ لو اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے) تو شاید یہ لوگ آپ کو اس کثرت سے نہ ملیں اور بسا اوقات تو بحران اتنا ہوتا ہے کہ پورا زمانہ بھی خالی ہوتا ہے اور یہ کسی عصر کی بدقسمتی ہوتی ہے۔ ویسے بھی فرض

Marfat.com

کرو کہ کوئی اگر America میں ہے یا کوئی سعودی عرب میں ہے یا ترکی میں ہے اور آپ یہاں بیٹھے ہو تو ہو سکتا ہے کہ ساری زندگی آپ کی اس سے ملاقات نہ ہو تو میں اس سوال کے جواب میں جناب سید ہجویر شیخ و مرشد علی بن عثمان ہجویریؒ کا ایک قول اس کے لیے پیش کر دیتا ہوں کہ جس کو خدا کی تلاش ہے...... فرمایا کہ

''جب ہم جوان تھے۔ جب اللہ کی تلاش میں نکلے تو صرف خراسان کے پہاڑوں میں مجھے تین سو ساٹھ اولیاء اللہ و تعالیٰ نظر آئے مگر اے طالبِ حق! ایک وقت آئے گا کہ تو زمین چھان مارے گا مگر تجھے ایک بھی ایسا شخص نہیں نظر آئے گا جو تجھے اللہ کی طرف لے جائے پھر کیا تو اللہ کی تلاش چھوڑ دے گا؟ فرمایا: ایسا نہ کرنا اور یہ یاد رکھنا کہ جس اللہ نے پہلوں کو سرفراز کیا اور اپنے علم و آگہی سے نوازا وہ تجھے بھی علم و آگہی سے نوازے گا تو پھر خدا پر توکل رکھنا، اس کی تلاش جاری رکھنا اور اس کے کرم سے مایوس نہ ہونا۔''

سوال: بارہ ملین brain cells کا بے بہا ذخیرہ اللہ نے انسان کو کیوں دیا؟ جو آج تک ایک محتاط اندازے کے مطابق انسان زیادہ سے زیادہ آٹھ یا نو فیصد استعمال کر سکا ہے۔ ایسا ربّ نے کیوں کیا؟

جواب: بڑی سادہ سی بات ہے کہ شاید یہ ذہن اس عظیم تر ذہن کا خاکہ ہے جو موت کے بعد ہمیں بحال کیا جائے گا۔ دنیا بہت مختصر تھی، اس کے مقاصد متعین تھے، یہ determined ends پر چل رہی تھی تو اس نے انسان کو پوری صلاحیتیں استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اجازت کیا؟ دنیا میں ان صلاحیتوں کا کوئی کام بھی نہیں تھا۔ خدا قدیر ہے مرید ہے، متکلم ہے اور آپ بھی قدیر ہو، مرید ہو، متکلم ہو مگر آپ کی قدرت کو اللہ نے اس لیے چھین لیا کہ یہ اگلے زمانوں میں اگلے وقتوں میں جب آپ جنت و دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے اور خاص طور پر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے تو پھر آپ کو ان cells کی ضرورت پڑے گی جو آپ کے بقیہ ماندہ ذہن کے ہیں جو اللہ تعالیٰ آپ کی اس زندگی کے بعد reconstruct کرے گا اور جو آپ کی خلافتِ زمین و آسمان کا باعث بنیں گے کیونکہ آپ جس جنت میں جا رہے ہو وہاں میرا نہیں خیال کہ اس قسم کے ہال ہوتے ہوں گے، چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے ہونگے۔ وہاں آپ کا پورا

Marfat.com

ایک اسٹار ہے اور جیسے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی چہل کاف میں کہا:

کفاک ربک کم یکفیک واکفة

کفکافها ککمین کان من کلک

تکر کر ککر الکرفی کبدی

تحکی مشکشکة کلکلک لکلک

کفامابی کفاک الکاف کربتہ یا کوکبا

کان من یحکی کوکب الفالک

(کہ اے ستارہ دل من کہ مشابہ ہستی ستارہ آسماں را) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول مبارک ہے کہ ہر انسان کے دل کے مقابل ایک ستارہ ہے جو جنت میں اسے عطا کیا جائے گا۔

وہ اتنا بڑا مقام ہے کہ اس بڑی galaxy میں ایک ستارے سے دوسرے ستارے تک کا فاصلہ حدیث کے مطابق پانچ سو light years کا ہے۔ ظاہر ہے کہ پانچ دس مرلے کے مکان تو وہاں ہونے کے نہیں ہیں یا کنال دو کنال کے...... تو اتنی بڑی جگہ کو سنبھالنا، سجانا اپنے اپنے پس منظر سے...... آپ کو ایسی اہلیتیں چاہئیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اسباب کے بغیر کسی دنیا کو تخلیق کرنے کے لیے آپ کو جو چاہیے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دماغ میں محفوظ کیا ہوا ہے۔ اگر آپ غور کریں تو جادوگر بھی ایسی ہی کسی صلاحیت کا سہارا لیتے ہیں اور مجذوب بھی اسی صلاحیت کا سہارا لیتے ہیں اور جسے آپ extra sensory perception کہتے ہیں اس کا مرکز بھی دماغ ہے اور telekinesis کا بھی یہی مرکز ہے، ارتکازات کا بھی یہی مرکز ہے مگر اللہ نے جستہ جستہ six billions میں سے کسی ایک آدھ انسان کو یہ صلاحیت دے کر نشاندہی ضرور کی ہے کہ آپ کے دماغ میں یہ صلاحیتیں موجود ہیں مگر جہاں انسانیت کو چونکہ یہ صلاحیتیں نہیں چاہئیں تھیں اس لیے ان پر پابندی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز جب ہم upper galaxial life میں پہنچیں گے، ابدالآباد کی زندگی کو پہنچیں گے تو اس سارے cells کی ضرورت پڑے گی اور ان سب کا اختیار ہمیں عطا کیا جائے گا۔

سوال: پروفیسر صاحب! سائنسی حقیقتیں تو بدلتی چلی آ رہی ہیں۔ فلاسفرز بھی

Marfat.com

Bang theory کبھی universe کا بننا اور کبھی evolution میں پھنسے رہتے ہیں، تو جب ہم ایمان لائے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر پھر ہمارے دل نے گواہی دے دی اور ہم ایمان لے آئے اور جو کچھ قرآن میں لکھا ہوا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور کہا اس پر بالکل ہم ایمان لے آئے۔ سائنسی theories تو بدلتی جائیں گی آج بھی اور کل بھی تو کیا یہ ایک خطرناک عمل نہیں ہے کہ آپ دین کو، جس پر ہمارا مکمل ایمان ہے اس کو آج کی سائنس کی تحقیق کی روشنی میں interpret کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ ہو سکتا ہے کہ کل یہ سائنسی حقیقت یہ غلط ثابت ہو جائے جبکہ قرآن اٹل ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ نہ بدلے گا اور یہ اصل حقیقت بتاتا ہے تو اس لیے میں یہ سمجھتی ہوں، میں آپ کی طرح بڑی سکالر نہیں میں تو گائناکالوجسٹ ہوں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اسلام کی interpretation میں scientific base لانا جو کہ آج کچھ ہے اور کل کچھ ہے ایک صحیح عمل نہیں ہے۔ اس پر آپ comment کریں گے؟ کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: خاتونِ محترم! یہ آپ کا ماشاءاللہ question تو درست ہے مگر ایک فرق ضرور ہے کہ قرآن کتابِ تخلیق ہے اور سائنس کتابِ تحقیق ہے۔ کہیں نہ کہیں تحقیق و جستجو اس مقصد تک تو ضرور پہنچے گی جو تخلیق کا مقصد ہے۔ تحقیق و تخلیقی مقصد کا ایک ہو جانا ہی ultimate height of knowledge ہے۔ میں مثال کے طور پر آپ کو کہوں کہ آج سے پندرہ سو برس پہلے cosmology میں سائنس کا اور تعلیم کا جو سکہ رائج الوقت تھا وہ Ptolemy کا نظریہ تھا جو کہ کہہ رہا تھا کہ زمین ساکت ہے اور جملہ سیارہ گان اس کے اردگرد چلتے ہیں۔ اس کے درمیان میں قرآن آ گیا اور قرآن کے بعد 1542ء میں Copernicus آیا اور Copernicus نے Ptolemy کو غلط ثابت کیا اور کہا:

The fact is, sun is stationery and rest of the stars are moving around it.

ان دونوں کے بیچ میں قرآن آ گیا۔ جب آپ قرآن کو پڑھتے ہیں تو حیران کن امر یہ تھا کہ نہ قرآن agree کرتا تھا Ptolemy کے ساتھ، نہ Copernicus کے ساتھ، بلکہ اس

Marfat.com

وقت تک کسی بھی سائنس سے agree نہیں کر رہا تھا اور بالکل different بات کر رہا تھا۔

''وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ''(لقمان:29)

کہ زمین و آسمان، چاند ستارے ہم نے مسخر کیے اور تمام جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے وہ چل رہا ہے اور وہ کھڑا نہیں ہے، اگر آپ غور کرو تو کتابِ تخلیق یہ کہہ رہی تھی کہ اللہ جس نے بنایا ہے اور جو جاننے والا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ کائنات میں کوئی چیز کھڑی نہیں ہے۔

''كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى''

اور جو اس وقت دنیا کا سائنس دان تھا یعنی Ptolemy یا اس کے کافی عرصے کے بعد Copernicus یا گلیلیو وہ اس بات پر مصر تھے کہ کوئی چیز کھڑی ہے اور کوئی چل رہی ہے۔ کچھ وقت لگا Sciences اور آگے بڑھیں۔ نامکمل تحقیقات مکمل ہوئیں، انسانی تجسس کو مزید رستے ملے، ہبل کی دوربین لگی، کائنات کی جانچ پرکھ، کھنگال پھنگال شروع ہوگئی اور بالآخر ایک مصدقہ قانون جو cosmology میں پاس ہوا اور جو بنا، وہ یہ تھا کہ

''Everything is moving in the universe.''

اب چونکہ کتابِ تخلیق اور کتابِ تحقیق کی statements ایک ہوگئی ہیں اس لیے اس پر مزید progress ممکن نہیں۔

اسی طرح بہت ساری باتیں ہیں جیسے میں نے ابھی آپ کو سنایا کہ اللہ سات کائناتوں کی بات کر رہا ہے اور سائنسدان ایک کائنات کی بات کر رہا ہے...... 1997ء میں خاتونِ محترم، میں امریکہ گیا۔ آسٹن یونیورسٹی میں mathematics کی سب سے بڑی درسگاہ میں گیا۔ میری ملاقات وہاں Relativity اور Quantum کے سب سے بڑے استاد سے ہوئی۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے خیال میں میرے اللہ کے نزدیک It's a multi universal concept میں نے اسے قرآن سنایا اس نے مجھے کہا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ کائناتیں سات ہیں یا زمینیں سات ہیں۔ The option is not open to us. میں واپس چلا آیا...... 1997ء کے mid میں مجھے ان کا فون آیا کہ پروفیسر Your option is open اب multi universes کے concepts open ہو رہے ہیں......

Marfat.com

اصل میں بات یہ ہے کہ سائنس ٹامک ٹوئیاں بھی مار سکتی ہے، سائنس اندھیرے میں بھی ہو سکتی ہے، سائنس Guess work بھی لگا سکتی ہے مگر آپ سائنس کو اتنی تحقیر کی نظر سے دیکھیں گے تو پھر آپ کے لیے اپنے subject پر عمل کرنا بھی کوئی justification نہیں رہے گی۔ یہ تو دیکھیں کہ آپ گائنا کالوجسٹ ہیں۔ قرآن نے سب سے پہلے تو آپ ہی کے subject پر بہت ساری research کی ہوئی ہے۔ جو آٹھ stages گنوائی ہوئی ہیں۔ اگر آپ کو اختلافِ قرآن ہے کیا آج sciences نے کچھ انکشافات نئے کر دیئے ہیں یا اس ترتیب سے، ترتیب ہٹ گئی ہے جو قرآن نے دی ہوئی ہے تو You can always say, sciences are better than the information of God but it has not happened. ہم سائنس کو کبھی بھی حقیر نہیں سمجھتے۔ ہم سائنس کے دعویٰ خدائی کے قائل نہیں۔ آپ اس بات پر غور کریں کہ ہم سائنس کو حقیر نہیں سمجھتے۔ اللہ نے اپنے بہترین بندوں کی مثال دیتے ہوئے قرآنِ حکیم میں فرمایا:

''وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ'' (آلِ عمران 4:191)

اور زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں، research کرتے ہیں، جانتے پرکھتے ہیں، جب کوئی scientific research قرآن کے کسی نتیجے کے برابر نہ پہنچے تو اللہ نے کہا کہ صبر کرو تا آنکہ تمہارا علم پورا ہو۔

خواتین و حضرات! اللہ تو بڑی دور کی بات ہے۔ آپ دیکھیے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ربّ کعبہ کی قسم! قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ انسان جانور سے ہم کلام نہ ہو جائے۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک عورت کی ران گواہی نہ دے گی۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ جوتے کا تسمہ نہیں بتائے گا کہ آدمی کہاں سے کہاں گیا اور کہاں بیٹھا ہے۔

خواتین و حضرات! اب اگر Animal languages کی decoding، Genetic sciences شروع کر دے...... And they are doing it اور کل کو آپ کے ادھر صرف ایک آلہ لگا دیں اور رستے سے گذرتے ہوئے آپ کتے کو کہیں کہ Good morning اور اس کی بھونک واپس آئے اور آلے سے جواب دے کہ میں ٹھیک ہوں، آپ تو

Marfat.com

ناشتہ کر چکے ہو، مجھے کچھ نہیں ملا تو یہ عین فطرتاً ہوگا اور حدیث ضرور پوری ہوگی اور یہ باتیں ہر حال میں ہوں گی۔ سائنس کی جرأتِ فکر تو بڑی ہے مگر ابھی وہ achievements پوری نہیں ہوئیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی کی ہوئی ہیں۔ sciences ابھی ان مذہبی افکار سے بڑی پیچھے ہیں۔ اتفاق یہ ہے کہ science الٹا attack کر رہی ہے، بجائے اس کے کہ وہ یہ مانیں کہ ہم مذہبی probabilities سے پیچھے ہیں، sciences یہ claim کر رہی ہیں کہ مذہب ہم سے بڑا پیچھے ہے۔ اور خواتین و حضرات یہ Dichotomy between the religion ان لوگوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں جنہوں نے مذہب کو سرے سے نہیں سمجھا۔ جیسے میں مثال دے رہا تھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن، ہود بھائی آ جاتے ہیں یا افتخار بھائی آ جاتے ہیں ٹیلی ویژن پر اور اسلام کا گلہ شروع کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کا گلہ شروع کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں sciences نہیں ہیں، مسلمان سائنسدان نہیں ہو سکتے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ خود وہ کیا ہیں؟ کبھی انہوں نے سوچا کہ وہ خود کیا ہیں؟ بجائے اس کے کہ وہ یہ گلہ کریں کہ مسلمان اچھے سائنسدان نہیں ہوتے یا مسلمانوں میں سائنسدان اچھے نہیں ہوتے وہ یہ کیوں نہیں کہتے اگر نہیں ہوتے تو ہم بھی تو مسلمان سائنسدان ہیں۔ ہم ان شاء اللہ اسلام کو اپنی تحقیقات سے سربلندی بخشیں گے۔

میڈیکل سائنسز میں دیکھیں تو دنیا میں کہاں مسلمان ڈاکٹر سرفراز نہیں ہیں؟ کیا انگلینڈ میں نہیں ہیں؟ کیا امریکہ میں نہیں ہیں؟ بلکہ وہ بڑا مشہور غنی کاشمیری کا...... فارسی کا شعر ہے۔

غنی روزِ سیاہ پیرِ کنعاں را تماشا کن
(حضرت یعقوبؑ کی بدقسمتی کا تماشا دیکھ)
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را
(کہ اس کی آنکھ کے نور نے زلیخا کو جا کے روشن کر دیا، باپ کو تاریک کر دیا۔)

اگر ہمارے ڈاکٹر اتنے قابل، اتنے عظیم، اتنے ماہر ہیں، دنیا بھر کی services ان کے دم قدم سے روشن ہیں تو وہ بھی تو سائنسدانوں کی ایک قسم ہے نا...... اگر ہمارے ساتھ کے، انڈیا کے ایک cosmologist ڈاکٹر چندرا شیکھرا کا نام کتابِ تحقیق میں جلی حروف سے لکھا جاتا ہے تو ہود بھائی کدھر چلے گئے تھے؟ ان کی researches کدھر چلی گئیں؟ انہوں نے اپنا

Marfat.com

نام کسی کتاب research میں مرتسم کیوں نہیں کیا؟

یہ وہ لوگ ہیں خواتین و حضرات! جو بذاتِ خود ایک Secular understanding کو مذہب کی قیمت پر ہوا دینا چاہتے ہیں، جو مذہب کو تعلیمات کا حریف سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مذہب scientific education سے منحرف ہے۔ مذہب کو پیغام سے جاننا چاہیے، لوگوں سے نہیں پہچاننا چاہیے۔ اگر چھ ارب لوگ مل کر کہیں کہ خدا نہیں ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی نہیں ثابت ہوتا کہ خدا ہے، جب تک کہ آپ اپنی تحقیق و جستجو نہیں فرمائیں گے۔ اگر رسل نے جستجو کی ہوتی، اگر کانسٹائن نے کی ہوتی، اگر موپساں نے کی ہوتی، تو ہم ان کے قائل ہوتے، ہم ان ادیبوں اور فلاسفرز کے قائل ہوتے۔ بد قسمتی سے مذہب میں اور sciences میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ خدا prefer کرتا ہے ان لوگوں کو...... تجربے کو وہ کتنا prefer کرتا ہے اس بارے میں ایک حدیث سن لیجیے۔ ایک حدیث موجود ہے کہ پیغمبر کی خطا کبھی کسی وقت دوسروں کے لیے سبق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب حضورِ گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لوگ آئے اور کہا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم کھجور کو پیوند لگاتے ہیں۔'' فرمایا: ''ہم تو پسند نہیں رکھتے پیوند کو۔'' تو کہا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم پیوند نہیں لگایا کریں گے۔'' پھر وہ گئے۔ انہوں نے پیوند نہیں لگائے، فصل خراب ہوئی۔ وہ پلٹ کر آئے، انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم نے پیوند نہیں لگایا تھا ہماری فصل کم ہوئی۔'' فرمایا کہ جو بات میں اللہ کی طرف سے کہوں اس کو مانا کرو، مگر اگر میں کوئی انسانی بات کہوں تو ویسے کیا کرو جیسے تمہارا تجربہ ہے۔

خواتین و حضرات! کوئی غلطی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں کی تھی۔ صرف انسانی تجربہ اور علم و حکمت کی برتری ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی غلطی کو اپنا target دیا، یہ اس وقت ہوتا ہے جب استاد black board پر ایک statement لکھتا ہے اور غلط لکھتا ہے اور اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ جس کو صحیح sentence آتا ہے وہ ٹھیک کر لے۔ بعض اوقات پیغمبر کی ایک خطا ایک پورے زمانے اور پوری امت کے لیے باعثِ رحمت ہوتی ہے۔ بھلا یونس بن متیٰ سے اگر خطا نہ ہوتی تو آپ کو یہ آیت کریمہ کیسے ملتی۔

''لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ''

Marfat.com

اگر ایسی خوبصورت آیات ملتی ہوتی ہیں تو پھر اللہ پیغمبروں سے خطائیں کروائے تو ان کی امت کے لیے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ تجربہ، حکمت اور علم کی خدا نے سب سے پہلے مثال دی ہے۔ حکمت یا sciences کو Acquisition of knowledge کہتے ہیں کیونکہ خداوندِ کریم نے فرمایا:

''یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ''

جسے چاہتا ہوں حکمت دیتا ہوں۔

''وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا''

جسے میں نے حکمت عطا کی اسے خیر کثیر عطا کر دی۔

مگر یہ تم لوگ ہو......! کہ اہلِ عقل کے سوا خدا کو کوئی یاد نہیں کرتا۔

''وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ''

مطلب یہ ہے کہ اے حکیمو! اے دانشورو! اے سائنسدانو! تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو زیادہ یاد کرو کیونکہ صرف تمہیں پتہ ہے کہ میں نے تخلیق کے pattern میں کیا اسرار رکھے ہیں، میں نے کیا عجیب وغریب عناصر مرتب کیے ہیں جو تمہیں حیرانی میں ڈال دیں۔ کئی بار اس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا، ایٹم کو چیرا، Eeson کو چیرا، Meson کو چیرا، الیکٹران کو چیرا، کئی بار اس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا، مگر

؎ یہ چشمِ حیراں جس کی حیرانی نہیں جاتی

سوال: خیالات کیا ہیں؟ خیالات کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟ کیا ان کی بھی کوئی دنیا ہے؟ کون پیدا کرتا ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! ایک جدید ترین ریسرچ سے میرا نقطۂ نظر دنیا بھر کے سائنسدانوں سے مختلف ہے۔ میرا خیال یہ ہے، ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں کبھی یہ تحقیق آگے بڑھے تو یہ احساس پیدا ہو کہ ہم خود خیال کو سوچتے نہیں ہیں۔ قرآنِ حکیم کی رو سے اس بات پر آپ مجھ سے اختلاف کرسکتے ہو اور اپنی رائے خود قائم کرسکتے ہو، مگر میرا خیال یہ ہے کہ انسان receptive ہے، انسان سوچتا نہیں ہے بلکہ receptive of thoughts ہے۔ جیسے

Marfat.com

ہمارے دل میں دو cardiac veins گزرتی ہیں (جیسے آپ کے دل کا cardiograph تیار ہوتا ہے) اسی طرح ذہن میں بھی دو لہریں گزرتی ہیں۔ ایک پر خیالِ خام الہام کیا جاتا ہے اور دوسرے پر خیالِ خیر الہام کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی ذاتی زندگی میں کبھی نہ کبھی اس بات پر حیران ضرور ہوا ہوگا کہ یہ تو میں سوچنے والا نہیں تھا جو میں سوچ رہا ہوں۔ کبھی نہ کبھی آپ کو یہ خیال آتا ہوگا کہ کس قسم کے خیال میرے ذہن میں آ رہے ہیں؟ یہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میرا تو کبھی دھیان ہی نہیں اس طرف گیا۔ میں تو اس مسئلے میں ملوث ہی نہیں تھا۔ یہ عجیب وغریب صورتِ خیال کیوں بن گئی۔ تو خواتین وحضرات اس کی ایک reason ہے۔ میں وہ reason آپ کو explain کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: ''وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا'' ''اور نفس کی قسم! جس نے اس کو درست کیا'' (ہم نے نفسِ انسان کو درست کیا) ''فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا'' (پس اس میں ڈالی اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری) (شمس 8;7:91) (ہم نے اس پر الہام کیے خیالِ خیر، ہم نے اس پر الہام کیا فسق و فجور) ہوسکتا ہے کہ آپ کو یہ عجیب بات لگے مگر انسان کی Intelligence capacity، اس کا Intellectual vision جو ہے یا اس کا Intutional concept جو ہے کبھی بھی اس کا اپنا نہیں رہا۔ اگر اس کا اپنا ہوتا تو وہ اس کا کوئی وقت مقرر کرتا، اس کی کوئی عادت مقرر کرتا۔ نیوٹن کی خالی کششِ ثقل پر ہی وجدان کا القاء نہ ہوتا اور بھی بڑے مسائل میں وہ الجھا ہوا تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ الیگزینڈر فلیمنگ کو ایک اچانک حادثے سے پینسلین نہ ملتی، نہ Amazon میں گھومتے پھرتے ہوئے کسی کو مائی سین discover ہوتی۔ مسئلہ یہ ہے کہ خدا نے جس چیز کی دنیا میں ضرورت سمجھی، جس چیز کو عام کرنا چاہا، جس چیز کو علم عطا کرنا چاہا وہ علم عطا کر دیا اور کسی نہ کسی شخص کو اس کا instrument بنایا۔ ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ'' اللہ نے تمام بنی آدم کو یہ عزت بخشی کہ وہ اپنی محنت اور استطاعت کے اخلاص سے اللہ کی طرف سے کوئی بھی guidance حاصل کرسکتے ہیں، چاہے وہ جارج اسٹیفن ہو، چاہے Double Helix کا ڈاکٹر واٹسن ہو، چاہے کوئی آئن اسٹائن ہو، اس میں اخلاص ومحنت کا درک ہوتا ہے اور خداوندِ کریم اچانک چپکے سے اس کے الہام میں وہ خیال، وہ حل، وہ معقولیت ڈال دیتے ہیں جس سے اس کی دنیا میں بھی شہرت ہوتی ہے اور خلقِ خدا کے لیے کسی عظیم کارنامے کی

Marfat.com

ابتدا بھی ہوتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ خیال کس نوعیت کے ہوتے ہیں، اگر انسان کے ذہن میں آزمائش مقصود ہو تو اس کو اپنی سوچوں کے لیے کھلا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اگر اشیاء سے، حالات سے، واقعات سے رشتوں ناتوں سے انسان کو اللہ آزمانا چاہ رہا ہے تو آزمائش کے طریقِ کار انسان کے بس میں نہیں ہو سکتے، اسی لیے رب کریم نے فرمایا: ''فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا'' (میں ہی فسق و فجور الہام کرتا ہوں، میں ہی تقویٰ الہام کرتا ہوں۔ چناؤ انسان کو دیتا ہوں۔) انسان کے پاس choice ہے، بڑا باریک سا choice...... جب آپ کسی دکان پر جاتے ہو اور آپ کو کسی بڑی مخصوص چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو بلند و بالا عمارت آپ کی ذاتی تسکین کا باعث تو بن سکتی ہے مگر آپ کو ضرورت بہم نہیں پہنچا سکتی اور آپ صرف سیر و سیاحت کے بعد باہر آ جاتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ کی مطلوبہ شے کسی نکڑ میں، کسی پرانی سی دکان میں کسی بڑے ہی گھسے پٹے دکاندار کے پاس پڑی ہو تو question یہ پیدا ہوتا ہے کہ ?What are you interested in کیا چیز چاہیے آپ کو؟ آپ کو دوسری عمارتوں کی بلندی اور خوبصورتی چاہیے یا اپنے مطلب کی چیز جو جہاں سے ملے وہ چاہیے۔ خداوندِ کریم نے choice کا طریقہ کار انسان کے بس میں نہیں دیا چاہے اس کے ارد گرد جنتِ ارض ہی کیوں نہ آباد ہو، چاہے اس کے ارد گرد کیسے ہی خوش آئند خیالات کیوں نہ ہوں۔ وہ جس خیال کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اس کو وہ obsession بناتا ہے، اسی کو وہ اپنی جستجو کا محور بناتا ہے اور اسی کو وہ تلاش کرتا ہے۔ اس لیے خواتین و حضرات! میرا خیال نہیں ہے کہ آپ سوچتے ہو، میرا خیال یہ ہے کہ خدا فکر الہام کرتا ہے کیونکہ جب اس نے اپنی صفات گنوانی شروع کیں، جب اس نے انسان کو گنوانا شروع کیا کہ میں تو تیری اس چیز کا بھی مالک ہوں، میں تیری زندگی کا مالک ہوں، تیرے عزیز و اقارب کا مالک ہوں، تجھے رشتے ناتے عطا کرنے والا ہوں، میں تیرے پہلے اور آخری سانس کا مالک ہوں، میری وجہ سے تیری تعلیم ہے، میری وجہ سے تیری اہلیت اور نا اہلیت ہے، تو آخر میں اس نے بڑی خوبصورت بات کہی:

''وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ'' (تکویر 81:29)

(تم چاہ بھی نہیں سکتے اگر اللہ نہ چاہے)

Marfat.com

سوال: ڈاکٹر جلیل: گفتگو اور تعلیم کے کئی انداز ہیں جس میں Open discussions ہوتی ہیں، Close discussions ہوتی ہیں اور ایک انداز جو پروفیسر صاحب بڑے عرصے سے اپنائے ہوئے ہیں۔ آغاز میں ہم نے کوشش کی تھی کہ ہماری محفلیں کسی نہ کسی حد تک interactive ہوں۔ اس کا ایک element as questions and answers. آج تک چلتا رہا......اب اس کو تھوڑا سا تبدیل کرنے کی کوشش کروں گا۔

اپنی اور آپ کی سمجھ اور تربیت کے لیے محترم استاد سے میں ایک سوال کروں گا، کہ خیال ایک تو inmate ہے جو کہ ایسا خیال ہے جو ہر ایک کے پاس موجود ہو۔ یہ وہ instinctive behaviour ہے، وہ جبلی رویہ ہے جو کسی تربیت کا محتاج نہیں اور یہ رویے ہر جانور میں بھی پائے جاتے ہیں۔ انہی بنیادی رویوں کی مدد سے، انہی بنیادی جبلتوں کی مدد سے......inquisitive ہونا ہے اور curiosity بہت ساری تربیت کا باعث بنتی ہے اور ایک خیال کی رو پر دوسرا خیال استوار ہوتا ہے۔ اس طرح خیالات سے ایک عمارت وجود میں آتی ہے۔ استاد نے فرمایا کہ خیال بیرونی ہے، external ہے۔ یہ اندر موجود بھی ہے تو آپ کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ یہ اندر سے نہیں، باہر ہی سے آیا ہے کیونکہ عین وقتِ تخلیق اللہ نے ہمارے نفس میں خیر اور شر دونوں ہی feed کر دیئے ہیں اور ہمیں ایک صلاحیتِ عقل و شعور بخشی کہ جب وہ ہمارے مشاہدے سے، ہمارے احساس کی دنیا سے گزریں تو ہم اس عقل کی روشنی میں اور پھر اپنے تجربے کی مدد سے تفریق کریں کہ کیا خیال قابلِ قبول ہے یا نہیں ہے۔ خیر اور شر کی تمیز عقل کے ذریعے دی اور دونوں خیال ہمیں الہام کیے۔ لیکن پوچھنا میں یہ چاہوں گا کہ اللہ نے ذکر کیا کہ جب ان کے دل سے، میرے بندوں کے دل سے کوئی خیالِ فاسد گزرتا ہے تو وہ چونک اٹھتے ہیں۔ سوال میرا استاد سے یہ ہے، میں ذرا اس کو different بنانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ جو چونک اٹھتے ہیں تو وہ کون چونک اٹھتا ہے؟ کیا وہ عقل چونک اٹھتی ہے یا تجربے سے محفوظ شدہ معلومات کی بنیاد پر اس کا نفس چونک اٹھتا ہے؟ کیا کبھی نفس بھی عقل کے قابل ہو جاتا ہے؟ کیا نفس بھی کبھی چونک سکتا ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! ڈاکٹر صاحب نے بڑی معقول باتیں کی ہیں۔ جبلّی

Marfat.com

خیالات جو عادات میں شامل ہیں یہ وہ الہاماتِ نفس ہیں جس کے بارے میں شاید کوئی change نہیں لاسکتا جیسے کائنات میں جبر کی کچھ کیفیتیں ہیں، جنہیں ہم change نہیں کر سکتے جو ہماری زندگی کے لیے، ہمارے قیامِ زمین کے لیے، ہمارے آخرت تک جانے کے لیے ضروری ہیں جیسے سورج ہے، چاند ہے، ستارے ہیں، کشش ہے، پانی ہے، سمندر ہے جن کو ایک جبری قاعدے سے زمین پر بچھا دیا گیا کہ جب حضرتِ انسان آئے تو ان سے استفادہ کرے، اپنی زندگی گزارے اور باآرام زمین پر رہے مگر ان جبلتوں میں فائدہ ہے چونکہ فائدہ ہے اس لیے یہ ہر انسان میں common ہوں گی وہ وہی احکامات ہیں کہ شاید میں انہیں اگر قرآن کی کسی آیت سے تشبیہ دوں تو میں یہی کہوں گا کہ یہ آیاتِ محکمات ہیں جیسے قرآن میں کچھ آیاتِ محکمات ہیں، اس طرح کچھ الہامات انسان کے دل میں محکم ہیں ان میں تبدیلی نہیں آسکتی جیسے survival بھوک ہے، جیسے جان بچانے کے لیے aggression ہے، جیسے بچہ پالنے کے لیے ممتا کی محبت ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو اس نے common الہامات کیے ہیں اور ان سے گریز ممکن نہیں ہے مگر اس سے آگے بڑھتے ہوئے خیالات کی جو catagory ہماری طرف issue ہوتی ہے وہ special choice کی ہے، وہ آپ کے تعلیمی مرتبہ پر بنیاد ہے، آپ کی سوچ اور فہم پر ہے۔ جو آپ کو خدا تعلیم دیتا ہے اور جس معیار کی تعلیم دیتا ہے وہ توقع رکھتا ہے کہ ان معیارات کی بنا پر آپ اس کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلے کریں گے۔ چونکہ ایک آیتِ قرآنی بہت واضح ہے، جیسے میں آپ کو سورۂ دھر کی آیتیں سناتا ہوں تو وہاں ایک biological progress کے بعد انسانی عقل کا واحد مقصد بتایا گیا ہے: ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ'' کہ مدتوں انسان قابلِ ذکر شے نہ تھا اسے نطفہ مخلوط بنایا پھر میں نے چاہا کہ اسے آزماؤں: ''فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا'' اسے سماعت دی، بصارت دی مگر آگے یہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (میں نے اسے عقل و شعور، سمجھ سوچ بخشنے کے بعد یہ چاہا کہ اب یا تو یہ مجھے مانے یا میرا انکار کردے) اگر غور کیا جائے تو میرا خیال یہ ہے کہ متاعِ فقیر صرف اتنی ہے کہ خدا کے بخشے ہوئے الہامات میں سے وہ خیر کو چنتا ہے یا

Marfat.com

شر کو...... اگر چہ وہ خیر و شر دونوں کا خالق ہے اور packeting دونوں طرف کی اسی کے قبضے میں ہے negative ideas کے packets بھی اسی کے ہیں اور اگر آپ غور کرو تو خیال اکیلا نہیں ہوتا، یہ میں نے پہلے بھی کسی لیکچر میں آپ سے بات کہی ہے کہ جیسے باقی چیزوں کی نسلیں ہیں، ان کے ماں باپ ہیں، ان کے بیٹے ہیں۔ خیال کے بھی ہیں...... خیال کے بھی ماں باپ اور دادا، دادی موجود ہیں، اس کی بھی اولادیں ہیں۔ ایک خیال multiply کرتا ہے castes میں، catagory میں...... اور اس کے توسط سے باقی خیالات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو اگر یہ full packets نہ ہوں اور انسان کی متلون مزاجی کو دیکھا جائے تو کوئی بھی خیال کسی بھی وقت آناً فاناً ختم ہو کر دوسرا شروع ہو سکتا ہے مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ ہمارے اندر جو بھی خیال آتا ہے وہ ایک regular مدت کے لیے چاہے وہ کتنی ہی ہو پورے خاندان سمیت آتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ جنات کی ایک family ہے جو شکوک و شبہات میں، وساوس میں، جادو میں، سحر میں اس قسم کے خیالات میں مسلسل ہم پر حملہ آور ہو رہی ہے۔

اگر آپ psychosis کا مطالعہ کریں، انسانی بیماریوں کا مطالعہ کریں تو ان میں ایک چیز آپ common پائیں گے کہ ان تمام بیماریوں میں ایک ہی خیال کا اور اس کی نسل کا تواتر پایا جاتا ہے اور حیرت یہ ہے کہ اس بندے سے اگر آپ کہو کہ آپ ایسے نہیں ہو اور اگر ساری دنیا مل کر اسے کہے کہ آپ ایسے نہیں ہو تو پھر بھی وہ کہتا ہے کہ مجھے جسم میں کمزوری محسوس ہو رہی ہے حالانکہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ you are right تو اس کی وجہ اس خیال کی گرفت اور اس خاندان کا جم جانا ہے بلکہ ایسے لگتا ہے کہ جن و مَلِک دونوں خیالات کی دنیا میں بستے ہیں اور جب ہم خیالِ خیر کو چنتے ہیں تو اس کا بھی خاندان ہے۔ کبھی دیکھیں کہ ایک خواہش سے دوسری خواہش issue ہوتی ہے، ایک خیالِ شر سے دوسرا خیالِ شر issue ہوتا ہے۔ جب یہ خیالات ہوتے ہیں تو بعض اوقات situations میں بھی ان کی ایسی ہی continuity ہے۔ ایک شخص مسجد میں جاتا ہے نماز پڑھتا ہے، پھر اس کو مزید دلچسپی ہوتی ہے، اذان پر بھی دل کرتا ہے، پھر اس کو قرآن سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے، قرآن پڑھنا شروع کرتا ہے۔ ایک دوسرا شخص ہے جو شراب خانے کا رخ کرتا ہے، اس کو پھر اس کی معقولات اور غیر معقولات کے تسلسل سے واسطہ پڑتا ہے۔ میں نے

Marfat.com

جیسے پہلے بھی آپ سے کہا کہ اس بارے میں، مَیں شاید ساری دنیا کے لوگوں سے مختلف سوچ رکھتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ دماغ receptive ہے، فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ اچھے یا برے خیالات کا انتخاب کرتا ہے۔

خواتین وحضرات! جب آزادی زیادہ اور آبادی زیادہ نہیں تھی، جب لوگ زیادہ نہیں تھے تو اللہ چند لوگوں کے لیے ایک موچی بھیجا کرتا تھا، ایک درزی بھیجا کرتا تھا، locally اس سے barter system چلتا تھا۔ جب آبادی بڑھ گئی تو لوگوں کو نہیں، اللہ کو لوگوں کی ضرورتوں کا خیال آیا۔ ہر دور کی ایجادات کا اگر آپ تجزیہ کر لیں تو کہیں تباہی اور ہلاکت کے لیے، تو کہیں بچت اور مہربانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے professions create کیے جو اس وقت کے لوگوں کے لیے مناسب تھے۔ اگر تھوڑا سا اور غور کر لیں تو آج سے ستر سال پہلے آج کے I.T کے سارے systems ، یہ پیشے نہیں تھے۔ کتنے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی زندگی کا انحصار اب business administrations اور I.T پر ہے کہ پہلے یہ گمان بھی نہیں ہوتا تھا اور یہ subjects exists بھی نہیں کرتے تھے۔ جوں جوں population بڑھتی ہے ان کے ذرائعِ زندگی کے لیے خدا علم و عقل میں اضافہ کرنا چاہتا ہے اور ان کو اس قسم کے خیالات الہام کرتا ہے، نئی ایجادات الہام کرتا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیوں نہیں کرتا؟ خواتین وحضرات! معقول سوال یہ ہوگا کہ سارے مغرب کو ہی کیوں دیتا ہے، مشرق کو کیوں نہیں دیتا تو میرا خیال یہ ہے کہ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے بہت عرصے سے اپنے رسول ﷺ کا یہ فرمان بھلا دیا ہے کہ:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ"

ہم تعلیم وتربیت چھوڑ گئے، ہم جذباتی باتوں میں پڑ گئے، ہم شاعری میں دلچسپی لینے لگے، ہم نے معقول scientific attitudes اختیار نہ کیے بلکہ کم فہم مذہبی علماء کی وجہ سے ہم نے sciences کے خلاف اپنے گرد حصار بنا لیا۔ ہم زیادہ تر arts کی تعلیمات میں رہے، ہمارے اندر وہ خلوصِ محنت نہ رہا ہم پیسے کے فریب میں پڑ گئے، ہم پیشوں کے تقدس کے بجائے ان کی تجارت میں پڑ گئے۔ ہمارے ذاتی احساساتِ کمتری جو تھے وہ اعلیٰ ترین تعلیم کے

Marfat.com

مقاصد میں حائل ہو گئے۔آج تک کسی سے یہ نہیں سنا، بہت کم میں کسی ماں سے سنتا ہوں، بہت کم کسی باپ سے سنتا ہوں کہ میں اپنے بیٹے کو سائنسدان بنانا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا خیال میں کوئی جدت طرازی کرے۔اگر ہم ایسے ہوتے اور ہم خدا سے آرزو کرتے کہ ہمیں بھی اپنے اس علم میں سے، حکمت میں سے عطا کر اور یہ یاد رکھیے کہ سائنس تمام تر حکمت ہے اور خداوندِ کریم فرماتے ہیں:

"یُّؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ"

(جسے چاہتا ہوں حکمت عطا کرتا ہوں)

"وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا" (البقرۃ2:269)

(اور جسے میں نے حکمت عطا کی اسے خیر کثیر عطا کر دی۔)

مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں اس خیرِ کثیر کے طلب گار بڑے کم ہو گئے، scientific attitude ختم ہو گیا جس کی وجہ سے دنیا ہمیں طعنہ دینا شروع ہو گئی کہ مذہب اسلام science کے خلاف ہے۔

کارل سیگاں بڑا مشہور cosmologist ہے۔آپ اندازہ کیجیے......آپ کو بھی اس بیان پر شرم آئے گی، مجھے بھی آئی کہ کارل سیگاں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلمان sciences کے شدید خلاف ہیں جیسے باقی مذاہب ہیں اور وجہ اس نے یہ دی: اس نے quote کیا کہ شیخ الحرمین الشریفین شیخ عبدالعزیز نے فتویٰ دیا کہ جو بطلیموس کے خلاف بات کرے گا، جو زمین کو گول کہے گا......اور ہم پر ثابت ہے کہ زمین چپٹی ہے......اس کو مردود قرار دیا جائے گا، اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔خبردار! کوئی تم میں سے ایسا نہ ہو جو زمین کو گول کہے اور یہ کہ اس کو سزا دی جائے گی۔

خواتین وحضرات! قرآن تو یہ نہیں کہہ رہا تھا۔آیاتِ الٰہی تو نہیں کہہ رہی تھیں یہ تو ایک مسلمان تھا جو scientist نہیں تھا، جس کو علم سے کوئی رغبت نہیں تھی جو ایک معمولی سا عالم تھا، جس کو ہم نے عزت ووقعت دے کر شیخ الحرمین بنا دیا تھا، یہ تو اس کا بیان تھا۔کارل سیگاں نے حماقت کی، ایک احمقانہ بیان دیا وہاں ہمیں اپنے احمق عالم کا بیان غور وفکر میں لانا پڑتا ہے کہ کتنے

Marfat.com

افسوس کی بات ہے کہ مسلمان علماء نے اصل حدیث پر عمل نہ کیا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس بات کا علم نہ ہو اس پر رائے مت دو'' یا اس پر فتویٰ نہ دو تو اس قسم کے معمولات کی وجہ سے مسلمان sciences میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ الحمد للہ شاید آج کی نسل، آج کے لوگ ان علوم کو رجوع کر رہے ہیں اور امید ہے کہ جیسے انہوں نے ایٹمی field میں مغرب سے زیادہ صحیح اور اصل ترقی کی ہے، آنے والے وقتوں میں وہ sciences میں انشاء اللہ وتعالیٰ اہلِ مغرب سے بہت آگے نکل جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ sciences میں دو عناصر ہوتے ہیں، جستجو اور محنت اور وجدان...... وجدان اللہ کے فضل سے اہلِ اسلام میں بہت ہے اور رہے گا۔

سوال: موت کا وقت مقرر ہے جبکہ تاریخ میں بہت سی قومیں (سائنسی ترقی) scientific development کی وجہ سے اپنی average age (اوسط عمر) کو بڑھا چکی ہیں اس ضمن میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: وہ شعر آپ نے نہیں سنا کہ

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

اب ذرا غور کیجیے تو موت دراصل وہ وقفۂ حیات ہے جو خدا نے انسان کو اس لیے دیا کہ وہ according to his capacities (اپنی صلاحیتوں کے مطابق) ایک سوال کا جواب دے سکے۔ تو جو صبح میں نے آپ کو lecture (لیکچر) دیا ہے کہ دیکھیے ایک نتیجہ پر پہنچنے کے لیے نو کروڑ سال لگے اور شاید ایک اقرارِ خداوند کے لیے آپ کو ستر سال کی عمر لگ جائے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لمحہ آپ کی زندگی کے سترھویں سال میں آئے اس لیے transition (گذارن) ایک گذرتے ہوئے دور اور عہد پر کبھی بھی final opinion (حتمی رائے) نہیں دی جاسکتی ہاں البتہ اگر آپ نیک ہوگئے ہوں اور خدا سے آپ کو واقعی انس ہوگیا ہے اور آپ کے اعمال میں کوئی کمی نہ رہی تو سمجھیں کہ آپ مرنے والے ہیں کیونکہ اس کے بعد آپ کی تربیت کی کوئی ضرورت نہیں رہی آپ نے اپنا مسئلہ حل کیا اور چلتے بنے...... آپ کو شاید پتہ نہیں کہ لوگ کہتے تھے ''نیکوں کی عمر کم ہوتی ہے''۔ باقی پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا کے لیے یہ بعید نہیں کہ ایک انسان کی عمر

Marfat.com

بڑھا دے اور صرف یہی نہیں بلکہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تو اس پوری دنیا کی عمر پانچ سو برس بڑھا سکتا ہے۔ اگر آپ غور کریں تو زندگی بڑھنا کسی قومی یا national سطح پر یا ان کے بہتر اعمال کی وجہ سے یا ان کی محنت کی وجہ سے خدا کے لیے کوئی بعید نہیں ہے۔ یورپین کی اوسط عمر اسی اور آپ کی average عمر چالیس ہے تو یہی میں بار بار stress (زور) کر رہا ہوں کہ اگر ایک قوم باضابطہ اور ایک اچھے طریقے سے، خلق سے، انسانیت سے، مروت سے، ایمانداری سے حرکت کر رہی ہے تو اللہ ان کی عمروں میں اضافہ کر سکتا ہے۔ یہ کوئی problem (مسئلہ) نہیں ہے۔

سوال: قرآنِ مجید، فرقانِ حمید قلبِ محمد ﷺ پر اتارا گیا تو کیا قلب کا درجہ دماغ سے بلند ہے؟ کیا قلب دماغ سے زیادہ مضبوط ہے؟ اور کیا قلب سے مراد وہی گوشت کا لوتھڑا ہے جسے medical science جانتی ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! اصل میں اس سوال کے حوالے سے کچھ چیزیں فرض کر لی گئی ہیں۔ باقی جو وحی کے آثار ہم تک پہنچتے ہیں اس میں دل کے بجائے دماغ receptive (قبولیت) کا نشان ہے کہ حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کو سخت پسینہ آیا کرتا تھا اور ان کی جبین مبارک عرق آلود ہو جایا کرتی تھی اور وہ بڑی اذیت محسوس کرتے تھے تو اصل میں کسی بھی چیز میں دل جو ہے وہ emotions (جذبات) کا مرکز ہے۔ اس سلسلے میں میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ feelings احساسات، جذبات، emotions سب sciences ہیں چونکہ بعض چیزوں تک ہماری نظر نہیں گئی تو ہم ان کو non scientific گنتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان تمام کا تمام انتہائی delicate نزاکت کے اصول پر بنایا گیا ہے اور دل سے چلا ہوا emotion یا divective (حکم) دماغ میں آدھے سیکنڈ تک پہنچتا ہے۔ یہ ایک blind emotion (اندھا جذبہ) ہوتا ہے جس کو دماغ interpret (واضح) کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کچھ نہیں۔ اگر آپ نے اس میں پلاسی کا سن نہیں ڈالا ہوا تو آپ جتنا مرضی زور لگا لو یہ پلاسی کا سن آپ کو نکال کے نہیں بتا سکتا۔ یہ fully fed computer ہے (مکمل تربیت یافتہ) اور کسی بھی emotion کو یہ interpret کرے گا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی دل اداس ہے اور دماغ کو سگنل بھیجے کہ میں کیوں اداس ہوں تو یہ بتائے گا کہ آپ کی بکری کا بچہ مر گیا، اس لیے اداس ہو۔ یہ

Marfat.com

سارا brain کا stance (خاص انداز) ہے۔ یہ وہ نفیس ترین computer ہے خواتین و حضرات! کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ you cannot imagine کہ اس کے connections اتنے نازک ہیں کہ ان کی تعداد $9x10^{36}$ ہے بلکہ جب ایک کاغذ پر آپ کاغذ رکھتے ہو اور اس پر دوسرا کاغذ رکھتے ہو تو پندرہ ارب سال تک اگر کاغذ رکھتے چلے جاؤ تو پھر کہیں جا کر یہ brain connections (ذہن کے رابطے) پورے ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر اس قدر نازک ترین وسعت ہے۔ اصل میں ہمارا پورا دماغ 007 (وولٹ) چارج پر چل رہا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ دماغ کا اس قدر نازک ترین نظام 007 چارج پر چل رہا ہے۔ دماغ کے کسی حصے میں جب fixation (مرکزیت) پیدا ہوتی ہے تو charge بعض حصوں کو جانا بند ہو جاتا ہے اور کچھ حصے کو زیادہ جانے لگتا ہے۔ یہ تمام ذہنی گڑ بڑ اس charge کی concentration کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے نہ اس قسم کی کوئی specification (تفصیل) موجود ہے کہ اگر حضور ﷺ کے دل پر یہ اترتا یا الفاظ میں القا ہوتا۔ اگر چہ یہ بھی ایک صورت موجود ہے کہ ان کو القا بھی کیا گیا۔ وحی کے چونکہ بہت سے ذرائع ہیں کہ جس میں باہر سے ایک شخص (جبرائیلؑ) نے آ کے کوئی بات کہی۔ یا دل کے اندر سے نکلا۔ براہِ راست ہم تک وحی کی صرف ایک صورت پہنچی ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں بتائی ہے کہ جیسے زنجیروں کے "سکنے" کی آواز ہوتی ہے تو بڑی اذیت سے ذہن کی ایک خاص frequency (رفتار) پر یہ خیال اترتے تھے۔

یہاں میں ایک بات بتا تا چلوں کہ بہت سے لوگ حدیث کا مرتبہ نہیں جانتے۔ اصل میں قرآن establish ہی نہیں ہوتا جب تک ہم حدیث پر آسرا نہیں کر لیتے۔ اگر رسولِ اکرم ﷺ ہمیں نہ بتائیں کہ یہ قرآن ہے تو ہمارے پاس کوئی source بھی نہیں ہے یہ جاننے کا کہ قرآن کیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیے کہ حضور ﷺ کی زبان سے دو لفظِ مبارک نکلتے ہیں۔ ایک قرآن ہے اور دوسرا حدیث ہے۔ اگر ہم حدیث پر trust (اعتبار) نہیں کریں گے تو ہم قرآن پر trust نہیں کر سکتے البتہ ہمارے پاس ایک liberty (آزادی) موجود ہے کہ جب کسی کو حضور ﷺ نے قرآن کہہ دیا تو اس پر ہم questioning (اعتراض) نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

مگر جب یہ کہا جائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دوسرا قولِ مبارک ہے تو بھی ہم اس پر discussion کرنے میں احتیاط کرتے ہیں۔ اور حدیث کی افادیت اتنی زیادہ مضبوط ہے کہ وہ شخص جو قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منکر ہے وہ قرآن کا بھی منکر ہے اس لیے کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی سند نہیں ہے کہ قرآن، قرآن ہے۔ اگر آپ یہ کہو کہ اس کی عربی اچھی ہے تو وہ تو میرا خیال ہے چند ایک معزز عربی دانوں کو ہی سمجھ آئے گی۔ ہمیں تو اس آدمی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ اس کی عربی زیادہ اچھی ہے یا بری ہے۔ اگر آپ یہ کہو کہ اس کا style جدا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہم میں سے بے شمار لوگ عربی کا style سرے سے جانتے ہی نہیں ہیں۔ اگر یہ کہو کہ اس میں خدا بولتا ہے تو خدا تبھی سمجھا جائے گا جب عربی پر گرفت ہو گی۔ اس میں بے شمار ایسی باتیں ہونگی جن تک ہماری رسائی نہیں ہے مگر اس قرآن کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے messanger کی صداقت کو ثابت کیا۔ چالیس برس تک صادق اور امین صرف اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہلوایا کہ جب یہ شخص بات کرے تو لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ شخص کوئی غلط بات نہ کہہ سکتا ہے نہ کر سکتا ہے اور جو کچھ یہ دے رہا ہے یہ سچ ہے حتیٰ کہ جب ''کوہِ فاران'' پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے فوج ہے تو آپ کو پتہ ہے کہ لوگ بھاگنا شروع ہو گئے کہ اگر یہ گمان بھی کر رہے ہیں تو سچ ہو گا۔ یعنی انہیں اتنا اعتقاد اور اتنا یقین اس صداقت و امانت پر، اس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تھا۔ جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات کے قائل ہو گئے تو لوگوں نے یہ کہا کہ ان پر جنات آ گئے ہیں۔ ان میں جادوگری آ گئی ہے مگر کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و امانت کو شبے کی نظر سے نہیں دیکھا۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ ایمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر ہے ہی نہیں کہ ہم نے ان کی بات مان کر خدا کو تسلیم کیا ہے۔ غیب ہماری نظر میں نہیں تھا۔ ہم جاننے والے نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر کسی کو جاننے والے نہیں تھے۔ ایک سلسلہ چل رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ موسیٰؑ ''کلیم اللہ'' ہیں۔ کسی نے کہا کہ عیسیٰؑ ''روح اللہ'' ہیں۔ ان میں کلمہ پھینکا گیا۔ اب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باری جب آئی تو اللہ نے کہا کہ کم از کم ایک تو witness (گواہ) ہو جو visual witness create کرتا ہو۔ (بصری گواہی رکھتا ہو) ایک natural progress (قدرتی سلسلہ) ہے کہ ایک

Marfat.com

رسول کو کلام دے دیا گیا۔ اگلے رسول کو روح یعنی جبریل امینؑ عطا کر دیئے گئے کہ وہ ان کے ساتھ ساتھ رہتے تھے: "وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" اب آگے کیا رہ گیا تھا establish کرنے کے لیے سوائے vision (بصری شہادت) کے اور پوری کائنات میں اور پورے زمین و آسمان میں اگر اللہ کے اوپر ایک بھی personal witness (ذاتی گواہی) نہ ہوتی تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ سارے کا سارا آسیب ہے۔ خدا نے چونکہ اپنی ذاتِ گرامی پر شہادت مکمل کرنی تھی اس لیے شبِ معراج کو یہ آخری degree (درجہ) پوری کر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ ذاتِ پروردگار کے eye witness (بصری گواہ) ہیں۔ اور پھر وہی امانت و صداقت کی بات ہے کہ بہت سے انبیاء کے process (تسلسل) سے گذرتے ہوئے محمد رسول ﷺ واحد eye witness ٹھہرے اور اللہ پر شہادت دینے والے ٹھہرے، شاہد ٹھہرے اور نذیر ٹھہرے۔ ویسے بھی اگر آپ قرآنِ حکیم پڑھو تو اس کی ایک آیت بڑی واضح ہے۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (3:5)

کہ آج ہم نے دین بھی مکمل کر دیا اور نعمت بھی تمام کر دی۔

خواتین و حضرات! دین کتاب ہے اور نعمت رسول ﷺ ہیں۔ وہاں کتاب ختم ہوئی اور یہاں صاحبِ کتاب ختم ہو گیا۔

سوال: سائنسی نظریات کے تحت قرآن کو ملانا تو درست ہے لیکن قرآن کی کوئی توجیح یا نبی ﷺ کا کوئی واقعہ آج سائنس اگر ثابت کر دیتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن کیا سائنس کی اتھارٹی کو لے کر ان کے کسی واقعہ کو اتھارٹی دینا درست ہے کیونکہ نظریہ یا اتھارٹی کل کو reject بھی ہو سکتی ہے۔

جواب: آپ نے درست فرمایا مگر دیکھیں قرآن تو سائنس سے بہت آگے ہے، اتنا آگے ہے کہ ابھی سائنسی تحقیق تو نصف میدان میں بھی نہیں ہے مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ فرماتے ہیں کہ

"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ"

Marfat.com

(اللہ وہ ہے جس نے سات کائناتیں تخلیق کی ہیں اور ان سات کائناتوں میں سات زمینیں تخلیق کی ہیں)

''يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ''

(ان ساری زمینوں میں ہمارا حکم اترتا ہے)

یعنی یہ تو بہت پرانی بات ہے کہ سائنسز کتابِ تحقیق ہیں مگر قرآن کتابِ تخلیق ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کو خدا سے بہتر کون جانتا ہے؟ اور کون سمجھتا ہے کہ کونسی چیز اس نے کیسے پیدا کی۔ اب سائنس کی جو باتیں آ کر قرآن کی تصدیق پر آمادہ ہوتی ہیں تو وہاں سائنس کی تحقیق ختم ہو جاتی ہے مثلاً جب خدا نے یہ کہا: ''وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ''

(اور میں نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا ہے۔)

اب سائنسز بھی یہاں آ کر رک گئیں۔ اب کوئی بھی thesis ایسا نہیں آئے گا جس میں سائنس دان اٹھ کر یہ کہے کہ نہیں، زندگی پانی سے نہیں بلکہ بجلی سے پیدا کی گئی ہے تو جو سائنسی تحقیقات قرآن کے ان بنیادی اصولوں سے آ کر مل جائیں وہ قابلِ تسلیم ہوں گی۔ جیسے قرآنِ حکیم میں اللہ نے کہا کہ کیا تمہیں پتہ ہے؟

''اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا''

(تم کیسے میرا انکار کر سکتے ہو)

''اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا''

(کیا تمہیں پتہ نہیں کہ بنیادی طور پر کائنات ایک وجود تھی پھر ہم نے اسے پھاڑ کے جدا کر دیا......)

اب جب سائنسی تحقیق چلتے چلتے قرآن کی اس آیت سے آ کر مل جائے تو تصدیق شدہ ہو گی اور باقی کی سائنس میں شک و شبہ ہو گا اور ضروری نہیں کہ وہ acceptable ہو۔ ابھی اس گردش میں ہم سائنس سے مدد نہیں لے رہے۔ سائنس خدا کی حریف نہیں ہے بلکہ انسانوں کو خدا کا دیا ہوا ایک عطیہ ہے۔ مثلاً اگر میرے پاس سر درد کا دم ہے اور سائنس دان نے اس کی دوا اسپرین کی ٹکیہ میں دی ہے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ اس دم میں اثر نہیں دے گا۔ وہ یہ کہے گا کہ اے انسان

Marfat.com

کیا میں نے تجھے حکمت نہیں دے دی، اگر میں نے تجھے حکمت دے دی ہے تو تو خواہ مخواہ اس قسم کے سہارے کیوں لے رہا ہے۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ ''يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ'' انگریزی میں آپ سائنس کہتے ہو مگر بنیادی طور پر حکمت ہی کا لفظ ہے جو ادھر چل رہا ہے کہ جسے چاہتا ہوں حکمت عطا کرتا ہوں۔ ''وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا'' جسے حکمت عطا کی اسے خیرِ کثیر عطا کی۔ اسی لیے ہم سائنس کو final نہیں مانتے۔

جب خدا یہ فرماتا ہے: ''إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ o وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ'' کہ وہ وقت آئے گا جب سورج ماند پڑ جائے گا، ستارے گدلے پڑ جائیں گے یعنی وہ وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دوزخ کا وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ جنت کا وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ ارواح کو دوبارہ زندہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا اور یہ جو خدا نے کہا کہ ہم صور پھونکیں گے تو سارے اٹھ کھڑے ہونگے، قبروں سے حواس باختہ ہو کر نکلیں گے، یہ وقت ابھی نہیں آیا مگر کچھ ایسی باتیں جو اللہ نے زمین اور آسمان کے بارے میں کہہ دی ہیں وہ ضرور واقع پذیر ہوں گی اور سائنس دان اس کے بارے میں estimate (اندازہ) لگا رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں ساری کائنات کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لوں گا اور بائیں ہاتھ میں اپنی زمین کو رکھوں گا۔ وہ قیامت کے دن کی خبر دیتا ہے:

''وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا''

(اور جب زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی۔)

کہ جب زمین کو کسی اور زمین سے بدل دیں گے اور زمین تمہارے رب کے نور سے چمک جائے گی تو یہ ساری باتیں بہت آگے کی ہیں اور ہمارے علم میں ابھی کچھ بھی نہیں ہے اسی لیے ہم سائنس کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک بہت بڑے سمندر میں ایک چھوٹی سی کشتی پر ایک ٹوٹی ہوئی پتوار ہے جس کے ذریعے ہم ایک بہت بڑے بحرِ بے کراں کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اندھیرا بڑا مطلق ہے، کہیں کہیں روشنی کی ایک چمک پڑتی ہے اور ہم تھوڑا سا رستہ دیکھ لیتے ہیں اور آگے قدم بڑھا لیتے ہیں۔ جس وقت قرآن اترا تھا اس وقت سائنسز موجود تھیں، اس سے پہلے بھی سائنسز موجود تھیں مگر قرآن سچا تھا اور اس وقت سائنسز غلط تھیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے

Marfat.com

مسلمان لوگوں نے قرآن کو کیوں نہ سچا سمجھا۔ جب ptolemy کہہ رہا تھا کہ زمین ساکت ہے اور باقی ستارے اس کے گرد حرکت کر رہے ہیں اور تین ہزار سال قبل مسیح میں copernicus نے یہ کہا تھا کہ نہیں، سورج ساکت ہے اور ستارے اس کے اردگرد حرکت کر رہے ہیں، اس وقت کوئی اٹھتا اور قرآن دیکھتا تو یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ قرآن دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن تو کہہ رہا ہے:

''كُلٌّ يَّجْرِىْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى '' کہ کوئی بھی ساکت نہیں ہے۔ وقتِ مقرر تک سب چل رہے ہیں۔ اب آ کر سائنسز نے اس قرآنی آیت کی تصدیق کی ہے۔ اب ہم سائنس کو اسی لیے attach کرتے ہیں کہ جب ہمیں وضاحت دینی ہوتی ہے، ہم کہتے ہیں کہ اب matter of fact سائنسز ہیں۔ reality' objective (ظاہری حقیقت) اس subjective بیان (داخلی یا ذہنی گواہی) کے پاس آ گئی ہے جو خدا نے ہمیں دی تھی اور جس کی judgement ہمارے پاس نہیں تھی۔ اگر آپ غور کیجیے تو بے شمار ایسی آیات ہیں کہ خدا کہتا ہے کہ میں زمین کو کناروں سے گھٹا رہا ہوں اب اس آیت کی وضاحت کے لیے geology کا کوئی specialist چاہیے ہوگا، کوئی ٹیم ہوگی جو زمین کی پیمائش کرے گی، وہ آپ کو بتائے گی کہ زمین کناروں سے گھٹ رہی ہے یا نہیں گھٹ رہی ہے۔ ان دونوں کا سمبندھ ہے، حکمت اور علم کا ایک اشتراک ہے۔ اللہ علم ہے اور صاحبِ علم ہے اور حکمت یا سائنس اس کی explanation (وضاحت) ہے کہ ہم explanation کے ذریعے ہی علم کی کسی حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ خدا نے جب اپنے پسندیدہ بندوں کا ذکر کیا، محبوب بندوں کا ذکر کیا تو اس میں نہ نماز کا ذکر ہے نہ روزے کا ذکر ہے بلکہ دو باتوں کا ذکر ہے:

''اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ''

(کہ بہترین بندے وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے، کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ہیں)

''وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''

(اور وہ زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں)

اب آپ بتائیے کہ غور و فکر سائنس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

سوال: سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 62 میں صابئین اور یہود و نصاریٰ کو بشارت دی گئی

Marfat.com

کہ ان کے لیے خوف اور حزن نہیں ہے اور مسلمانوں کے لیے بھی یہی ہے۔ یعنی وہ جنت میں جانے کے حقدار ٹھہریں گے۔ ہمارا یہ تصور ہے کہ صرف مسلمان جائیں گے۔

جواب: جی ہاں! یہ قرآن میں آیت موجود ہے کہ ''اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ'' (البقرہ) مگر میرا خیال ہے کہ صابئین کہتے ہیں بدل جانے والوں کو...... جنہوں نے مذہب کو بدل دیا اسی طرح یہود و نصاری نے اپنے وقتوں میں اپنے اپنے دین کو تسلیم کیا، اپنے پیغمبر کی تصدیق کی تو ان کو ضرور یہ اجر ملے گا مگر اسلام آنے کے بعد جب اللہ نے یہ بالکل clear کردیا کہ ''اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ'' تو پھر کسی کا کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا اور یہ آیت بذاتِ خود یہ بتاتی ہے کہ یہ ساری بات ماضی پر جارہی ہے کہ جیسے ماضی میں جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے تو خدا ان کو اجر ضرور دیتا ہے مگر اسلام سے پہلے...... اسلام کے بعد اس قسم کا کوئی وعدہ اللہ نے کسی کو بھی نہیں دیا اس لیے کہ خداوند کریم نے واضح طور پر کہا کہ جو شخص اب میرے پاس دینِ اسلام کے سوا آئے گا ''فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ'' تو میں اسے قبول نہیں کرونگا اس لیے اسلام کے بعد کوئی صابی، کوئی یہودی، کوئی christian، برأتِ عاشقی نہیں پاسکتا۔

سوال: دانش اور جبلت کے توازن کے بہترین درجے پر پہنچا کر اللہ رب العزت نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بہترین تخلیق بنا دیا اور دین کو بھی مکمل فرما دیا یعنی دوسرے الفاظ میں دین کی تکمیل یہ ہے کہ دانش اور جبلت کا بہترین توازن ہو۔ اس حوالے سے غلام احمد قادیانی کے دعویٔ نبوت کی آپ وضاحت فرمائیں۔ آپ اس کو کیا سمجھیں گے اور آپ اس کو کس طریقے سے رد کرتے ہیں؟

جواب: سچ پوچھیں تو میں اسے بیمار سمجھتا ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی عام سی بات بتاؤں! جیسے میں نے ابھی Jonathan Swift کے بارے میں آپ سے کہا تھا کہ اس کا پیٹ خراب رہتا تھا۔ مرزا صاحب سے مجھے ہمدردی ہے۔ ساری عمر تو انہوں نے بیماری میں کاٹی اور ایک چیز diarrhoea syndrome (دائمی دست) ہوتی ہے کہ جس شخص کو مستقل

Marfat.com

diarrhoea (دست) رہتا ہو یا اس شخص کو مستقل piles (بواسیر) رہتی ہوں تو وہ ایک helucinary syndrome کا شکار ہو جاتا ہے جس میں اس کو بڑے عجیب وغریب خواب، بڑی عجیب وغریب باتیں نظر آتی ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ اپنے زمانے میں مرزا صاحب کو کسی نے مناسب طریقے سے medically چیک نہیں کیا اور رہا یہ سوال کہ وہ کتنے قابل تھے یا عالم تھے۔ یہ بعد کی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ان کی mental (ذہنی) صحت کو کسی صورت بھی establish (قائم) نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ He was a sick man and a sick man after all cannot be counted as a challenger to the Prophet.

سوال: سورۃ آلِ عمران آیت نمبر 113 میں ہے کہ اہلِ کتاب میں سب کے سب یکساں نہیں ہیں بلکہ اہلِ کتاب سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ خدا کے دین پر اس طرح ثابت قدم ہیں کہ راتوں کو خدا کی آیتیں پڑھتے ہیں اور برابر سجدہ کرتے ہیں۔ خدا اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی لوگ تو نیک بندوں میں سے ہیں اور جو کچھ بھی نیکی کریں گے اس کی ہرگز ناقدری نہ کی جائے گی۔ خدا پرہیزگاروں سے واقف ہے۔ یہ اہلِ کتاب کون لوگ ہیں؟

جواب: یہ اہلِ کتاب وہ ہیں جنہوں نے یہودی و نصرانی ہو کر شرک نہیں کیا۔ یہودیوں میں وہ لوگ جو حضرت عزیرؑ کو ''ابنِ اللہ'' کہتے ہیں وہ ان میں قطعاً شامل نہیں ہیں۔ اصل میں جب کتابیں آئیں جیسے زبور، تورات اور انجیل ہے تو جنہوں نے اپنے انبیاء کے مطابق کتابوں کے پیغام کو سمجھا اور شرک سے پرہیز کیا وہ تو اس آیت کے مستحق ہیں جیسے حواری عیسیٰؑ ہیں، یوحنا ہیں، متی ہیں، مرقس ہیں، لوقا ہیں اور برنباس ہیں تو وہ لوگ تو یقیناً اس کے حقدار ہیں کہ وہ جنت کے ان مراحل میں سے گزریں اور ان کو انعام ملے مگر وہ لوگ جیسے سینٹ پال، جس کے بارے میں فریڈرک نیٹشے یہ کہتا ہے کہ وہ ایک بدباطن یہودی تھا جس نے عیسائیت میں داخل ہو کر اس کی جڑ اکھاڑ دی اور اس میں ملحدانہ نظریات شامل کر دیئے۔ جیسے concept of Mary (تصوّرِ مریم) وغیرہ ہے اور بہت سے معتبر عیسائیوں کے اعلیٰ ترین طبقے بھی ان کو یعنی حضرت عیسیٰؑ کو son of God (خدا کا بیٹا) نہیں مانتے بلکہ میرا practical (عملی) تجربہ یہ ہے کہ جب میں

Marfat.com

امریکہ گیا تو بہت سے امریکیوں سے میری بات ہوئی تھی۔ Whether they consider him a son of God. They said no, we do not consider him a son of God, we just consider him a prophet (آیا وہ انہیں خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم انہیں خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ ہم انہیں صرف ایک پیغمبر سمجھتے ہیں۔) مگر ایک آدھ گروپ ضرور ایسا ہے جیسے رومن کیتھولک ہیں، (Nastorians) نیسٹورین ہیں کہ جو آگے بڑھتے ہوئے اس قسم کے شرک سے کام لیتے ہیں تو ان کے لیے یہ آیت کسی طور پر بھی نہیں ہے اور دوسرے یہ آیت ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰؑ کا توسط اختیار کیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو ان کی وجہ سے اللہ کا قرب تلاش کیا اور ان میں حضرت سلمان فارسیؓ جیسے لوگ بھی ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں آتا ہے کہ "جب تیرے مالک نے جتلا دیا کہ وہ ضرور قیامت تک ان پر ایسے لوگوں کو حاکم کرے گا جو ان کو بڑی تکلیفیں دیتے رہیں گے۔" (167:7) یہ تمہارے رب نے بتا دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ پر، قیامت کے دن تک کسی ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو انہیں دردناک عذاب دیتا رہے گا جبکہ موجودہ صورتحال اس کے برعکس نظر آرہی ہے، یہود و نصاریٰ بظاہر غالب نظر آرہے ہیں، اس کی تشریح فرمائیں۔

جواب: دیکھیے عذاب سے مراد یہ نہیں ہے کہ چوبیس گھنٹے اور ہر وقت ان کی مار پیٹ ہوتی رہے۔ عذاب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں کہا کہ تم اگر لوٹ جاؤ گے تو میں لوٹ جاؤں گا۔ تم پلٹ آؤ گے تو میں پلٹ آؤں گا تو قومِ یہود کو اللہ تعالیٰ نے بنیادی طور پر تین بڑی قیامتوں کے عذاب کا وعدہ دیا اور وہ پوری ہو چکی ہیں اور ایک عذابِ آخرین کا وعدہ دیا جو کہ شاید جلد ہی پوری ہونے والی ہے تو دراصل عذاب سے مراد شاید یہ نہیں کہ اس میں چوبیس گھنٹے کا عذاب ہے بلکہ ایک قوم جب سرکردگی، عزت اور بلندی کے لیے جدو جہد کرتی ہے اور جب وہ عین اپنے مقامِ عزت پر پہنچتی ہے تو خدا ان کے گھروں کو برباد کر دیتا ہے، ان کے کنویں اجاڑ دیتا ہے۔ ان کی عورتوں کو قید کرواتا ہے اور ان کے بچے قتل کرواتا ہے جیسے یہودیوں کے ساتھ ہمیشہ تاریخ میں ہوا۔ ایسا ان کے ساتھ second world war (دوسری جنگِ عظیم) میں ہوا

Marfat.com

کہ They were controlling the economy of Germany and Europe. جب وہ جرمنی اور یورپ کی معیشت کو کنٹرول کر رہے تھے تو ہٹلر ان پر اچانک آگ کی طرح آن پڑا اور لاکھوں کروڑوں یہودیوں کو اس نے تہہ وبالا کر دیا۔ اسی طرح بخت نصر کے زمانے میں ہوا جسے ''بنوکدنذر'' Cassidians بھی کہتے ہیں۔ بنوکدنذر کے بادشاہوں سے لے کر آج تک یہودیوں پر ہمیشہ یہ کیفیتیں گزرتی رہیں مگر کسی کیفیت کے گزرنے کے لیے بھی تو یہ ضروری ہے کہ وہ ایک قوم کی حیثیت اختیار کر لیں۔ یعنی ایک یہودی کو اگر پاکستان میں مار دیا جائے تو اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں کہ خدا نے اسے عذاب دیا۔ کسی قوم کو عذاب دینے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس قوم کو کسی صورت میں اکٹھا اور یکجا کیا جائے اور پھر اس سے نپٹا جائے تو میرا خیال یہ ہے کہ اس مرتبہ اللہ نے یروشلم کو ان کے عذاب کے لیے چنا ہے ان کو اکٹھا کیا جا رہا ہے اگر باز نہ آئے تو وہی ہوگا جو پہلے ہوتا رہا ہے۔

سوال: قرآن مجید میں ہے ''قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ'' جب فرشتوں نے انسان پر اعتراض کیا تھا کہ یہ زمین میں فساد پھیلائیں گے۔ ایک دوسرے کو قتل کریں گے تو فرشتوں کو اس کا علم کیسے تھا کہ انسان فسادی ہے یا فساد کرنے والے ہیں۔ اگر دنیا میں سب کچھ pre-planned (پہلے سے مرتب) ہے اور اللہ تعالیٰ پچاس ہزار سال پہلے سب کچھ لکھ کے فارغ ہو چکے ہیں تو پھر آج کل اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں؟

جواب: اصل میں یہ سوال بڑا اچھا ہے آپ کی غلط فہمی یہ ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی دنیا بنا کر اس کی مصیبت جھیل رہے ہیں مگر خداوندِ کریم اتنا بڑا خلاقِ عالم ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ کیا کرتا ہے۔ میں America گیا تو میں نے وہاں کے senior professor of mathematics (حساب کے بڑے پروفیسر) سے کہا کہ قرآن جو نظریہ دیتا ہے۔ وہ seven universe (سات کائناتوں) کا ہے seven earths (سات زمینوں) کا نہیں ہے۔ seven earths اور seven universe کا ہے۔ And you belive in a single universe and a single earth. (اور تم صرف ایک زمین اور ایک کائنات کا یقین رکھتے ہو) تو وہ مجھے کہنے لگا کہ اب تو mathematics میں،

Marfat.com

quantum میں، relativity میں، options (گنجائش) اتنے open (واضح) ہو چکے ہیں کہ میں انکار نہیں کرونگا مگر ہمارے پاس ایسے کوئی ثبوت نہیں ہیں کہ universes میں اور بھی big bang (بڑے دھماکے) ہوئے ہیں کہ نہیں ہوئے۔ اس کے بعد میں نیو یارک واپس آ گیا تو مجھے ایک بڑا تیز طرار چنگھاڑتا ہوا ٹیلی فون ملا تو اس نے کہا کہ professor you could be right (پروفیسر! لگتا ہے کہ تم ٹھیک کہتے ہو) میں نے کہا: "کیسے؟" کہنے لگا کہ ہبل نے ایک نئے big bang کا سراغ لگایا اور ایسے لگتا ہے کہ یہ کسی پرانی کائنات کا دوسرا big bang ہے یا کسی نئی کائنات کے بننے کا big bang ہے۔ خدا کہتا ہے کہ میں ہر روز نئی شان سے طلوع ہوتا ہوں۔

ہر لحظہ شانِ حسن بدلتی رہی جگر
ہر آن ہم جہانِ جگر دیکھتے رہے

تو خدا کو کسی پل چین نہیں ہے۔ کوئی پل اس کے آرام کا نہیں ہے۔ "لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ" اس کا ہر روز ایک نئی تخلیق کا pattern ہے۔ ایک سوچنے والا مکمل دماغ، علم و حکمت کی متاع ہے۔ اس کے بارے میں اس بات سے اندازہ لگائیں کہ میں جو اپنی حماقتوں کے چنگل میں پھنسا ہوا ایک چھوٹا سا انسان ہوں اور ایک منٹ کے لیے بھی میرا دماغ نہیں سوتا۔ اگر آپ کو پتہ ہو دماغ کی اندرونی کارروائی...... کہ آنکھیں سوتی ہیں مگر دماغ نہیں سوتا۔ یہ awakened, constant (مستقل بیدار) ہے۔ یہی ہمیں اس خدا کی خبر دیتا ہے جو ایک پل بھی کسی چیز سے غافل نہیں۔ اگر میں نہیں سوتا، میرا دماغ نہیں سوتا تو وہ کیسے سو سکتا ہے۔

سوال: حدیثِ قدسی اگر کلامِ خدا ہے تو یہ قرآن پاک میں کیوں نہیں ہے؟

جواب: بڑی موزوں بات ہے مگر قرآن میں ایک آیت ہے کہ ہم نے جو بندوں کو بخشا ہے اس کی ایک ایک آیت کا وزن کیا ہے، گنی ہے اور زمان و مکان کے حساب سے پرکھی ہے۔ "الٓرٰ o كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ" (ھود 1:11) (الر۔ ایسی کتاب ہے جس کی آیات جانچ لی گئی ہیں پھر حکمت والے خدا کی طرف سے کھول کر بیان کی گئی ہیں۔) اس نے قیامت تک جانا ہے اور جو اقوالِ خدا رسول ﷺ نے

Marfat.com

quote کیے ہیں یہ personal level (ذاتی نوعیت) کے ہیں اور انفرادی نوعیت کے ہیں یہ پیغمبر سے بات چیت ہے۔ ان کی حیثیت اس law یا قانون کی نہیں ہے جس نے قیامت تک جانا ہے اس لیے حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے کہ جو خدا نے personal level پر بات کی، تمام انسانوں کے level پر وہ بات نہیں ہے بلکہ یہی حدیث دیکھ لیں جو میں نے quote کی ہے کہ خدا جب کسی کو اپنا علم اور آگہی دینا چاہتا ہے تو اس کی نظر اس کے اوپر کھول دیتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس حدیث کے مصداق کچھ کم اور بہت مخصوص لوگ ہوں گے اور یہ ایک مخصوص گروہ کے لیے ہے جو بڑے خصائص اور حکمت کے ساتھ خدا کو پڑھنا چاہتا ہے۔ اگر قرآن میں یہ حدیث آجاتی تو یہ عمومی اور تمام جملہ انسانیت کے لیے ہونا چاہیے تھی مگر ایسا ناممکن تھا اس لیے یہ بات قرآن میں نہیں آئی۔ قرآن میں جو آیات آئی ہیں یہ جملہ انسانیت کے لیے ہیں، تمام لوگوں کے لیے ہیں اور خوب پرکھی گئی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے متواتر اور مشہور آیات میں ڈھالا ہے۔ اور حدیثِ قدسی privacy of talks ہیں۔ اللہ اپنے پیغمبروں سے باتیں کرتا ہے، اپنے بندوں سے باتیں کرتا ہے۔ القاء والہام سے باتیں کرتا ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو خدا کی اپنی ہیں، وہ کبھی کبھی دلوں پر الہام اتارتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ہی سارے الہام ہیں جو کتاب کا حصہ نہیں ہیں۔ کتاب کا حصہ ایک جملہ بنے گا: ''فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا'' (8:91) باقی باتیں شاید اس کا حصہ نہ بنیں۔ یہ ایک totality کے rule کی کتاب ہے جس میں بعض personal باتیں اللہ نے اپنے پیغمبروں سے کی ہیں اور بہت کی ہیں جو شاید قرآن میں اتنی نہیں ہیں مگر زبور اور تورات دیکھیں تو بہت سی ایسی ذاتی نوعیت کی باتیں اس میں موجود ہیں جو دوبارہ بیان نہیں ہوئیں مگر اگر rule (اصول) دیکھیں تو دوبارہ قرآن میں mention (تحریر) ہے جیسے قانون قصاص ہے۔

یا جیسے Ten commandments ہیں:

''وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ

Marfat.com

تَوَلَّيۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ''(2:83)

(اور جب لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل سے کہ نہ تم عبادت کرو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کے لیے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ پھر پھر گئے تم مگر بہت تھوڑے تم میں سے اور تم اعراض برتنے والے (منہ پھیرنے والے ہو)

ایسے قوانین تو قرآن میں موجود ہیں مگر جو personal (ذاتی) باتیں ہوئی ہیں وہ موجود نہیں ہیں۔

سوال: حدیث ہے کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔ علم و حکمت کا منبع و مرکز تو مدینہ تھا پھر چین کی طرف اشارہ کیوں ہے؟

جواب: اس حدیث سے بالکل مراد یہ نہیں ہے۔ وحی اور کتاب تو موجود تھی مگر یہ اس لگن اور اس طلب کی طرف اشارہ ہے کہ علم حاصل کرنے والے اوجِ ثریا سے بھی اسے اتار لائیں جیسے میں نے حدیث پڑھی تھی کہ ''علم اگر اوجِ ثریا پر بھی ہو تو کوئی نہ کوئی عجمی اسے اتار لائے گا۔'' یعنی اس کے لیے آپ کو چاہے کتنی ہی دور جانا پڑے...... اس کی مثال حضرت سلمان فارسیؓ کی زندگی سے ملتی ہے کہ کہاں سے نکلے...... معبدِ شمس کے پجاری تھے۔ مدتوں زرتشت کے مذہب میں گزاریں۔ پھر یہودی ہوئے۔ حقیقت کی تلاش میں مدتوں اہلِ یہود میں رہے، پھر عیسائی ہوئے۔ علم اور آشتی کی تلاش میں مدتوں کلیساؤں کے راہبوں میں رہے۔ جب وقتِ آخر آیا، تو پھر اسی شناخت اور اہلیت کی تلاش رہی تو آغوشِ رسول ﷺ تک پہنچے اور سلمان فارسیؓ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علم غرض و غایت اور تلاش میں کوئی تخصیص نہیں رکھتا۔ یہ خدائی علم کی بات نہیں ہے بلکہ بعض اوقات بہت سارے علوم مل کر آگہی کا ایک level (سطح) پیدا کرتے ہیں جیسے کوئی matriculate (میٹرک پاس) جب تک کالج میں نہ جائے اس آگہی کو نہیں پاتا جو کالج کے ایک sector of education (حصہ تعلیم) کی ہوتی ہے۔ ایک گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ کو نہیں سمجھتا۔ کسی وقت تحصیلِ علم کے لیے فاہیان اور چینی سیاح ٹیکسلا کی یونیورسٹیوں

Marfat.com

کے دورے لگاتے تھے جیسے آج کے ہمارے لوگ ہارورڈ اور کیمبرج کے چکر لگا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے یہی علمائے مغرب Cardoba (قرطبہ) کے چکر لگایا کرتے تھے۔ بغداد کی یونیورسٹیوں سے علم لیتے تھے اور قسطنطنیہ جایا کرتے تھے۔

سوال: یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں دوں کتاب اور حکمت...... پھر آئے تمہارے پاس عظمت والا رسول اس چیز کی تصدیق کرتے ہوئے جو تمہارے پاس ہے تو تم کو ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی تو سب نے عہد کیا کہ ہم اقرار کرتے ہیں تو اللہ نے فرمایا: ''گواہ رہو، میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔'' یہ میثاق کہاں ہوا؟ میثاق کی نوعیت کیا ہے؟ خصوصی طور پر ''مدد'' کے لفظ سے کیا مراد ہے؟ تفصیلی جواب دیں۔

جواب: یہ بڑی سادہ سی بات ہے۔ جب ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کا حکم ہوا تو بہت سارے لوگوں نے بہت آگے بڑھ کر سب سے پہلے عہد کیا۔ مشہور ہے کہ جن لوگوں نے پہل کی وہ انبیاء چنے گئے۔ پھر دوسرے درجے والے آئے۔ پھر تیسرے درجے والے آئے، پھر اولیاء اللہ آئے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک آدھ آخری صف میں ہم لوگ بھی ہوں گے۔ (میں کالج میں ہمیشہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا کرتا تھا) تو ہم back benchers ہی تھے۔ ویسے ٹائم کے لحاظ سے بھی ہم back benchers ہیں: (پچھلی صفوں میں بیٹھنے والے) اس وقت جب ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کا پہلا اقرار ہو گیا تو پھر رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار لیا گیا۔ میں غلط بھی ہو سکتا ہوں مگر میرا دل کہتا ہے کہ تمام نبوت صدقۂ رسول ہے۔ قرآن پہلے بھی اترا ہے، قرآن بعد میں بھی اترا اور حضور ﷺ پر آ کر ختم ہوا ہے۔ یہ آیت تصدیق کرتی ہے کہ عہد کے مطابق تمام انبیاء نے ایک ایک آیتِ قرآن کو تھاما اور رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ قرآن قوموں، ملتوں اور نسلِ انسان پر اترا، پورا قرآن ایک فرد (individual) کے تمام حالات پر بھی پورا اترتا ہے اور پوری نسلِ انسان پر بھی پورا اترتا ہے جب نسلِ انسان پر پورا اتر رہا تھا تو انبیاء کی ضرورت پڑی تھی جیسے جب ہابیل و قابیل کا واقعہ پیش آیا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو قرآن پاک کا ایک قانون اللہ نے انہیں ادھار دیا کہ جس نے فردِ واحد کو قتل کیا تو گویا اس نے نسلِ انسان کو قتل کیا اور جس نے

Marfat.com

ایک انسان کو بچایا اس نے گویا نسلِ انسان کو بچایا۔ پھر جب Prince Hammurabi کا زمانہ آیا، حضرت ادریسؑ کا زمانہ آیا تو ایک دوسرا قانونِ قرآن کتاب سے نکال کر ان کو ادھار دیا گیا کہ اے پیغمبر اس سے میرے رسول کی مدد کر اور اس پیغام کو اپنے لوگوں میں پھیلا۔

''وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ''

(179:2) اور پھر آیتِ قصاص آئی۔ ''اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ'' یہ آیات The first law giver (قانون بنانے والا پہلا آدمی) Hammurabi کے زمانے میں اتریں مگر بعد میں قرآن میں جمع کر دی گئیں۔ اس میثاق سے مراد یہ ہے کہ پچھلے تمام انبیاء نے قرآن کی ایک ایک اور نصف نصف آیت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے معاشروں کو سنوارا۔ جب نوبت maturity کی آئی اور انسان بلوغتِ علم کو پہنچا، بلوغتِ ابلاغ اور فہم کو پہنچا تو پوری کتاب ان کا نصیب ہوئی اور خدا نے کہا ''وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ'' (3:5)

سوال: سورۃ البقرہ کے حوالے سے یہ سوال ہے کہ یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، جس طرح آپ لائے ہیں اور جب ملتے ہیں شیطانوں کو تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ایمان والوں سے ہم ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان بھی ہم ہی میں سے ہوتے ہیں۔ براہِ کرم قرآن کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: خواتین و حضرات! یہ منافقین پر آیت اتری ہے اور یہ ان کی ایک بڑی favourite technique ہے۔ مثال کے طور پر فرض کرو کہ اگر آپ کسی کو جھوٹا ثابت کرو تو سب سے مؤثر تکنیک یہ ہے کہ ایک school of thought میں جب لوگ جاتے ہیں تو ایک وہ آدمی ہے جو school of thought کی مخالفت میں باہر کھڑا ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو اندر جا کر باہر نکلتا ہے، وہ بڑا مؤثر ہوتا ہے۔ یہودیوں نے یہ special technique اختیار کی تھی کہ صبح مسلمان ہوتے تھے اور ہفتے دو ہفتے کے بعد اسلام چھوڑ دیتے تھے اور واپس آ کر لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائی ہم سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے ہم بھی مسلمان ہوئے تھے۔ ہم نے تو اندر سے جا کر دیکھا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی بات زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ یہ بڑے clever لوگ تھے۔ شیاطین ان سے برعکس کیا ہوں گے جنہوں نے ایسے ایسے حربے اسلام کو رسوا

Marfat.com

کرنے کے لیے نکالے تھے۔ بہت لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ ارتداد کی سزا قتل کیوں ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ تکنیک برتنے والے جان بوجھ کر اسلام میں آتے تھے اور پھر واپس آکر کہتے تھے کہ "جی! ہم تو مسلمان ہوئے تھے، ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو...... ہم نے ان کے اندر جا کر دیکھا ہے۔ ان میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔" اور یہ سب سے مؤثر مقام ہے لوگوں کو اسلام سے بدگمان کرنے کا...... یہ بندے ہی تھے مگر شیطان کی اعلیٰ تکنیک کے حامل تھے اس لیے ان کو شیاطین کہا گیا۔

سوال: Quran strictly denounces taking and giving of interest. In this context what is the status of banking, insurance and all such business. Is the job in such business allowed?

جواب: یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام بینک ایسا کرتے ہیں۔ آج تک یہ تصور کیا جاتا رہا ہے کہ بینکوں کے اصول سود پر ہیں مگر بینک بلاسود بھی ہو سکتے ہیں۔ اس میں بینکوں بیچاروں کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ بینک مضاربہ طرز کے بھی ہو سکتے ہیں، بینک اسلامی طرز کی بینکاری بھی کر سکتے ہیں۔ بینک ایک institution ہے جس کا تصور زمانہ قدیم میں یہودیوں سے لیا گیا ہے۔ بینک کا لفظ اس وقت وجود میں آیا جب سپین میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور اس وقت یہودی بنچوں پر بیٹھ کر ساہوکاری کیا کرتے تھے اور پیسے کا لین دین کیا کرتے تھے۔ وہ bench ہی بگڑتے بگڑتے bank ہو گیا۔ دراصل bank میں inherent سود نہیں ہے۔ بینک کا اصول بلاسود بینکاری بھی ہو سکتا ہے۔ بینک advantage میں بھی بینکاری کر سکتا ہے۔ یہ اس طرزِ عمل کا نام ہے جو کوئی organization یا کوئی بینک کسی چیز کے لیے کھولتی ہے مثلاً جیسے mark up کا ایک institution نکلا تھا تو اس میں repititive سود کو ختم کر دیا گیا تھا اور mark up کا اصول اپنا لیا گیا تھا۔ اس کا درجہ اس قسم کی مذمت پر نہیں پہنچتا، جیسے repititve سود کا یا بڑھنے والے سود کا پہنچتا ہے۔

ہمارا مسئلہ ذرا مختلف ہے۔ میں پاکستان میں ہونے والی بینکاری کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔ آپ کی ہر چیز بال، بال سود میں بندھی ہوئی ہے۔ وہ مقدس لوگ جو سود نہیں دیتے نہیں

Marfat.com

کھاتے، وہ بھی سود کے قبضے میں ہیں۔ جب غیر اقوام آپ کا سود گنتی ہیں، تو وہ capita سود گنتی ہیں۔ وہ پندرہ کروڑ پر سود گنتی ہیں اور وہ ہر پاکستانی پر سود گنتی ہیں، سو حضور ﷺ کی حدیثِ مبارک یوں پوری ہوتی ہے کہ زمانہ آخر میں اگر کوئی سود نہیں بھی کھائے گا تو اس تک سود کا دھواں ضرور پہنچے گا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس کو change کرنا چاہتے ہیں۔ An individual cannot change the entire aspect of a country. ایک قوم کی حکومت، اس کے اربابِ اختیار اور دنیا کے ساتھ اس کے لین دین کے ڈھنگ بدلنے ہوں گے۔ اگر ہم مسلمان حکومت ہوتے، اگر ہم اسلام چاہتے تو ہم اس نظامِ سود کو بدل سکتے تھے مگر کیسے......؟ دیکھیے! سود کے بارے میں قرآن حکیم میں تین حکم ہیں۔ ایک اس کی nature پر ہے، ایک اس کو دور کرنے پر ہے ایک حکم یہ کہتا ہے کہ:

"اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (البقرۃ 2:275)

(اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔)

دوسرا حکم سخت ہے، کڑا ہے اور یہ آخری صورت ہے آخری تین صورتوں میں سے ایک صورت خطبۃ الوداع سے پہلے سامنے آئی۔ وہ یہ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (البقرۃ 2:278،279)

(اگر تم سود لو گے، دو گے، تو پھر خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔)

لوگ ان کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں مگر اس rule کو نہیں دیکھتے جو سود ختم کر سکتا ہے۔ اللہ نے بڑا سادہ سا قانون دیا ہے مگر اگر وہ institution نہیں ہوگا تو سود کبھی زمانے میں ختم نہیں ہو سکتا۔ نہ سعودی عرب میں ختم ہو سکتا ہے، نہ پاکستان میں، نہ شام میں، نہ مصر میں...... جب تک اللہ کا وہ قانون اور institution قائم نہ ہوگا۔ خدا نے چھوٹی سی آیت میں وہ دو institution آمنے سامنے کر دیئے ہیں اور کہا ہے کہ اس institution کو بڑھاؤ تو یہ

Marfat.com

institution ختم ہو جائے گا۔

"یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ" (البقرۃ 276:2)

(اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔)

جب آپ کے صدقات کے institution قائم ہو جائیں گے، تو سود automatically ختم ہو جائے گا۔ یہی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ خطبۃ الوداع کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں تمام سود باطل قرار دیتا ہوں۔

میں ایک سوال Islamic history کے طالب علموں، تمام دانش وروں اور علماء و فضلا سے ہمیشہ کرتا ہوں اور اب بھی کروں گا کہ یہ بتاؤ کہ آیات تو اتر چکی تھیں، سود پہلے کیوں نہیں بند ہوا۔ Why prophet have to announce it on the day of khutba? why..? کیوں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبۃ حجۃ الوداع کے دن فرمایا کہ آج کے دن تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں؟ خواتین و حضرات! غور طلب بات ہے کہ سود کے قوانین آجانے کے باوجود خطبۃ الوداع والے دن تک عباس بن عبدالمطلب سود دیتے تھے اور لیتے تھے جس کو رسول اللہ نے منع کیا۔ Why? no contradiction in Islam. No contradiction in the deeds and the saying of Prophet.. یہ غور طلب بات ہے۔

اسلام اس وقت تک کسی قانون کو change نہیں کرتا جب تک متبادل قانون نہیں دے دیتا۔ چونکہ اسلام نیا تھا، معیشت ابھی establish نہ ہوئی تھی، معاشرت قائم نہ ہوئی تھی، ابھی مدینہ centre نہ بنا تھا یا بن رہا تھا، نبوت قائم تھی، احکام اتر رہے تھے، مسلمان بدل رہے تھے، زکوٰۃ اور صدقات کے نظام جاری ہو رہے تھے، مگر پوری طرح جاری نہ ہوئے تھے۔ جب دونوں نظام پوری طرح جاری ہو گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ اب سود کی کوئی ضرورت نہیں رہی تو آپ نے forcefully اس کو خطبۃ الوداع والے دن بند کیا۔

اگر آپ نے سودی نظام کو بدلنا ہے تو صدقات کا نظام لے آؤ۔ چھ ارب کے فنڈ سے ایک بینک قائم کر لو، جس کا نام صدقات بینک ہو۔ اس میں آپ لاکھوں لوگ ملازم کر لو۔ صدقات

Marfat.com

سے ان کو pay دو۔ اس کے بعد قرض والوں کو اس میں سے قرض دو، صرف ایک شرط لگا دو کہ اگر نفع ہو تو ہمیں اصل تھوڑے سے نفع کے ساتھ واپس کر دینا، اگر نفع نہ ہو تو اصل واپس کر دینا۔ نقصان ہو جائے تو اللہ کے لیے دیئے ہوئے صدقات واپس لینے کے لیے نہیں ہوتے۔

آپ سوچ سکتے ہو کہ پاکستان میں ہر سال ستر ارب کے صدقات بنتے ہیں۔ اگر پاکستان میں صدقات کا نظام قائم ہو جائے تو تین سالوں کے اندر اندر سود کا نام و نشان تک نہ رہے کیونکہ صدقات واپس لینے کے لیے نہیں ہوتے۔ آپ کہو گے کہ لوگ پیسے لیں گے، کھا جائیں گے، لوگ قرض لے کر واپس نہیں دیں گے، نہ دیں...... کیونکہ صدقات کا نظام پیچھے سے باقی رہتا ہے۔ صدقات والوں نے آپ سے پیسے لے کر نظام نہیں چلانا۔ صدقات وہ نظام ہے جہاں flow of money natural ہے، رضا کارانہ ہے اور یہ قیامت تک نہیں رک سکتا۔ اگر تم مسلمان ہو تو یہ آتے جائیں گے...... رکیں گے نہیں...... ایک وقت آئے گا کہ امت responsible ہو جائے گی۔ ایک وقت آئے گا کہ لینے والا آ کر آپ کو کہے گا کہ دس ہزار قرض لیا تھا، یہ اپنا صدقہ واپس لے لو، کسی اور بھائی کے کام آ جائے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ مدینے کی فضا قائم ہو گی، تم زکوٰۃ لے کر نکلو گے مگر لوگ کہیں گے، ہم خوشحال ہیں، اللہ کا فضل ہے، ہم اپنا کام کاج کر رہے ہیں۔ بزنس پراگریس کرے گی، jobs ملیں گی، ہر چیز ہو گی مگر ابھی تو secular نظام کو اپنی کچھ خواہشات پوری کر لینے دو۔ ابھی تو یورپی تجربات ہی ختم نہیں ہوئے۔ جب یہ احمقانہ یورپی تجربات ختم ہوں گے تو اسلام کی باری آئے گی۔ ہمیں اپنی کسی چیز پر اعتماد ہو گا تو ہمیں یقین آئے گا۔

آپ کو پتہ ہے کہ یورپ میں دو بڑے انقلاب آئے ہیں۔ انقلابِ فرانس اور انقلابِ روس۔ دونوں بھوک اور افلاس کی وجہ سے آئے ہیں۔ انیسویں صدی میں فرانس اور روس میں proletariat اور Bourgeoisie امراء کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسلام میں کیوں نہیں mass revolution آیا؟ آج تک نہیں آیا کہ سارے مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ اس کی وجہ زکوٰۃ اور صدقات کے نظام تھے۔ Individual incidents کو چھوڑ دیجیے مگر مسلم امت، مسلم نظام اتنا پائیدار نظامِ صدقات ہے کہ آج بھی کوئی بدترین مسلمان بھی اپنے ہمسائے سے غافل نہیں رہتا اور اگر میرا ہمسایہ اور میرے ہمسائے کا ہمسایہ...... اور یہ ہاتھوں میں

Marfat.com

ہاتھوں کی زنجیر......اور یہ ہمسائیگی کا تسلسل جاری رہا تو مسلم معاشرے میں کوئی survival کی limit کو کراس نہیں کرتا، کوئی بھوک سے نہیں مرتا اگر مرے گا تو secular زمانے میں مرے گا۔اسلام کے زمانے میں نہیں مرے گا۔

آخر میں میری یہاں درخواست ہے کہ جب بھی اللہ کو مانو، مذہب کو مانو، تو اس کو مفروضے کی طرح نہ مانو۔ .Islam doesn't need us. we need islam اس مضبوط ترین constructive Philosophy کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہرتی۔اب بھی نہیں ٹھہرے گی۔اے کاش! کہ ہم بھاگنے والوں میں سے نہ ہوں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے خوبصورت دعا وہ ہے جو انجام سے متعلق ہو:

''اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ'' (حدیث نبوی)

اے اللہ ہمیں لمحۂ آخر تک اپنی commitment پر قائم رکھ، دین کے ساتھ، اپنے ساتھ......

سوال: اس کرۂ ارض پر صرف دو نظریاتی ریاستیں ہیں اوّل پاکستان، دوم اسرائیل، دونوں میں کیا فرق ہے؟ پاکستان کا مستقبل کیا ہے اور مسلم امہ کے لیے اس کا کردار کیا ہے؟

جواب: دونوں قوموں میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔اسرائیل اپنی ابتدا سے لے کر آج تک اپنے مؤقف پر قائم ہے، اس نے کبھی اپنے مقصد سے گریز نہیں کیا۔دو ہی ملک ہیں جو کہ مذہبی اساس پر قائم ہیں مگر اسرائیل اور پاکستان میں بہت بڑا فرق ہے۔جب سے وہ وجود میں آیا ہے، اس کا مرکزی نقطۂ نظر کبھی نہیں بدلا، وہ اپنے مقصد سے آشنا ہے اور پوری قومِ بنی اسرائیل اس کے لیے جدو جہد کر رہی ہے، اس کے لیے تیاری کر رہی ہے۔ان کی تیاری، ان کے آلاتِ جنگ، ان کی پشت پناہی، وہ تمام تر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کمر بستہ ہیں۔

پاکستان کا حال اس سے بالکل الٹ ہے۔بڑے بڑے علماء تخلیقِ پاکستان کے وقت موجود تھے، بڑے بڑے القابات اس وقت موجود تھے، قریباً قریباً ہر فرقے کے اکابرین موجود تھے، جید علماء، فاضل، فقہاء، محدثین سب موجود تھے۔ India was teaming with religious scholars. مگر جب انتخاب کا وقت آیا تو حیران کن بات ہے کہ یہ مذہبی علماء کبھی

Marfat.com

گاندھی کی خدمت میں حاضر ہوتے، کبھی پنڈت نہرو کے محل کی زینت ہوتے۔ ان تمام religious اشخاص کے عظیم ناموں اور عظیم علماؤں میں کوئی شیخ العرب والعجم تھے، کوئی شیخ الحدیث تھے مگر بدقسمتی یہ دیکھیے کہ باوجود اتنی زیادہ مذہبی تعلیمات اور شناخت کے، اللہ نے انہیں مناسب اور صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق نہیں دی، نہ ہی مسلمانوں کو lead کرنے کی توفیق دی، بلکہ بقول ان کے ایک گیا گزرا آدمی، مغربی سکولوں میں پڑھا ہوا، جو بظاہر اہلِ اسلام کے اندازِ معاشرت بھی نہیں جانتا تھا، بظاہر ایسے لگتا تھا کہ اسے انگلینڈ اور دوسرے یورپی ممالک کی طرزِ زندگی کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا۔ جس کے سوٹ بھی فرانس سے بن کر آتے تھے، اس شخص کو خدا نے اٹھایا اور ملتِ اسلامیہ کے ایک نوزائیدہ ملک کا سربراہ بنایا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ کیا آج ہم خدا سے یہ پوچھنے کا حق نہیں رکھتے کہ کیا وجہ تھی؟ محمد علی جناح ہی کو کیوں تو نے ملتِ اسلامیہ کا سربراہ بنایا؟ شیخ العرب والعجم کو کیوں نہیں بنایا؟

خواتین و حضرات! اتنے بڑے بڑے عالم جب کہ nationalist ہو گئے تھے، وطن پرست ہو گئے تھے، گاندھی کے ساتھ مل کر ایک متحدہ ہندوستان کی تخلیق کر رہے تھے۔ اس وقت یہ ولایتی انسان بڑے عجیب و غریب انداز کا مالک، اٹھا...... کسی نے پوچھا: ''قائداعظم......! یہ اتنی محنت......؟ یہ کیوں کر رہے ہو؟'' کہا: ''صرف ایک وجہ سے کہ جب میں خدا کے حضور جاؤں اور اسے کہوں کہ تو نے ایک کام میرے سپرد کیا تھا، وہ میں نے پوری دیانت سے نپٹا دیا ہے تو وہ مجھے کہے! ...Well done Mr.Jinnah'' دوسری مرتبہ فرمایا کہ میری صرف ایک خواہش ہے کہ جب میں مر جاؤں اور اللہ کے حضور پہنچوں تو اللہ مجھے کہے: ''تو ایک مسلمان کی طرح جیا...... جو میں نے تجھے کام دیا، وہ تو نے پورا کیا اور تو ایک مسلمان کی موت مر کر میرے پاس پہنچا۔ خواتین و حضرات! وہ نیات کا دیکھنے والا ہے! اگر اس وقت کے کسی مذہبی عالم، کسی مہدیت کے حقدار، کسی علامۂ زمان، کسی شیخ العرب والعجم کی اتنی صاف نیت ہوتی تو قسم لے لیجیے کہ خدا انہیں کو چنتا۔

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ

(اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔)

Marfat.com

جب پاکستان بن گیا تو وہ اجماعِ امت نے بنایا، کسی عالم نے نہیں بنایا اور حدیثِ رسول ﷺ پوری ہوئی کہ "میری امت کا اجماع کبھی غلطی نہیں کرے گا۔" اجماعِ امت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ مجھے یہ کہتے ہیں کہ پاکستان Political reasons سے بنا، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے معاشی reasons تھیں۔ ہاں، تھیں...... سرسید کی رپورٹ موجود ہے، جس میں اس وقت کے مسلمانوں کا حال موجود ہے، اس insult کا بھی پتہ ہے جو مسلمان برطانوی سامراج کے ہاتھوں face کر رہے تھے۔ بڑے بڑے مسلمان شہنشاہوں کے لباس انگریزوں نے اپنے bearers کو پہنا رکھے تھے۔ لیکن سو برس تک کوئی نعرہ پاکستان کا باعث نہیں بنا۔

خواتین و حضرات! کلچر متوازی لائنوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ایک ملک میں اگر بہت سے اندازِ فکر چل رہے ہوں تو سب harmful ہوتے ہیں۔ harmful اگر converge کر کے ایک نقطے پر جمع ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ باوجود مذہبی، اخلاقی اور ذہنی اختلافات کے، ایک basic force انہیں ایک نقطے پر جمع کر رہی ہے۔ پاکستان کی تخلیق کا باعث صرف اور صرف مذہب کا converging moment تھا۔ لوگوں کے مزاج مختلف تھے، اندازِ فکر بھی مختلف تھے، understanding مختلف تھیں مگر سارے کے سارے کلچر مل کر ایک نقطہ پر مرکوز ہو رہے تھے اور وہ مذہب تھا، اسلام تھا، اس لیے پاکستان کی تعمیر میں صرف ایک ہی نعرے نے کام کیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اسرائیل ابتدا سے لے کر آج تک اس عہد کی پابندی کر رہا ہے جس کے تحت اس کا وجود بنا ہے لیکن پاکستان نے اپنے وجود کی تخلیق کے ساتھ ہی اپنے عہد کی پابندی چھوڑ دی۔ کبھی یہ secular بنا، کبھی یہ modern democratic بنا، اگر یہ نہیں بنا، اگر اس قوم نے عہد نہیں کیا، تو مسلمان بننے کا کبھی عہد نہیں کیا، اسلام کو طرزِ حیات بنانے کا عہد نہیں کیا۔ اسلام میں ہے کیا......؟ خواتین و حضرات! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ صرف نماز اور روزہ اسلام ہے؟ آپ غور کرو کہ پورے کا پورا اسلام ظاہری زندگی میں کتنا ہے؟ صرف پانچ وقت کی نماز اور سال میں تیس

Marfat.com

روزے......! اس کے علاوہ اسلام کے ظاہر میں کیا ہے؟ کون سی چیز آپ اسلام میں ڈالو گے کہ یہ روشن خیال ہو جائے گا؟ وہ مذہب جس پر دنیا کو اعتراض ہے؟ آپ apologetic کیوں ہو؟ کیوں شرمندہ ہو؟ کس چیز سے شرمندہ ہو؟ جس کو مسلمان ہونے پر شرمندگی ہے، کیا بہتر نہیں ہے کہ وہ اسلام چھوڑ جائے؟ اسلام کو کیوں آپ رسوا کرتے ہو؟ جو اپنے عقیدہ اور خیال پر committ نہیں کر سکتا، جو اپنے دین کے ساتھ committ نہیں کر سکتا، آپ نے اسے حدود کیوں بخش دی ہیں؟ قیود کیوں بخش دی ہیں، آپ نے اسلام کو مخصوص لباس کیوں بخش دیا ہے؟ آپ نے اس کو مخصوص انداز کیوں بخش دیا ہے؟

جملہ مسلمان گروہوں کو اللہ کے رسول نے کہا تھا کہ کچھ لوگ علیحدہ ایک انداز اختیار کر کے میری امت بنیں گے اور کچھ لوگ علیحدہ انداز اختیار کر لیں گے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ امتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟ ان کی شناخت کیا ہے؟ حدیث کو غور سے سنیے...... خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمانۂ آخر میں بنوعفراء کو غلبہ ہوگا، نیلی آنکھوں والوں کو غلبہ ہوگا۔ پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس وقت مسلمان تعداد میں بہت کم ہوں گے کہا: نہیں وہ تو مور و ملخ کی طرح ہوگے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی ان کو غلبہ ہوگا؟ کہا: ہاں، ان پر دنیا کی محبت غالب ہوگی۔ خواتین و حضرات! ذرا درمیان کے جملے پر غور فرمایئے کہ مسلمان مور و ملخ کی طرح ہوں گے...... کیا کوئی بھی مذہبی جماعت مور و ملخ کی طرح ہے؟ کیا پانچ پانچ لاکھ کے مذہبی گروہ امتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟ پندرہ کروڑ میں سے سب مذہبی جماعتیں اپنا حصہ نکال لیں۔ کتنے کروڑ لوگ ہوں گے؟ پانچ لاکھ، دس لاکھ، پچاس لاکھ...... مگر یہ باقی کی امت کے بارے میں ارشاد ہے، ایک ارب مسلمان جو دنیا کے چپے چپے پر آباد ہیں، جن کا تشخص کسی دیوبند سے، کسی بریلوی سے کسی اہلِ حدیث سے نہیں ہے۔ یہ وہ آزاد مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں، بقول اس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جن کا کوئی مسلک مختص نہیں ہے مگر یہ اللہ کو مانتے ہیں، رسول اللہ کو مانتے ہیں مگر یہ مذہب کے بجائے دولتِ دنیا کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ بقولِ قرآن:

”لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ“ (یونس 10:64)

Marfat.com

(اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں)

اللہ نے فرمادیا: تم پلٹ آؤ گے، میں پلٹ آؤں گا۔ تم لوٹ جاؤ گے میں لوٹ جاؤں گا۔

آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہیں، آپ اسے کیا خوشی کی بات دے رہے ہو؟ مجھے انگلینڈ میں ایک گروپ آف پروفیسرز سے پانچ گھنٹے بات کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد ان کے head پروفیسر نے مجھے کہا کہ You want me to convert وہ متاثر ہوئے تو انہوں نے یہ کہا۔ میں نے کہا کہ Why should I want you to convert اس لیے کہ پاکستان جاکر بڑے فخر سے اعلان کروں کہ میں نے فلاں انگریز کو مسلمان کیا ہے۔ میں یہ دعویٰ کرتا پھروں کہ ایک انگریز کو مسلمان کر کے میں نے بڑا کارنامہ کرلیا ہے۔ میں نے کہا کہ جو ایک ارب مسلمان میرے پیچھے ہے، جو بیس کروڑ مسلمان پاکستان میں ہے، ان میں سے اگر پانچ لاکھ بھی ٹھیک ہوجائیں تو تم یورپ والوں کی سیادت ٹوٹ جائے گی، مجھے تمہارے ایمان سے کیا واسطہ ہے؟ اگر تم نے مسلمان ہونا ہے تو اپنے لیے ہونا ہے۔ I have no pride, nothing to do with your religion مگر تمہارے تعصبات کو دور کرنے کے لیے میں نے ایک راستہ کشادہ کردیا ہے۔ جاؤ گھر جاکر سوچو...... مسلمان ہونا تمہارا اور خدا کا ذاتی معاملہ ہے، میرا نہیں۔ It is not my problem اندازہ لگائیے مسلمان عالموں کا...... آپ کو بڑے محبوب ہوں گے یہ مسلمان عالم...... پورے کے پورے channel کھولے ہوئے اور انتہائی احمقانہ تعلیمات دے رہے ہیں۔ مسلمان عالموں کا یہ حال ہے کہ ایک ٹی وی چینل باقاعدہ استخارے فرما رہا ہے۔ کبھی آپ نے استخارے کی نوعیت دیکھی۔ استخارہ اللہ کے ایک قانون کے سائے میں ہے: ''اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ'' کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دعا سنتا ہے۔ ''وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ'' اور کون ہے جو برائی کی گرہیں کھول دیتا ہے۔ ''وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ'' اور کون ہے جو تمہیں زمین پر عزت وحکومت عطا کرتا ہے۔ ''ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ'' (النمل 27:62) کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے؟ مگر تم اسے بہت کم یاد کرتے ہو۔

خواتین وحضرات! جب ہمیں کوئی مسئلہ پڑتا ہے، ہماری سوچیں الجھ جاتی ہیں، ہمارے

Marfat.com

مسائل پیچیدہ ہو جاتے ہیں، ہم ایک دوست کے پاس جاتے ہیں، ہمارا کرب بڑھتا ہے، ہمیں جواب نہیں ملتا، بالآخر اس بے چینی، اس تکلیف اور اس اضطراب میں ہمیں اللہ یاد آ جاتا ہے:

جس نے اللہ سے رجوع کیا ہدایت طلب کی اس کو اللہ مایوس نہیں کرتا۔ ایک بات آپ سب سوچ کر بتانا کہ کیا اس مولوی کے دل میں وہ کرب ٹرانسفر ہو جاتا ہے جو میرے دل میں ہے؟ اللہ نے مجھے مجبور سمجھ کر، مضطرب سمجھ کر، مشکل میں پڑا ہوا انسان سمجھ کر میرے اضطراب کا مجھے، استخارے میں جواب دینا ہوتا ہے، کیا جب آپ کسی سے استخارہ کروانے جاتے ہو تو وہ مجبوری، وہ تکلیف، وہ اضطراب اس کمپیوٹر میں convert ہو جاتا ہے جو ایک جاہلانہ مسلک کے تحت صبح وشام جادو اور سحر کے کارڈ نکال نکال کر دے رہا ہے۔ اس قسم کی حماقتیں دین میں فروغ پا گئی ہیں۔ یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ اب academic کی سنیئے......! ایک صاحب مسلسل Christianty کو غلط ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں، Jewism کو غلط ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں......!

آج سے بہت پہلے، پندرہویں صدی میں جب Constantinople کا fall ہوا۔ سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا، Eastern church کا آخری شہر فتح ہوا، مسلمانوں کی کتابیں یورپ میں آئیں، یورپ اس وقت dark ages میں تھا۔ انگلینڈ میں جب کسی کے سر میں درد ہوتا تھا تو وہ پادری کے پاس جاتے تھے جیسے آج کل ہماری خواتین بھوت پریت اور چڑیلوں کا نام لیتی ہیں...... پادری ایک کیل اس کے سر میں ٹھونکتا تھا، مر گیا تو بھی خیر...... بچ گیا تو بھی خیر...... دونوں صورتوں میں سر درد چلا جاتا تھا۔ پادری اس وقت دو طرح کے سرٹیفکیٹ بیچا کرتے تھے، ایک lower paradise کا سرٹیفکیٹ...... اور دوسرا higher paradise کا سرٹیفکیٹ۔ کمتر درجے کی جنت کا پانچ پونڈ کا تھا اور اعلیٰ درجے کی جنت کا دس پونڈ کا تھا۔ جب مسلمانوں کی تعلیمات Christians تک آئیں تو ان میں دو movements شروع ہوئیں۔ ایک کو تحریکِ احیائے علوم اور دوسری کو تحریک احیائے مذہب کہتے ہیں۔ اصل میں جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب یہ دونوں تحریکات شروع ہوئیں تو اس وقت ایک پادری تھا، جس کا نام تھا Holly Hoaks ایک دوسرا پادری تھا جس کا نام تھا Bradlaw یہ دونوں پادری اس

Marfat.com

وقت چرچ میں تھے۔ لاٹ پادری نے ہولی ہوکس کو کہا کہ یار! یہ جو ہماری بائبل ہے، ناں، یہ بڑی غلط سمت میں ہے۔ اس کے ایک سوتیس versions ہیں۔ اگر تو ایسا کرے کہ ان سب کو اکٹھا کر کے ہمیں ایک مشترکہ بائبل بنا دے...... ہولی ہوکس نے حامی بھر لی۔ جب ہولی ہوکس نے کام شروع کیا تو اس پر انکشاف ہوا کہ Bibles کے versions میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک کچھ اور کہہ رہی ہے، دوسری کچھ اور کہہ رہی ہے۔ ایک بائبل یعنی برناس سرے سے ہی غائب ہے۔ متی کچھ اور کہہ رہا ہے، مرقس کچھ اور کہہ رہا ہے، لوقا کچھ اور کہہ رہا ہے جب اس نے یہ حال دیکھا تو اس نے اپنے لاٹ پادری کو لکھا کہ آپ ازراہِ کرم اس مشترکہ version کا خیال چھوڑ دیجیے۔ جس نے جو پڑھنا ہوا پڑھ لے گا، اگر ہم نے مشترکہ version اختیار کیا تو بائبل ناگفتہ بہ حد تک مشکوک ہو جائے گی۔ بڑے لاٹ پادری نے اس کے عوض میں اس کو ایک chastise دے دی، اس کے درجات واپس لے لیے، تین مہینے قید کیا اور اس کو چرچ سے نکال دیا۔ یہ پندرہویں صدی کا واقعہ ہے۔ پندرہویں صدی کے بعد سب سے پہلا شخص جس نے لفظ سیکولر استعمال کیا وہ ہولی ہوکس تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ You can't be a good secularist unless you are a good atheist. (تم کبھی اچھے سیکولر نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک اچھے atheist نہ بنو) خدا کا، مذہب کا، سیکولرازم سے کوئی واسطہ نہیں ہے Bradlaw نے کہا کہ Religion and secularism are as apart as land from the sea. (سیکولرازم اور مذہب اتنے ہی دور ہیں، جتنا سمندر زمین سے) اگر سمندر زمین پر چڑھ جائے تو زمین نہیں رہتی اور اگر زمین سمندر پر چڑھ جائے تو سمندر نہیں رہتا۔ یہ دونوں اتنے opposite ہیں۔

خواتین و حضرات! آج کیا ضرورت ہے کہ آپ christianity کو غلط ثابت کریں اور record ہے کہ پانچ سو برس پہلے جن علمائے مذہب نے اپنے دین سے بغاوت کی، انہوں نے Protestant religion کو اپنایا۔ Protest کا مطلب ہی ہے object کرنا، اعتراض کرنا، جس مذہب کی دوسری شاخ وجود ہی اس لیے آئی کہ وہ پہلی testament کو نہیں مانتے تھے تو آپ ثابت کیا کر رہے ہو کہ christianity غلط ہے......؟ آج ثابت کیوں کر رہے

Marfat.com

ہو......؟اس لیے کر رہے ہو کہ جواباً کوئی شخص آپ سے کہے کہ قرآن غلط ہے...... کیا مناسب بات کہی اللہ نے قرآنِ حکیم میں کہ تم اہلِ کفر کے بتوں کو برا نہ کہو، تم ان کے جھوٹے خداؤں کو برا نہ کہو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سچے خدا کو برا بھلا کہیں...... پھر تمہیں تکلیف زیادہ ہو گی ناں سچے کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

خواتین وحضرات! Point یہ ہے کہ آپ اسے sub-issues میں الجھا رہے ہو۔ یہ ہمارا issue نہیں ہے۔ Bible is wrong or right, who believes or doesn't believe in Bible in not our issue. ہمارا issue تو یہ ہے کہ ہم اپنے مذہب کے بنیادی مقصد سے کتنا دور آچکے ہیں......؟ ہمارا اللہ سے کیا واسطہ ہے......؟ رسم ورواج میں، سحریت میں، کہانت میں ہم اس قدر ڈوب گئے ہیں کہ صرف پاکستان پر اگر آپ نظر ڈالو تو آدھے جادو کرنے والے ہیں اور آدھے وہ ہیں جن پر جادو ہو رہا ہے۔ ہر گھر، ہر گلی، ہر محلے میں حساب کتاب والے قریباً قریباً تمام محلوں میں اتنے بے شمار جادوگر پیدا ہو چکے ہیں کہ لگتا ہے ہر آدمی آسیب زدہ ہے، جیسے قبروں سے مردے آسیب زدہ نکل کر اٹھتے ہیں، اسی طرح ہمارے لوگ پاگلوں کی طرح دیوانوں کی طرح پھرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے، مجھ پر تعویذ ہوا ہے، کوئی کہتا ہے مجھ پر جن آتا ہے، کوئی خاتون سر درد کو کوئی دوسری وجہ دینے کو تیار ہی نہیں ہے۔ اب بتاؤ ایک گھر ہے، شریف آدمیوں کا گھر ہے۔ چھ عورتیں ہیں، ایک نئی آجاتی ہے۔ اب ہر ایک کے possessions کے matters شروع ہو جاتے ہیں یا وہ بیچاری جادو کرتی ہے یہ چھ جادو کرتی ہیں، کوئی اپنے اخلاق کو الزام نہیں دیتا، کوئی یہ ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں ہے کہ He could be wrong, she could be wrong. جب میں اپنی غلطی نہیں مانوں گا، تو کسی خارجی reason کو ڈھونڈوں گا۔

جب کسی نے رشتے سے انکار کرنا ہوتا ہے...... ایک بات طے ہو گئی ہے، تھوڑی دیر کے بعد نیا رشتہ آ گیا ہے، وہ بدقسمتی سے انگلینڈ کا ہے۔ اب ماں باپ کو مصیبت پڑ گئی۔۔۔ پہلا رشتہ تو بیچارہ گلی محلے کا تھا، شریف آدمی تھا، بی اے پاس تھا، نوکری لگا ہوا تھا، اب انگلینڈ سے رشتہ آ گیا ہے، کچھ عرصے کے بعد مولوی صاحب تشریف لاتے ہیں یا Tv آ گیا، استخارہ شروع

Marfat.com

ہو گیا۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم تو رشتہ دیتے تھے مگر Tv نے منع کر دیا، استخارہ ٹھیک نہیں آیا۔ لوگ اپنے اخلاقی جرائم کو استخارے سے cover کرتے ہیں، اپنے جھوٹ cover کرتے ہیں، یہ کون سا طریقہ ہے خدا سے پوچھنے کا...... آپ کسی مولوی کو سو دو سو روپے دیتے ہو کہ استخارہ کر دو، یہ کون سا طریقہ ہے استخارہ کروانے کا......؟ یہ کون سا مذہب ہے جس کو آپ مان رہے ہو، یہ کون سا طریقہ ہے خدا سے ہدایت طلب کرنے کا اور کیا مذہب ہے اور کیا وہ لوگ نہیں جو جان بوجھ کر گمراہی کا سیلاب آپ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس قسم کی حماقتوں اور جہالتوں میں اس وقت پورے کا پورا علمی اور مذہبی پس منظر ڈوبا ہوا ہے۔ ایک موصوف ہیں، کسی اخبار کے ایڈیٹر بھی ہیں، ان کا شوٹی وی پر آیا کہ امریکہ نے کہا کہ ہم نے بیس ملین ڈالر رکھے ہیں مسلمانوں میں روشن خیالی پیدا کرنے کے لیے اور اعتدال پیدا کرنے کے لیے، یعنی مذہبی فکر ختم کرنے کے لیے...... اب موصوف اخبار چھوڑ کر امریکہ جا بیٹھے، کچھ پیسے لیے، کچھ مزید طلب کرنے ہیں۔ واپس آ کر آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ آپ کو اسلام دیں گے؟ ٹی وی والے کیا آپ کو اسلام دیں گے؟ انہوں نے ٹائم divide کیا ہوتا ہے۔ پچیس فی صد تو گانے سنتے ہیں، دس فی صد Geographic channel دیکھتے ہیں، دس فی صد لوگ انگریزی فلمیں دیکھتے ہیں، پانچ فیصد منڈے کھنڈے، نٹ کھٹ، چھیل چھبیلے مذہب کی باتیں سنتے ہیں، یہ جو پانچ فیصد مذہب میڈیا دے رہا ہے اس کے فوراً بعد ایک سب سے زیادہ شیطان قسم کا گانا لگ جائے گا اور آپ کی ساری مذہبی feeling اس ڈانس میں ہوا ہو جائے گی۔

میڈیا کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، میڈیا مسلمان نہیں ہوتا، میڈیا basically وجاہت طلب ہے، basically اس کی صرف ایک ہی طلب ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنی نمائش پر آمادہ کر سکے۔ اور اسی مقصد کے تحت انہوں نے مذہب بھی رکھا ہوتا ہے، کھیل کود بھی رکھا ہوتا ہے۔ آپ کب سے ان کو اتنا sincere جاننے لگے کہ یہ خدا اور رسول کی محبت میں آپ کو دین دکھا رہے ہیں؟ اور وہ کون سے ایسے عالم ہیں؟ media کا ایک اور کرشمہ دیکھیے...... ادھر تو ماشاءاللہ بڑی خوبصورت، تیز طرار بڑے شاندار انگریزی سکولوں کی پڑھی ہوئی خاتون بیٹھی ہوتی ہیں اور ادھر بیٹھے ہوتے ہیں مولوی گھسن...... اور سامنے young generation ہے......

Marfat.com

مولوی صاحب نے کچھ یہ کہا، کچھ وہ کہانہ ان کے پاس expressions ہیں، نہ ڈائیلاگز ہیں اور عجیب مسمی قسم کی صورت ہے، پرانے زمانے کے بتوں کی طرح، لات وہبل کی طرح ...... ادھر وہ ماشاء اللہ ہارورڈ کی پڑھی ہوئی خاتون ہے، اس کی انگریزی ہی نہیں سنبھالی جاتی۔ final touch یہ ہوتا ہے کہ secular ٹھیک ہے ...... اور مولوی صاحب آپ غلط ہیں۔

یہ ایک technique ہے کہ بدترین religious representatives لاؤ اور fancy قسم کا secular represent کرو اور آخر کار آپ fancy قسم کے representative سے متاثر ہو جاتے ہو۔ بدقسمتی سے عصرِ حاضر میں خدا کے advertisers بہت ہی گھٹیا ہیں۔ بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ بے سروپا دماغ ...... very cheap اس لیے اللہ کی بے قدری کا باعث ہیں اسی لیے تو خدا کہتا ہے کہ اے نادانو! تم نے میری قدر ہی نہیں جانی ...... تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں، پہچانتے بھی کیسے؟ representation تو دیکھو جو آپ کو مل رہی ہے ...... !Five star ہوٹل میں اللہ کی بات نہیں ہو سکتی، تھری سٹار ہوٹل میں اللہ کی بات نہیں ہو سکتی، اللہ اتنا modern ہی نہیں ہے، کیا کیا جائے ......؟ وہاں ہارورڈ اور یورپ کے کلیساؤں کی بات تو ہو سکتی ہے، لیوٹن کے آرٹ کونسل کی بات تو ہو سکتی ہے، اللہ کی نہیں ہو سکتی ...... اللہ بہت پرانا ہو چکا ہے۔

آٹھ احادیث ہیں مسلم اور بخاری میں، ارشادِ گرامی رسول ﷺ ہے: اعتدال اختیار کرو۔ کسی شیخ مذہب نے یہ حدیث پڑھی ہو تو بتائے ...... کسی دانائے حکومت نے یہ حدیث پڑھی ہو تو بتائے، بدقسمتی سے حکومت حکومتی اشراف میں اگر موصوف ایک سپارہ پڑھنے میں عمر گزار دیں تو بہتر ہے بہ نسبت مذہب پر گفتگو کرنے کے ......

بخاری اور مسلم کی یہ احادیث علم و حکمت کی معراج ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال اختیار نہ کر سکو تو اس کے قریب ترین رہو۔ خواتین و حضرات! دنیا بھر کے فلاسفر یہ point out نہیں کر سکے کہ اعتدال fixity نہیں ہے۔ اعتدال ایک نقطۂ مرکوز نہیں ہے۔ اعتدال ایک area ہے، اس area کے باہر اعتدال نہیں رہے گا۔ اعتدال ایک line میں کھڑے ہونے کا نام نہیں ہے۔ آپ اس area میں حماقتیں کرو گے، غلطیاں

Marfat.com

کرو گے، پھر بھی اعتدال سے نہیں نکلو گے۔ اعتدال سے تب نکلو گے جب حدود اللہ کو کراس کر جاؤ گے۔ اللہ نے فرمایا: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ اس اعتدال کے بارڈر لگے ہوئے ہیں اور یہ حدود اللہ ہیں: وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ اور جو، ان حدود سے آگے بڑھے گا وہ ظالموں میں سے ہے۔ یہ کون سے دانش ورانِ عصر ہیں......؟ کسی کو کیا پتہ قرآن میں کیا لکھا ہے؟ قرآن تو ہر سائنس سے آگے کی سائنس ہے۔ قرآن تو زمانے بھر کے مفکروں کو صرف ایک جملے میں سمیٹتا ہے۔ دو صدیوں بلکہ تین صدیوں سے یورپ کا ہر مفکر اور فلسفی صرف ایک چیز جانتا ہے، ان کا تمام فلسفہ صرف دو پوائنٹس تک پہنچا ہے: برگساں اور نطشے...... نطشے نے ایک فلسفہ دیا کہ تمام زندگی توارد میں ہے، Returnal side کو جارہی ہے۔ زمانہ اپنی صورتِ مادہ ختم کردے گا، جب ختم کردے گا تو یہی مادی صورتیں دوبارہ پیدا ہوجائیں گی۔ ہوسکتا ہے کہ according to the nautical philosopy دو چار بلین سالوں کے بعد جب زندگی repeat ہوگی، تو میں اور آپ......یہی حال......اور یہی باتیں پھر سے......یعنی توارد ہوگا۔

برگساں نے کہا: ''زمانہ تمام واقعات کو ختم کر چکا ہے، جیسے ایک فلم چلتی ہے، زمانہ اپنے اندر وہ فلم چلا رہا ہے۔'' آپ نے غور کیا کہ دونوں نے زمانے کو مرکزِ خیال رکھا...... ذرا قرآن کی ایک آیت سنیے:

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثیۃ 23)

(اور وہ کہتے ہیں نہیں کوئی دوسری زندگی سوائے ہماری دنیا کی زندگی کے، ہم نے یہیں مرنا اور جینا ہے اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ۔)

خواتین وحضرات! یہ بہت آگے کی باتیں ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری عقل کی رسائی ابھی وہاں تک نہیں پہنچی۔ عصرِ حاضر کے بڑے سے بڑے سائنس دان بھی options تلاش کر رہے ہیں، مگر اللہ بڑے یقین سے ان کا ذکر کرتا ہے، اپنے احکامات وہاں اتارنے کی بات کرتا ہے، بڑی دور کی بات ہے، سب سے بڑے فلاسفر کی بات ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی statement دی ہے: ہوسکتا ہے ''کہ خدا زمین کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے۔'' پوچھا گیا:

Marfat.com

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدھا دن کتنا؟'' فرمایا: ''پانچ سو برس'' آج تک کسی سائنس دان نے یہ امکان ظاہر نہیں کیا۔ یہاں تک کسی کی رسائی فکر بھی نہیں گئی۔ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ زمین کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے، غور کریں خواتین و حضرات کہ اللہ جب چاہے زمین کی عمر پانچ سو برس اور آگے لے جاسکتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے ایک اور بات...... یہ کون ہیں جو حدیث پڑھتے ہیں؟ یہ کن کو حدیثوں میں تناقص نظر آتا ہے؟ اپنی عقل کے تناقص سے کیوں نہیں سوچتے؟ فرمایا کہ جب اللہ حساب کتاب لے گا اور لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے تو پھر بھی جنت میں جگہ بچ جائے گی، پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا، نئے حساب کتاب ہوں گے، نئی دنیائیں ہوں گی، پھر سے آزمائش ہوں گی اور حضرتِ انسان کی زندگی کا یہ تواتر چلتا رہے گا۔

خواتین و حضرات! کیوں......؟ کیوں چلتا رہے گا؟ ایسی کیا وجہ ہے؟ یہ زندگی انسان......! ہم تو بڑے لاڈلے سے ہیں، ہمیں تو کائنات میں کوئی اور نظر نہیں آتا، ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہم ہی انسان ہیں، ہمارے بغیر تو کچھ ہے ہی نہیں مگر اللہ کچھ اور خبر دیتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جنت کیا چیز ہے؟ بڑے سے بڑا عالم کیا بتاتا ہے......؟ تین باغ ہیں، ایک میں انگور، ایک میں امرود، ایک میں انار، ایک میں حور، ایک میں قصور ایسے ہی چھوٹے چھوٹے باغ ہیں۔ لگتا ایسا ہے کہ پوری کی پوری جنت نیویارک کے تین بازاروں میں واقع ہے یا لنڈن کی Piccadily circus میں واقع ہے مگر خواتین و حضرات! ایک چھوٹا سا اندازہ یہ ہے کہ آپ کی اس کائنات کی دہلیز سے لے کر، جہاں تک ابھی اندازہ جاتا ہے، سولہ بلین light years تک یہ کائنات جارہی ہے۔ سولہ بلین light years تک صرف آپ کا آسمان ہے۔ آگے دکھائی نہیں دیتا کیونکہ آلات نہیں ہیں، sophistication نہیں ہے۔ سولہ بلین سال سے موجود اس کائنات میں جو قریب ترین اور دور ترین کا distance ابھی تک ہم نے watch کیا ہے وہ سولہ ارب نوری سالوں پر واقع ہے۔ distance زیادہ ہوجاتے ہیں، پیمانے چھوٹے پڑ جاتے ہیں۔ یہ ہے ایک آسمان اور اللہ نے بنائے ہیں سات آسمان...... یہ ہے ایک کائنات اور اللہ نے بنائی ہیں سات کائناتیں......اب دیکھیے کہ جنت کیا ہے؟ مومنین کے لیے جو جنت میں نے بنائی ہے:

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (ال عمران 133)

Marfat.com

اس کی جو چوڑائی ہے وہ ساتوں آسمانوں میں اور زمینوں کی لمبائی سے بھی زیادہ ہے۔ یہ جنت بھرے گا کون......؟ ہم میں سے تو چار چار پانچ ہی جائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آدمی خدا کو بھی اپنی حدودِ نظر سے دیکھتا ہے اب بتایئے اس اللہ کو آپ کتنا بڑا سمجھ سکتے ہو جس کا عالم یہ ہے کہ سورج کو چراغ کہتا ہے۔ اٹھارہ ہزار زمینیں اس سورج میں سما جاتی ہیں اور اللہ نے اسے ایک چراغ کہا ہے۔ شناسِ محالہ قرار دیا اور کائنات کو ایک مٹھی...... ایسے صرف دو ارب سورج آپ کی galaxy میں چمکتے ہیں۔ سائنس دان کم فہم تھے، انہوں نے کہا کہ galaxy سے مراد آسمان ہے۔ قرآن تو بڑا واضح تھا۔ خداوندِ کریم فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ (ملک 5)

(اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔)

جدھر جدھر سورج چمک رہے ہیں، کائنات ہے۔ جو جو آپ کی نظر میں آ رہے ہیں، آسمانِ دنیا ہے اور آسمانِ دنیا میں فی الحال ایک galaxy میں دو ارب شمسی آفتاب چمک رہے ہیں اور ایک ایک سورج ایسا ہے جس میں اٹھارہ اٹھارہ ہزار دنیائیں سما سکتی ہیں۔

خواتین و حضرات! اتنے بڑے پروردگار سے مذاق درست نہیں ہوتا۔ ہمارا پیمانۂ عقل بہت مجبوری کا سودا ہے۔ ہمارا سفر محدود، ہماری عقل و معرفت محدود۔ ہم انکسار سے کام تو لے سکتے ہیں۔ جس کا علم بڑھتا ہے اس کو خدا کی عظمت نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔ علم کے بغیر خدا کا، کسی بھی چیز کا احاطہ نہیں ہو سکتا، اس لیے پروردگارِ عالم نے فرمایا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28)

اللہ سے ڈرنے والے ہی اس کے عالم ہیں، اللہ کو ماننے والے ہی علم والے ہیں۔

خداوندِ کریم نے جب رتبے بنائے، درجاتِ انسان مقرر کئے تو اعمال پر نہیں، نماز پر نہیں، روزے پر نہیں، صدقات پر نہیں کیے، خیرات پر نہیں کیے، اس نے بڑی عجیب و غریب بات رکھی:

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ

(جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں۔)

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (یوسف 76)

Marfat.com

(اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔)

سوال: لبنان پر اسرائیل کے حملے کے تناظر میں آپ کی سوچ کیا ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! اصل میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جس قسم کی ہمارے پاس اطلاعات ہیں وہ جو مصدقہ صاحبِ خبر نے ہمیں دی ہیں، اس کا پس منظر اگر ہم دیکھیں تو اگر اللہ کے رسول نے کہا ہے کہ مسلمان حکمران دجال کے ساتھی ہوں گے تو وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر اللہ کے رسول نے کہا کہ ایک مسلمان گروہ لڑے گا اور شکست کھائے گا، وہ آپ کے سامنے ہے۔ اللہ کے رسول نے کہا کہ دجال ایک ملک میں داخل ہوگا اور ایک ہاتھ سے اس پر روٹیاں پھینکے گا اور ایک ہاتھ سے اس پر آگ برسائے گا، وہ ہو چکا۔ تمام علامات اپنے انجام کو پہنچ رہی ہیں مگر آپ کو ایک لحاظ سے امریکہ کا اور دجال کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ یہ ظلم و ستم، یہ خباثت، مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت کے یہ مظاہرے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے، دل بہت رنج کھاتا ہے۔ لبنان کا مسلمان ہو یا افغانستان کا ہو یا پاکستان کا ...... مسلمان ایک بدن کی طرح ہے۔ انگوٹھا دکھے گا تو دماغ بھی دکھے گا، دل بھی دکھے گا۔ جب ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے گی تو دوسرا مسلمان خوش نہیں رہے گا مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ زمانہ آخر میں دو خیمے ہیں تیسرا کوئی نہیں ہے۔ ایک ایمان کا دوسرا کفر کا ...... بہت سے مسلمان judgement کے سائے میں آئیں گے۔ یہ لوگ نہیں جیتیں گے، ان لوگوں کے مقدر میں elimination ہے۔ ایمان جیتے گا، تیسرا مسلمان جیتے گا۔ یہ حدیث ہے کہ پہلا مسلمان نہیں جیتے گا، وہ دجال کا ساتھ دے گا۔ دوسرا مسلمان لڑے گا، شکست کھائے گا۔ اور وہ انہی جیسا ہوگا۔ تیسرا مسلمان جیتے گا۔ یہ تیسرا مسلمان ابھی تو بڑے مزے سے سویا ہوا ہے۔ اس پر کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ تیسرا مسلمان کب جاگے گا ...؟ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے۔ اللہ کی محبت میں شاید نہ جاگے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ضرور جاگے گا ...... یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دجال خروج کرے گا، شام سے گزرے گا، عرب میں داخل ہوگا، مکہ سے گزرے گا مگر مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا، وہاں ملائکہ متمکن ہوں گے۔ مسلمان جب اس انداز کو دیکھے گا تو جو ہاتھ میں ہوگا لے کر نکل آئے گا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فتنۂ اسرائیل ختم ہو جائے گا۔

Marfat.com

خواتین وحضرات! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی حلاوت تین چیزوں میں ہے: جب اللہ کو ایک دفعہ مان لو تو اس کی ذاتِ گرامی میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اگر تم نے ایسا کرلیا تو تم نے ایمان کا مزہ چکھ لیا اور دوسری چیز یہ کہ مجھے جان و مال، عزت وحرمت، بال بچوں اور اپنی زندگی کے ہر قیمتی اثاثے سے بڑھ کر سمجھا اور نہ صرف بڑھ کر سمجھا بلکہ اپنے رسول سے ایسے محبت کی...... آپ حیران ہوں گے، میں آپ کو مسلمان کی پہچان بتاتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک انٹرویو سنا۔ وہ خاتون جو مسلمان ہوئی، جس پر الزام لگا تھا کہ یہ طالبان کی مخبر ہے۔ اس سے انٹرویو لیا گیا کہ وہ مسلمان کیسے ہوئی تو اس نے کہا کہ مجھ سے طالبان نے وعدہ لیا تھا کہ چھوڑ تو رہے ہیں مگر ایک شرط ہے کہ قرآن پڑھنا، تو اس نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں قرآن پڑھوں گی۔ خواتین وحضرات! باقی چیزوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، آخر میں اس سے ایک سوال پوچھا گیا: میں آپ کو ایمان کی حلاوت کا بتا رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ What do you consider about the Prophet Mohammad (pbuh)? اس نے کہا اس سے پہلے میں ان کو جانتی بھی نہ تھی، مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کون ہیں؟ مگر جب سے اسلام قبول کیا ہے، جب سے قرآن پڑھا ہے، اگر میری استطاعت ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت وحرمت کے لیے میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لیے تیار ہوں۔ خواتین وحضرات! یہ ایمان کی نشانی ہے۔ جب اس نے یہ بات کی تو مجھے پورا یقین ہوا کہ وہ اصلی اخلاص سے مسلمان ہوئی ہے۔ جب کوئی مسلمان مخلص ہوتا ہے تو اپنے رسول سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ صرف اس کے دل کو ہوسکتا ہے، دماغ سے نہیں ہوسکتا اور خواتین وحضرات تیسری وجہ حلاوتِ ایمان یہ ہے کہ جب ایک دفعہ آپ درجہ اخلاص پالیں، خدا کی محبت اور پہچان پالیں، رسول اللہ ﷺ کی محبت اور پہچان پالیں تو پھر کفر کی جانب دوبارہ پلٹنے، کسی ناقص فطرت کی جانب پلٹنے سے اتنا ہی ڈرو جتنا سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالنے سے ڈرتے ہو۔

آپ خدا سے ڈرتے کیوں ہو؟ وہ ڈرانے والا ہے۔۔۔؟ کس نے کہا کہ خدا آپ کو عذاب دے گا؟ عذاب کی ساری آیات نکال لو، دیکھو تو سہی کہ خطاب کس کو ہے؟ کیا مسلمان کو خطاب ہے؟ کیا جہنم کی وعید آپ کو دی جارہی ہے؟ آپ کا تو standard ہی اللہ نے بڑا low

Marfat.com

رکھا ہے۔۔۔ ہاں خدا کو گلہ ہے کہ تم اس سے ڈرتے رہتے ہو، بھلا جس شخص سے انسان خوف کھائے کیا اس کے قریب جا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی فطرت ہے کہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے، اے کاش! کہ انسان کو پتہ ہو کہ اللہ انسان سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔!!! اگر تمہیں پتہ ہو کہ خدا تم سے کتنی محبت کرتا ہے تو پھر تمہارے اندر اللہ کے لیے جو انس پیدا ہو گا، وہ اصل ایمان ہے، وہ صحیح ایمان ہے۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ اللہ کیا چاہتا ہے؟ اللہ چاہتا ہے کہ ڈر ڈر کر مرو؟ قبر کے عذاب سے ڈرو؟ یہ ساری باتیں آپ کس سے کرتے ہو؟ اس اللہ سے......خداوندِ کریم کہتے ہیں کہ

''لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ'' (آلِ عمران 92:3)

میری محبت میں تمہیں باقی محبتیں قربان کرنا ہوں گی ورنہ تم مجھے نہیں پا سکتے۔ یہ نہیں کہ خوف سے بلکہ کہا کہ میری محبت میں تمہیں باقی محبتیں قربان کرنا ہوں گی پھر فرمایا کہ مجھے تم ڈر کے کیوں یاد کرتے ہو؟ خوف سے کیوں یاد کرتے ہو؟ بھئی مجھے اپنا جان کر یاد کرو۔۔۔

''فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ'' (البقرۃ 200:2)

جب کام کاج پورے کر لو تو اللہ کا ذکر کرو، جیسے اپنی ماں کا کرتے ہو، جیسے اپنے باپ کا کرتے ہو، جیسے آبا ؤ اجداد کا کرتے ہو، ڈر کے مارے یاد کرتے ہو؟ خوف سے یاد کرتے ہو کیا؟ کیا کانپ کر یاد کرتے ہو؟ ''فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا'' مجھے ذرا زیادہ پیار سے یاد کرو، زیادہ محبت سے یاد کرو تا کہ مجھے معلوم ہو کہ میرے بندے کی ترجیح اول میں ہوں۔ میں اس کا وارث ہوں، میں اسے زندگی کا پہلا سانس دیتا ہوں، میں اسے آخری سانس دیتا ہوں، میں تمہیں ماں باپ دینے والا ہوں، کیا تم آسمان سے ماں باپ لے کر آئے ہو؟ میں نے تمہیں ماں باپ دیے ہیں، میں تمہیں بچے دیتا ہوں، میں تمہیں شوہر اور ازدواج دیتا ہوں۔ جب تمہارے سارے کام ہی میں کر رہا ہوں، رزق بھی تمہیں میں دے رہا ہوں اور عزت لینے کہاں جاتے ہو؟ ''فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا'' عزت بھی میں ہی دیتا ہوں، مرض میں دیتا ہوں، شفا میں دیتا ہوں، تمہارا تصور تمہیں میں عطا کرتا ہوں، میں تمہارا خیال ہوں، میں تمہارا ظاہر و باطن ہوں:

''هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ

Marfat.com

عَلِيمٌ "(الحدید:3)

کمال ہے......! میں تمہارے سانس کے ساتھ سانس لیتا ہوں، مجھ سے محبت نہیں رکھو گے؟ تمہاری ساری محبتیں جھوٹی ہیں، تمہارے سارے آسرے جھوٹے نکلیں گے، مگر ہم جس کے دوست ہوتے ہیں، خدا کہتا ہے: جو ہمارے دوست ہوتے ہیں، ان پر دو چیزیں نہیں ہوتیں۔ "اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ "(یونس62:10)خوف نہیں ہوتا، غم نہیں ہوتے۔

خواتین و حضرات! پوری کی پوری زندگی ان دو چیزوں سے مزین ہے۔ عصرِ حاضر کا نام ہے، برباد ذہن، اجڑی ہوئی فکریں، نامراد دل، ہر چیز ہوا و ہوس میں لپٹی ہوئی۔ مگر کیا عجیب بات ہے کہ ایک شمع روشن ہے، ایک طاقچے میں ایک چراغ جلتا ہے۔ اس چراغ سے ایک نور پھوٹ رہا ہے، جو تمہارے دلوں کی محرابوں تک آتا ہے اور اس میں سے آواز آتی ہے کہ میں ہوں تمہارا دوست...... اگر تم میرے دوست ہو تو تم میں خوف اور حزن نہیں ہوگا۔ ہمیں کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دیں۔ دیکھو وہ قانون دے رہا ہے، روز تم گلے کرتے ہو کہ ہم پر مصیبتیں آئی ہیں، روز گلے کرتے ہو کہ عذاب چلا آ رہا ہے اور ادھر وہ کیا کہہ رہا ہے؟ کہ ہمیں کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کریں "اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ "اگر تم ہمیں یاد کرنے والے ہو، اگر تمہیں پتہ ہے کہ کوئی تمہارا خدا ہے، تمہارا وارث ہے، تمہارے بچوں کا وارث ہے، تمہارے ماں باپ کا وارث ہے تو "اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ "ہم بہرے نہیں ہیں۔ "وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا" تمہیں یہ یقین نہیں ہے کہ ہم تمہارا شکر قبول کرنے والے ہیں۔ لات و عزیٰ کی طرح نہیں ہیں، اندھے اور بہرے بت نہیں ہیں، میں سوچنے اور سمجھنے والا خدا ہوں، میں نے تمہیں سوچنے سمجھنے کے لیے عقل دی ہے، تم مجھ سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اگر بھاگ کر جاؤ گے تو یاد رکھو میرا اصول ہے کہ جس شخص نے خدا کے ضمن میں کوتاہی کی تو وہ اسے کبھی سکون نہ دے گا۔ سبحان اللہ آج کا مسلمان کہتا ہے ہر آدمی کی اپنی ترتیب ہے۔ کوئی اٹھتا ہے، کہتا ہے کہ ساری تسبیحات اور وظائف ناقص ہیں، بس نماز پڑھو، روزے رکھو۔ اس کے بعد ڈنڈا لے کر لوگوں کے پیچھے لگ جاؤ اور ان کو روزے رکھواؤ، نمازیں پڑھاؤ۔ جو ہاتھ آئیں گے وہ سدھر جائیں گے اور جب تک ڈنڈا

Marfat.com

چلتا رہے گا لوگ نماز پڑھتے رہیں گے۔

یہ طریقِ مذہب ہوگیا ہے کہ حوصلہ نہیں رہا، اخلاق نہیں رہا، اخلاص نہیں رہا، ایک مسلمان بھائی کا احترام اور انتظار نہیں رہا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ مروت یہ ہے کہ جب تو کسی گناہ گار بھائی کو دیکھے تو سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کر کہ تجھ میں یہ عادت نہیں ہے اور پھر اس بھائی کے لیے دعا کر کہ اے اللہ اسے بھی نجات عطا کر۔۔۔ مگر خواتین و حضرات! تصوف دور کی بات نہیں، ولی ہونا دور کی بات نہیں، ولی ہونا ہی آپ کا مقدر ہے۔۔۔ اس لیے کہ دو ہی ولی ہیں، تیسرا کوئی ولی نہیں ہے۔ آپ کیوں مایوس ہو؟ کیا آپ دعوئ ولایتِ خداوند نہیں رکھ سکتے؟ اللہ نے آپ کو بتایا نہیں کہ بڑی بات کون سی ہے؟ ''اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ'' اللہ کی مرضی جاننی ہے تو قرآن پڑھو، جس سے منع کیا ہے، منع ہو جاؤ، جس کی طرف بلاتا ہے، اس طرف چلے جاؤ، اس کے احکامات پورے کرلو، سو فیصد نہ سہی، پچاس فیصد ہی پورے کرلو، قرآن پڑھو تو سہی، اوامر سے آگاہ ہو جاؤ نہی سے آگاہ ہو جاؤ۔ ''وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ'' نماز قائم کرو، اس لیے نہیں...... methodlogy نہیں...... exercise کے لیے نہیں...... یہ رحمتِ خداوندی کی ایک technique ہے، قاعدہ بنا دیا کہ چلو جو شخص نماز میں آئے گا اسے عذرِ نجات مل جائے گا۔ کیوں مل جائے گا؟ فرمایا: ''اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ'' نماز اس لیے نہیں ہے، کوئی جبر کا قاعدہ اور قرینہ نہیں ہے، کوئی forcebale conversion نہیں ہے، تمہیں تھکانے کے لیے نہیں ہے، ایک بہانہ ہے خدا کا......

تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے

تم پانچ وقت آجاؤ گے، چاہے کسی دل سے آجاؤ، سستی سے آجاؤ، جبراً آجاؤ...... مجھے بہانہ نجات مل جائے گا، میں تمہیں بخش دوں گا۔ نماز میری یاد کے لیے ہے، قرآن میرے ذکر کے لیے ہے: ''نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ'' ہم نے اس یاد کو نازل کیا ہے۔ قرآن پڑھتے ہوئے بھی خدا یاد آئے گا، نماز پڑھتے ہوئے بھی خدا یاد آئے گا مگر ''وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ'' یہ تمہارے choice کی یاد ہے۔ قرآن میں مَیں مجبوراً یاد آوں گا، نماز میں بھی تم جبراً مجھے یاد کرو گے مگر تسبیح تو تم تب ہی پکڑو گے ناں، جب دل چاہے گا، یہ تمہارے دل سے دل کو جائے گی۔ یہ نماز سے بڑی

Marfat.com

بات ہے، قرآن سے بڑی بات ہے، وہ قاعدہ اور قانون ہے، اس سے نجات نہیں، کون ایسا شخص جو محبتِ خدواند کا دعویٰ کرے اور خدا اس سے کہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے، تم تو بڑا دعویٰ کر کے آئے تھے قربتِ خداوند کا...... مگر تم تو عمومیت میں شامل نہیں ہو سکے تو خصوصیت میں شامل کیسے ہو سکتے ہو۔ ایک کام ہے جو میں تمہیں پانچ دفعہ کرنے کا کہہ رہا ہوں، وہ تو تم کر نہیں سکے ہو...... کیا واہیات سی بات ہے......! لوگ عمومیت سے اٹھ کر خصوصیت کی طرف جاتے ہیں۔ ہم سب عام سے لوگ ہیں، اسی محبت کے شعور کی وجہ سے آگے بڑھتے ہیں، اللہ کی قربت اور ہمسائیگی کی طرف بڑھتے ہیں پھر خدا ہمیں اعتدال عطا کرتا ہے۔

خدا کی محبت کے تین اصول ہیں: اللہ کو ترجیح اول سمجھنا اور ترجیح اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ آپ تسبیح نہ کرو۔ جب یہ دو کام آپ کر لو گے تو خدا جواباً آپ کو غم وغصہ سے نجات دے گا، آپ کو ابتلاء سے نجات دے گا، آپ کے مسائل سے نجات دے گا، آپ کو اعتدال کی زندگی دے گا، امن وسکون دے گا، کیفیتِ خوف بدل دے گا، محبت واخلاص کا دعویٰ ہو گا کہ جو لوگ ہمیں دل سے یاد کرتے ہیں، ہم ان کے دروازے اور طاق بلند کر دیتے ہیں، ہم ان کی عزتیں بڑھا دیتے ہیں، ان کو محبتوں کا مرکز دیتے ہیں، خلوص ووفا کی محرابیں بنا دیتے ہیں......

جلتے ہر شب ہیں آسماں پہ چراغ
جانِ یزداں ہے منتظر کسی کا

''یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ'' اے لوگو مجھے حسرت ہے! کہ جن کو میں نے اپنی محبت کے لیے بنایا تھا، میرا خیال تھا کہ وہ عقل سے کام لے گا، سوچے گا، سمجھے گا، تفکر میں جائے گا اور رِقّتِ قلب سے پکارے گا:

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه''

تب میں جانوں گا کہ میرا دعویٰ درست ہے، میں نے جو انسان پر claim رکھا تھا کہ:
''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً'' یہ میرا محبوب ہے، میرا انسان ہے، مجھے اس پر ناز ہے مگر تم میرے حق ادا نہ کر سکے۔

خواتین وحضرات! اللہ ہمیں توفیق دے سوچنے سمجھنے کی، خدا سے انس کی...... اللہ کے

Marfat.com

بارے میں سوچو مگر محبت سے سوچو، ڈر سے نہیں، خوف سے نہیں، وحشت واضطراب سے نہ سوچو...... یہ چیزیں تو وہ دور کرتا ہے۔ آپ پیار سے سوچو، کبھی بھولے بسرے انداز میں اسے یاد بھی کرو۔ جب آپ یاد کرو گے تو خدا پہ ایمان رکھنا کہ:

"فَاذْكُرُوْنِيٓ اَذْكُرْكُمْ "(البقرۃ152:2)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

ہماری یاد ناقص ہے، ہم انسان ہیں، ہمارے ذہن بھٹکتے پھرتے ہیں، ہم اسے اچھی طرح یاد نہیں کر سکتے مگر پھر بھی کرتے ہیں۔ ہماری ناقص یاد کے عوض وہ ہمیں اپنی بہت خوبصورت یاد کے قابل بناتا ہے۔

"وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ "(البقرۃ152:2)

(اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو)

یہی شکر ادا کرنا ہے، یہی دل سے اقرار کرنا ہے۔

سوال: ایک حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ جب آدمی میت کو دفن کر کے جاتے ہیں تو میت ان کی چاپ بھی سنتی ہے۔ اس پر ذرا روشنی ڈالیں......

جواب: شاید میرا خیال ہے کہ میں نے اس کا ذکر کیا تھا۔ روح کی sensitivity کا ذکر کیا تھا مگر جیسے اللہ نے قرآن حکیم میں کہا:

"وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ "

(روح کے بارے میں پوچھتے ہیں)

"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ "(بنی اسرائیل85:17)

(تمام روح میرے اللہ کا حکم ہے)۔

"وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا "

(مگر اس کا علم تمہیں تھوڑا دیا گیا)

اور وقت کے ساتھ ساتھ عالمِ ارواح میں کچھ اضافہ ضرور ہوا ہے۔ اس سے پہلے میں آپ کو حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک قول ضرور سنانا چاہتا ہوں کہ "بہت پہلے جب ارواحِ عالم کو اکٹھا

Marfat.com

کیا اور پروردگار نے ان سے پوچھا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو)'' تو تمام نے ایک ہی جواب دیا: ''بلٰی'' (ہاں ہم پہچانتے ہیں۔) اصل میں روح ایک وہ عنصر ہے جو اللہ نے انسان کے بدن میں رکھا کہ جو عقل و شعور و دانش کی بنیاد پر ہر صورت صاحب ایمان ہوتی ہے۔ روح ہر صورت میں ایمان والی ہوتی ہے تا آنکہ اس پر ہمارے ذاتی جبلی اثرات اتنے غالب نہ ہو جائیں کہ اس کا جو اعتقاد و ایمان کا عکس ہے، وہ دھندلا نہ جائے۔ روح کے بارے میں اگر آپ مجھ سے میری ذاتی رائے پوچھتے ہیں تو وہ میں ضرور آپ کو بتا دوں گا۔ روح کا سراغ ہمیں حضرت آدمؑ کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

حضرت آدمؑ کو اللہ نے ذرّیتِ آدم ان کی ہتھیلی پر دکھائی اور وہ انتہائی باریک ذرّات کی شکل میں تھی۔ ظاہر ہے کہ ایک ہاتھ پر لاکھوں بلکہ Billions and billions ذرّات ہوں گے۔ حضرت آدمؑ کا ہاتھ کتنا بھی بڑا سہی مگر اگر ساری ذرّیتِ آدمؑ ان کے ہاتھ میں ذرّات کی صورت میں آ گئی ہو گی اور ان میں سے کچھ چمکتے تھے اور کچھ سیاہ پڑ گئے تھے تو حضرت آدمؑ کو افسوس ہوا کہ میری اولاد میں سے کچھ لوگ جو ہیں وہ ضرور جہنم میں جائیں گے۔ اس وقت جو ہمیں روح کی نوعیت نظر آتی ہے پھر اس کے بعد روح کے نکلنے کے مناظر میں جو ہمیں نوعیت نظر آتی ہے جیسے حدیث بھی ہے کہ ''جب روح نکلتی ہے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے چادر کانٹوں پر سے گھسٹتی ہوئی نکلتی ہے۔'' اس کا مطلب ہے کہ دور کہیں، کسی پیچیدہ مقام پر وہ دفن ہوتی ہے اور اس کو نکالتے ہوئے اور اس کو نکلتے ہوئے کچھ نہ کچھ اذیت ضرور محسوس ہوتی ہے اور یہ اذیت technological بھی ہوتی ہے اور یہ اذیت spiritual اور psychic بھی ہوتی ہے یعنی ذہنی اور نفسی اعتبار سے بھی ہوتی ہے اور بدنی اعتبار سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی جب انسان اپنی اسی روح کے اعمال کے طور پر قیامت کے دن جاتا ہے تو پروردگار فرماتے ہیں: (ذرا آدمؑ کی حدیث کو سامنے رکھیے گا۔)

''یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ'' (آلِ عمران 106:3)

(کہ کچھ چہرے اس دن چمکتے ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔)

ان ساری باتوں سے جو ایک بات بڑی صاف صاف سامنے آتی ہے کہ روح ایک انتہائی باریک technical chip کی صورت میں اس پورے Body mechanism میں

Marfat.com

آتی ہے۔ وہ c h i p جو ultimately finally programmed ہو اور اس programming میں جیسے DNA structure کا اگر آپ نے پڑھا ہو جو انسان کا بنیادی تخلیقی structure ہے...... اس میں ایک code بھی مخفی طور پر انسان کی چھپی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اسی DNA کو exploit کرنے سے آج کل کلوننگ ہو رہی ہے۔ شکل وصورت، شباہت، عادات وخصائل...... یہ تمام کے تمام اس DNA structure میں پوشیدہ اور خفیہ ہوتے ہیں۔ وہ code جو ہے، وہ ہر DNA میں ہوتا ہے۔ اگر آپ کے بال یہاں سے اکھاڑ لیں تو اس میں سے بھی electronic charges کے ذریعے ایک بالکل آپ کی طرح کا انسان پیدا ہو سکتا ہے۔ کسی single human individual cell سے وہ تمام کا تمام دوسرا انسان پیدا کر لیتے ہیں۔

یہ Basic structure جو ہے یا یہ بنیادی شے جو اللہ تعالیٰ انسان میں رکھتا ہے، یہ انتہائی باریک ذرّے کی صورت میں ہے۔ جب روح نکلتی ہے تو اگر آپ نے دوسری حدیث پر غور کیا ہو تو وہ بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے کہ روح نکالتے وقت ملائکہ اس کے اعمال کی شکل میں اس کے سامنے آتے ہیں اور ایک باریک رومال پر اس کی روح نکالی جاتی ہے جو کبھی کبھی تو بہت بدبودار اور کبھی صاف شفاف اور منور ہوتا ہے۔ اعمال کی نسبت سے وہ chip جب extract کیا جاتا ہے تو انسان کو بے پناہ تکلیف ہوتی ہے۔ جب اسے اس کے بدن سے جدا کیا جاتا ہے تو وہ سخت اذیت کا شکار ہوتا ہے۔ مگر نیک کاروں میں اور بدکاروں میں اس روح کا اخراج اور اس روح کا جو عمل ہے، وہ اس صورت میں ہوتا ہے کہ پروردگار نے فرمایا:

"اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ"

(دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔)

یہ سب دنیا کی چیزیں ہماری belongings ہیں۔ ہمارے اردگرد جتنی ہماری چیزیں ہیں، بہن بھائی، رشتے ناتے، یہ سب ہماری belongings ہیں۔ اگر آپ ایک بات پر غور کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنا باپ، ماں، بہن، بھائی رشتے نہیں چنتا...... ہم میں سے کسی کو بھی پیدائش کے وقت بالکل پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس گھر میں جا رہا ہے؟ کون اس کی

Marfat.com

ماں ہے؟ کون اس کا باپ ہے؟ کون اس کا بھائی ہوگا؟ کون رشتہ دار اور عزیز و اقارب......اگر ہمیں choice دیا جائے کہ ہم اپنی زندگی کے قاعدہ اور قرینے کے مطابق پیدا ہوں تو حضرات! سب آج کل ''بل گیٹس'' کے گھر پیدا ہوتے جو دنیا کا رئیس ترین آدمی ہے۔ جس کی باون ملین ڈالرز کی سالانہ آمدن ہے......مگر ایسا ہوتا نہیں۔

اللہ نے کچھ ارواح کو اپنے مناسب pattern سے گزارنے کے لیے ان کو مختلف sizes دیئے ہوتے ہیں۔ اندازاً کسی کو درمیانے معتدل سائز سے گزرنا ہے۔ کسی کو غربت کے size سے گزرنا ہے۔ وہ روح اس کو respond کرتی ہے۔ اپنے حالات اور واقعات کو respond کرتی ہے۔ اس کے DNA structure کو دیکھیے یا اس کو روح کے بنیادی element میں یہ ہوتا ہے کہ یہ ان conditions کے لیے suitable ہے۔

اسی لیے خداوندِ کریم نے قرآن پاک میں فرمایا:

''لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' (البقرۃ 2:286)

(کہ ہم کبھی بھی کسی نفس پر اس کی وسعت سے زیادہ دباؤ نہیں ڈالتے۔)

اب سوال یہ ہے کہ میں یہ کہہ رہا ہوتا ہوں کہ مجھ میں تو اتنی طاقت و قدرت نہیں ہے کہ میں ان حالات کا سامنا کر سکوں مگر اس کے باوجود مجھے ان حالات سے گزارا جاتا ہے کیونکہ بدن تمام کے تمام ایک طریقے سے act کرتے ہیں۔ تمام بدن آسانی کی خواہش رکھتے ہیں۔ تمام بدن جبلی خواہشات کی آمادگی پر ہوتے ہیں۔ تمام بدن ایک comfortable living مانگتے ہیں۔

دنیا میں جو ذہین ہے اور جو فقیر ہے، جو غریب ہے، جو امیر ہے اگر ان سب انسانوں کو ہم اکٹھا کریں تو انداز علیحدہ علیحدہ ضرور ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کوئی شاعری سے، کوئی بخیلی سے، کوئی business سے، کوئی intellectual capacity کی وجہ سے دوسرے سے علیحدہ ہو مگر سارے کے سارے اس دنیا میں خواہشاتِ ذات کی کوئی نہ کوئی پیروی کر رہے ہوں گے، سوائے روح کے کہ جو علیحدہ code پر قائم ہوتی ہے اور کبھی نہ کبھی نا آسودگی کا اظہار ضرور کرتی ہے۔ یہ وہ روح ہے جو چالیس برس کے بعد (کیونکہ چالیس برس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کہا! کہ اب وہ زور کی عمر کو پہنچا۔) ضرور اپنے تاثرات بے چینی اور اضطراب کی شکل میں انسانوں پر ڈالتی ہے

Marfat.com

اور بار بار انہیں اس عہدِ قدیم سے آشنائی دیتی ہے...... جو اگرچہ لکھا تو نہیں گیا مگر چونکہ اللہ کے حضور اس اقرارِ وفا کی ایک حیثیت موجود ہے کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (کیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو) "قَالُوْا بَلٰى" تو سوائے روح کے اس message کو کوئی بھی یاد نہیں رکھتا اور billion years کی وہ text جو اس میں موجود ہوتی ہے، وہ اسے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بار بار یاد کراتی ہے کہ تو غلطی پر ہے، تیرے آثار غلط ہیں، یا تیری مصروفیات غلط ہیں اور تو نے واپس پلٹنا ہے۔ تو کسی galaxial life کا ہے۔ تو زمین پر alien ہے۔

تمام حضرتِ انسان زمین پر alien اور اجنبی ہیں اس لیے کہ اللہ نے ہمیں یہاں کوئی مستقل درجہ یا رتبہ دینے کے لیے نہیں بھیجا۔ بلکہ قرآن حکیم نے فرمایا:

"مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ" (البقرہ 36:2)

(تھوڑی دیر کے لیے تمہارا یہاں قرار ہے اور تھوڑا سا یہاں فائدہ ہے۔)

فائدہ وہی ہے جو ایک training سے گزرنے کے بعد ایک آرمی آفیسر کو سیکنڈ لیفٹیننٹ کی صورت میں ملتا ہے کہ ہر کام کی اہلیت پانے کے بعد جو ایک درجہ اہلیت کو achieve کرنا ہے۔ جو تربیت achieve کرنی ہے...... وہی اس زمین میں فائدہ ہے کہ اللہ نے ہمیں "خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ" کا رتبہ دے کر ہماری روحوں میں یہ دفن کر دیا کہ تم اس درجے کے لیے جدوجہد کرنے کے لیے اس زمین پر جا رہے ہو۔ بدن کو اس کی مخالفت پر آمادہ کیا اور یہ مخالفت اس قسم کی ہے

(حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب اللہ نے جنت بنائی تو جبرائیل امین کو کہا کہ تو ذرا دیکھ کر آ! میری جنت کیسی ہے تو جبرائیل امین جب جنت کو دیکھ کر آئے تو کہنے لگے کہ پروردگار میں تو حیران اور ششدر ہوں کہ کون ایسا شخص ہے جو اس جنت کی آرزو نہ کرے گا؟ اور اس کے لیے جدوجہد نہ کرے گا...... پھر اللہ نے کہا! اچھا اب تو میری جہنم دیکھ کر آ...... ! پھر وہ جہنم دیکھ کر آئے اور کہا: اے پروردگار! میں خوف سے لرزاں و ترساں ہوں کہ کون ایسا شخص ہے جو تیری جہنم سے نہ ڈرے گا؟ پھر اللہ نے جنت کو مکروہات سے ڈھانپ دیا اور کہا: جبرائیل ذرا پھر دیکھ کے آ...... اب جو پھر گئے تو فرمایا: اے پروردگار! اگر جنت کے اردگرد اتنی مکروہات، اتنے آلام و مصائب

Marfat.com

ہیں تو میں نہیں گمان کرتا کہ تیرا کوئی بندہ جنت تک پہنچے گا۔ اچھا اب جا کر دوزخ دیکھ کے آ......اور اس کو آسائش اور تکریم سے ڈھانپ دیا، تو جبرائیل امین پھر کانپتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اے پروردگار! اگر جہنم تو نے اتنی خوبصورت چیزوں سے ڈھانپی ہوئی ہے تو کون شخص ہے جو اس میں نہ گرے گا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ جبرائیل امین پکارے کہ اے پروردگار! لگتا یہی ہے کہ تیری توفیق اور اجازت سے اور تیری محبت کے بغیر کوئی ان آلام ومصائب سے زندہ نہیں گزر سکے گا۔)

تو حضراتِ گرامی! روح، انسان میں بنیادی طور پر وہ عنصر ہے جو خدا سے جدا ہوئی جس کا تعلق جنت و دوزخ کے ساتھ پہلے کا ہے......جیسے ''خواجہ مہر علیؒ'' نے اپنے ایک مصرعے میں کہا! کہ ''کن فیکون تے کل دی گل اے، اساں اگے دی پریت لگائی......''اور یہ وہ بنیادی عنصر ہے جو انسان کو بناتے ہوئے جب اللہ نے اس کا بنیادی case تیار کیا، اس کا بنیادی gene اور اس کا جرثومہ رکھا اور وہ structure رکھا اور پھر اس کے خون کے ایک ایک ذرّے میں اسے رواں دواں کیا......اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے مطابق یہ ہماری ریڑھ کی ہڈی سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ یہ ایک حیران کن بات ہے کہ Scandanavian اور Russia کے سائنس دانوں نے سات ہزار سال پہلے fossil سے gene لے کر اسے reactivate کیا ہے اور اس سے انہوں نے مخلوق بنائی ہے۔ درحقیقت وہ بھی ہمیں یہی بات بتاتی ہے کہ سب سے قدیم چیز جو انسان میں ہے......انمٹ، نہ مرنے والے، لازوال......وہ روحِ انسان ہے۔ یہ ازلی نہیں ہے۔ ہمیشہ موجود نہیں ہے مگر ابدی ضرور ہے۔ یہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگی۔ اگر روح مرنے والی ہوتی تو پھر جنت اور دوزخ کے عذاب مستقل نہ ہوتے۔ ایک ثواب مستقل نہ ہوتا، ایک عذاب مستقل نہ ہوتا۔ رہا جسم کا سوال تو جیسے اللہ کے رسول نے فرمایا:

''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ''

(یہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے)

یہ اسی روح کے لیے ہے، یہ certain laws ایسے provide کرتا ہے کہ جو اس کو قید کر کے اس دنیا میں رکھتے ہیں۔ جب اس جسم سے آپ آزاد ہو جائیں گے اور روح کے بارے میں جیسے قرآن یہ کہتا ہے کہ: ''تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ'' اسی پر عذاب قبر ہے اگرچہ وہ وجود مٹ جائے گا

Marfat.com

مگر چونکہ اس کی پوری شناخت اور آگہی مکمل ہو چکی ہے...... جیسے کوئی electronic پرزہ گرد سے، بار بار کے استعمال سے یا جیسے کار کے piston پر کوئی گرد آ جائے، خالی ریت آ جائے، پٹرول کے ریزے آ جائیں تو وہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دل پر سات recepticles ہیں اور یہ سات recepticles ذہنِ انسان کو signals بھیجتے ہیں۔ ذہن کمپیوٹر کی طرح ہے، اس کا اصل motive جو ہے، وہ انسان کا دل ہے اور یہ receptor خون کے ذریعے یا دوسری چیزوں کے ذریعے، emotions کے ذریعے اپنے دل سے آگہی پاتے ہیں اور حضراتِ گرامی! یہ concept خاصا غلط ہو چکا ہے کہ ذہن سوچتا ہے...... ذہن سے پہلے دل سوچتا ہے۔

قلبی کیفیات پر سات بڑے مشہور تجربات سائنس دانوں نے کیے۔ انہوں نے Wordswroth کے ایک مصرعے پر ریسرچ شروع کی "My heart leaps up when I behold rainbow in the sky." کہ کیا کوئی بندہ ذہناً یہ کہہ سکتا ہے کہ ''جب میں قوسِ قزح کو دیکھتا ہوں تو میرا دل میری پسلیوں میں محبت سے اچھل پڑتا ہے۔'' تو اس نے کہا: ہاں یہ ٹھیک ہے کیونکہ دل میں خیال blind صورت میں آدھے سیکنڈ میں پیدا ہو کر دماغ تک پہنچتا ہے۔ دماغ کمپیوٹر کی طرح اسے شکل و شباہت، لفظ، سب کچھ مہیا کرتا ہے اور basic motives کو پھر وہ ایک فکر میں ڈھال دیتا ہے۔ اسی لیے حضراتِ گرامی! روح اور قلب کا ہمیشہ سے ایک اجتماعی تعلق صوفیا کے پاس رہا اور اس سے محض مراد یہی رہی کہ اگر دل کے receptors تاریک ہو جائیں تو یہ روح کا record respond کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایک دن میں یہ بات نہیں ہوتی...... ہولے ہولے...... رفتہ رفتہ، ہم over look کرتے ہیں۔ neglect کرتے ہیں۔ اپنے دل کے natural اور فطری رستوں کو ہم neglect کرتے ہیں۔ عجلت سے، مکر و فریب سے، حسد اور کینہ اور بغض سے neglect کر کے ہم ایک مستقل attitude تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسی بات کو پروردگارِ عالم نے قرآن حکیم میں ''مہر لگانا'' کہا ہے کہ میں رفتہ رفتہ انسان کے دل پر مہر لگا دیتا ہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کے انصاف سے بعید ہے۔ وہ انسانوں کے باطن پر بنیادی طور پر مہر لگا کر

Marfat.com

نہیں بھیجتا۔ اس کا رحیم ہونا اس بات کی علامت ہے کہ تمام بندگانِ خدا کے لیے وہ نیکی، اچھائی اور ایمان چاہتا ہے۔ مگر جب اس دنیا میں آئے، ان مرحلوں میں آ کر جب ہم بنیادی قوانین کو ignore کرتے ہیں اور خدا کی حدود کو ہم ناپنا شروع کر دیتے ہیں تو تب ایسا ہونے لگتا ہے۔ اور حضراتِ گرامی! سب سے بڑا جو روح پر المیہ وارد ہوتا ہے، وہ خدا کا انکار ہے اس لیے کہ روح اسے شہادتاً دیکھ چکی ہے۔ روح کی اللہ پر نظری شہادت موجود ہے۔ جس طرح پوری نسلِ انسان میں ایک فرد کی شہادت اللہ پر ضروری تھی اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت تھی کہ انہوں نے اپنے اللہ کو دیکھا اور انہوں نے نظری شہادت سے اسے دیکھا...... کیونکہ زبان کی شہادت حضرت موسیٰؑ تک پوری ہو چکی تھی۔ حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ کلام کی حد تک تو انسان حضور ﷺ سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ جبرائیل امینؑ کی شہادت بھی سیدنا عیسیٰؑ تک پہنچ چکی تھی۔ ''وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ'' (البقرة 2:253) اور (روح القدس) یعنی جبرائیل سے ان کی تائید کی۔ اب صرف کسی انسان کی نظری اور بصری شہادت کی ضرورت تھی اور وہ اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کی تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا کے وجود پر ہر دلیل مکمل ہو جائے۔

جب ایک انسان اپنی زندگی میں ایمان کی struggle شروع کرتا ہے تو دراصل وہ بھی بصری شہادت کے لیے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ باوجود ذہنی اور عقلی ایمان کے، باوجود بے پناہ کوششوں کے جو ہم اس پر اعتقاد کے لیے کرتے ہیں جیسے سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے کیا۔ پھر بھی ہم ایک نظری شہادت کے لیے بے چین ہوتے ہیں اور یہ سوال بڑی کثرت سے کیا جاتا ہے کہ کیا اللہ کو کسی نے دیکھا......؟ اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا...... چونکہ کسی نے نہیں دیکھا اس لیے اللہ ہے ہی نہیں...... حتیٰ کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی جب اچھے بھلے ایقان کی منزل سے دلیلِ غالب کو حاصل کر لیا۔ argument حاصل کر لی تو پھر بھی حضرت ابراہیمؑ نے کہا: ''رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى'' (اے رب مجھے دکھا کہ تو مردہ کو زندہ کیسے کرتا ہے؟) ''قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ'' (فرمایا کیا تجھے ایمان نہیں) ''قَالَ بَلٰى'' کہا کہ ایمان تو ہے ذہنی طور پر totally convinced ہوں ''وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ'' مگر مجھے دل کا اطمینان چاہیے جو شہادتِ نظر مانگتا ہے پھر اللہ نے اسے شہادت عطا فرمائی...... آگے بڑھتے ہوئے ہم ایک پیغمبر کو دیکھتے ہیں کہ

Marfat.com

براہِ راست نظری شہادت طلب کرتے ہیں: حضرت موسیٰؑ اوران کواللہ کا جواب کچھ اور تھا۔

آقائے کائنات کو اللہ نے کسی مسئلہ سوال میں نہیں ڈالا جیسے اقبالؒ کا ایک بڑا ہی خوبصورت شعر ہے:

؎ تو برنخل کلیمے بے محابہ آتشے ریزی

(کہ کلیم نے تیرا دیدار مانگ لیا تو اس کا جواب تو نے آگ برسا کر دیا)

تو برشمعِ یتیمے صورت پروانہ می آئی

مگر دوسری طرف یہ حال ہے کہ تو ایک شمعِ یتیم پر پروانے کی طرح خود اٹھتا ہے اور انہیں اپنے دیدار سے مشرف کرتا ہے۔

حضراتِ گرامی! یہ micro cosm میں وہی عمل ہمارے اندر جاری رہتا ہے اور ہم بھی تجسس سے گزرتے ہوئے بالآخر اسی سوال تک پہنچتے ہیں۔ ایمان کے مراحل سے گزرتے ہوئے پھر اسی مقام تک آتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی انسان خدا کو دیکھ سکے۔ کیا یہ میرے لیے ممکن ہے کہ میں اللہ کو دیکھ سکوں؟ خواب میں تو بہت سارے لوگوں نے دیکھا۔ مگر کیا ہماری نظری شہادت اس قابل ہے کہ ہم اللہ کو دیکھ سکیں؟

حضراتِ گرامی! آج کے زمانے میں یہ کام بڑا آسان ہو گیا ہے اور روح کی سنجیدگی اور روح کی طلب جو اہلِ فراق کی سردار ہے، جدا ہونے والوں کے لیے اس سے بڑی جدائی اور کوئی نہیں اور روح کی چونکہ محبت عظیم پروردگارِ عالم سے ہے۔ اسی کی طرف وہ پلٹنا چاہتی ہے تو سب سے زیادہ غم خدا کا ہمارے بدن میں کھانے والی روح ہوتی ہے۔ بدن کو تو اللہ سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر بدن ہمارے forebrain کے ساتھ چمٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ computerized body ہے۔ پروردگار نے قرآن میں کہا:

"مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا" (ھود:56)

کہ زمین پر کوئی حیات والا ایسا نہیں ہے جسے ہم نے اس کے ماتھے سے نہیں تھاما ہوا۔

حضراتِ گرامی یہ بڑی گہری اور خوبصورت آیت ہے۔ اصل میں جس چیز کے پاس brain ہے اس کے پاس ایک حصہ غور و فکر کا ہے، فیصلہ کرنے کا ہے۔ پورے nervous controls کا

Marfat.com

ہے۔ وہ صرف اور صرف forebrain میں ہوتا ہے۔ اس ماتھے کے پیچھے ہوتا ہے اور یہاں سے خداوندِ کریم ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرا ایک ریموٹ کنٹرول ہمیشہ تم سب لوگوں پر، سارے جانوروں پر، تمام ذی حیات پر جاری و ساری ہے اور اس ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اللہ واقعات وحادثات کو ترتیب دیتا ہے اور اسی لیے یہ حیات جو ہے، یہ مختلف حادثات کو جنم دیتی ہے، اس ریموٹ کے ذریعے جنم دیتی ہے اور روح ہمیشہ ازلی اور ابدی ہو کر اسی vision کو تلاش کرتی ہے جو اللہ نے اسے کبھی بخشا تھا۔ اب یہ روح انسان کے بدن میں اس بے چینی اور اضطراب کو شکلیں دیتی ہے، صورتیں دیتی ہے مگر جبلی اقدار کی پیروی سے اس پر بالکل اسی طرح زنگ چڑھتا ہے جس طرح سے بڑے finest electronic آلے پر...... دھندیا کاربن جب جلتے ہیں اور یہ function کرنا چھوڑ دیتی ہے، اس میں مدافعت ختم ہو جاتی ہے۔

ایک آخری تحقیق آپ کو بتاؤں تو آپ حیران ہو جائیں کہ سائنسدان باتیں وہی کرتے ہیں جو اللہ کی ہر بات کو ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ ہمارے ایک تصور سے بھی chromosomes میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ہمارے ایک خلیے میں تئیس جوڑے کروموسومز کے ہیں جن میں DNA لگا ہوتا ہے۔ اگر ایک خیال بھی ہمارا بدل جائے تو کروموسومز کی ترتیب میں فرق پڑ جاتا ہے۔ یعنی ایک خیال سے وہاں اثر چلا جاتا ہے۔ اس لیے جو بھی انسان گناہ وثواب کرتا ہے، اس کا اثر براہِ راست ان choromosomes پر جا کے، اس DNA structure کے اندر بھی ابھی اس کو اس طرح back up نہیں کیا گیا کہ ہم یہ سمجھیں کہ اس سے باریک تر انسانی باطن میں کوئی چیز نہیں ہے۔ تو عین ممکن ہے...... جیسے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ انسان تین مرتبہ کی موت پر قادر ہوگا۔ تین مرتبہ مرنے کے بعد انسان کو زندگی دی جا سکے گی اور یہ حدیث نے ہمیں بتایا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجال جو خدائی کا جھوٹا مدعی ہے وہ ضرور اس قابل ہو جائے گا کہ تین مرتبہ بھی اگر کوئی مرے تو اس کی زندگی پر قادر ہو جائے گا۔

دوسرے اسی DNA structure کی مدد سے کلوننگ وغیرہ ہو رہی ہے...... انسانی اعضاء کی replacement بڑی آسان ہو جائے گی...... ابھی تک تو صرف یہ ہے کہ پوری کلوننگ ہوتی ہے مگر آگے چل کر عین ممکن ہے کہ وہ اس قسم کی کلوننگ کرنے کے قابل ہو جائیں کہ اگر کسی کا

Marfat.com

پھیپھڑا ختم ہو گیا تو خالی کلوننگ سے پھیپھڑا بنایا جائے۔ ابھی وہ skin بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو آنے والی صدیوں میں موت کا یہ تصور جو ہمارے ہاں رائج ہے یہ ختم ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (بہت ساری باتیں ہم add کر دیتے ہیں۔ اللہ کے منہ میں ہم خود ڈال دیتے ہیں۔) اللہ میاں نے قرآن میں کہا ہے کہ ان یہودیوں سے پوچھو کہ یہ اگر ایک ہزار سال تک جئیں گے تو کیا مریں گے نہیں تو اللہ نے تو موت کو ایک ایسی finality قرار دیا ہے کہ چاہے آپ کتنا عرصہ بھی زندہ رہیں...... ایک ہزار سال حضرت آدمؑ کی عمر ہے اور قرآن میں نو سو سینتیس برس تو حضرت نوحؑ کی بھی آئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اگر انسان ایسی struggle کرتا ہے، جدوجہد کرتا ہے تو اس سے بے اعتقادی اور بے یقینی لازم نہیں آتی۔ ہم اپنی عمر کے گئے گزرے معیار کو دوبارہ حاصل کر لیں گے مگر پھر وہی بات جو اللہ کہتا ہے کہ "اگر تم ہزار سال تک جیو گے تو کیا مرو گے نہیں" کہ تمہیں جینے کی تو اجازت ہے...... اب بھی یورپ کی average age ہم سے بیس تیس سال زیادہ ہے۔ اگر حالات اور circumstances ویسے ہی کر دیئے جائیں تو یقینی بات ہے کہ یہاں کے بھی حالات اس طرح ہو جائیں تو عمرِ انسان میں اضافہ ہو سکتا ہے...... مگر اللہ کی بات وہیں قائم ہے کہ تم جتنا عرصہ بھی جی لو، میں نے موت کو اس عرصے میں مقرر کر دیا کہ تم نے مرنا ضرور ہے۔

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ ایک شخص دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ کیا تو میرا بھائی زندہ کر سکتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں زندہ کر سکتا ہوں اور پھر وہ اسے زندہ کرے گا۔ تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ کیا "یہ وہی انسان ہوگا؟" فرمایا: "نہیں......" اس لیے کہ روح منقسم نہیں ہو سکتی...... روح تقسیم میں نہیں جا سکتی۔ یہ وہ شخص ہے جو روح نہیں ہے مگر جیسے میں نے آپ سے عرض کی کہ DNA سے زیادہ refined particle روح ہے جو اللہ تعالیٰ ایک singular capacity میں انسان میں کہیں رکھتا ہے۔ چونکہ ڈی این اے multiply ہو سکتا ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "نہیں اس کی مثال ہوگا" یہ جو نیا انسان ہے، یہ اس کی مثال ہوگا۔ اس حدیث کی بنیاد پر کلوننگ سے چھ مہینے پہلے سیالکوٹ میں ایک speech میں میں نے یہ یقین سے کہا تھا کہ انسان انسان کا ہم شکل یا ہمزاد بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے اسے ایسے پورا کیا کہ after three or six months کلوننگ آ گئی۔اب اسی حدیث کو دیکھتے ہوئے یہ یقین آتا ہے کہ انسان کم از کم تین مرتبہ موت پر قابو پالے گا۔ایک شخص دجال کے پاس گیا،اس نے کہا کہ میں تجھے خدا نہیں مانتا،تو مجھے مار اور زندہ کر۔وہ اسے مار دے گا اور اسے زندہ کرے گا۔پھر وہ اٹھے گا کہ اب تو نے ایک دفعہ تو کر لیا ہے،پھر مجھے مار کے دکھا اور زندہ کر......وہ پھر اسے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا،پھر اس نے تیسری مرتبہ اس کے ساتھ یہی عمل کیا لیکن پھر اسے زندہ نہیں کر سکا۔

اس کا مطلب ہے کہ ابھی جو انہوں نے genetics میں researches کے بعد ڈیڑھ پونے دو سو برس کا ایک gene discover کر لیا ہے۔اگر آپ غور کریں تو انسانی body میں سائنسدان وہ gene تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو decay نہیں ہوتا۔ہمارے علم میں جو واحد چیز انسان کے بدن میں نہیں مرتی وہ روح ہے......مگر کیا آئندہ آنے والے وقتوں میں انسان یا genetic engineering اس gene تک پہنچ جائیں گے جو eternal ہے۔عین ممکن ہے کہ ہمارے billions of genes جو ہیں ان میں ایک gene ایسا ہو۔اب دیکھیے نا کہ ایک cell کو body سے نکالنا کتنا مشکل ہے۔پھر اس cell میں ہزاروں cell ہوں گے جس کو ان میں سے نکالنا ہے۔پھر ہمارے choromosomes کے DNA سے......پھر اس کے بعد millions of genes میں سے ایک gene کو ڈھونڈ ڈھانڈ کر فرشتے پتہ نہیں کس آپریشن سے نکالتے ہوں گے۔ایک invisible process سے......تو یقیناً eternal gene جو ہمارے اندر موجود ہے جو روح کہلاتا ہے جو eternal ہے۔اس کا نکالنا بڑا دشوار ہوتا ہے اور وہ کبھی نہیں مرتا۔ہوسکتا ہے کہ کبھی سائنسدان اس تک پہنچ جائے تو میرا خیال یہ ہے کہ وہ پھر پکا دعویٰ خدائی میں چلا جائے گا۔امکان اس لیے موجود نہیں ہے کہ دس بیس برس تک ہمیں دنیا آگے بڑھتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

سوال: موجودہ عہد میں اطمینانِ قلب نہیں ہے یہ دوست اس کو یوں پوچھ رہے ہیں کہ حدیث مبارک ہے: کہ اسلام وہ ہے جس پر دل اطمینان پکڑے۔ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر اطمینان نہیں ہے ہم نے کیا کھو دیا ہے۔اطمینان یا اسلام......بعض اوقات دل بہت آزردہ

Marfat.com

ہوتا ہے لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ایسے میں کیا کیا جائے؟

جواب : خواتین و حضرات! یہ سوال ایک individual کا ہے جو شاید اپنی حالت بیان کر رہا ہو۔ میرا خیال ہے کہ پچھلے چالیس برسوں سے میں نے کوئی دو دن اداسی کے نہیں کاٹے، اداسی سے مراد...... یہ میں نہیں کہتا کہ میں خوش رہا یا I always kept jumping with joy ایسی کوئی صورتحال نہیں ہوئی، مگر میں نے غالباً depression نہیں دیکھی، اداسی نہیں دیکھی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ میرے اندر اس خیال کو کوئی مٹا نہیں سکا اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس کو نہیں مٹا سکیں جو میں نے اپنے اندر محبت و انس کی ایک فضا اللہ کے لیے پیدا کی تھی یا خدا کی شناخت کے لیے جو جدو جہد کی تھی وہ کبھی خطرے میں نہیں پڑی۔ مجھے یہ یقین نہیں آتا کہ ایمان اتنا کمزور بھی ہو سکتا ہے!!! میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپ نے تھوڑی سی محنت کی ہو اللہ کو جاننے میں سوچنے میں سمجھنے میں اس کی دوستی و محبت میں......تو مدتوں کی دریافت کے بعد یہ تین اصول ہیں جو دل کی دنیا کے لیے میں نے مرتب کیے تھے کہ سب سے پہلے مرحلے میں آپ نے اپنے آپ کو یہ سبق دینا ہوتا ہے...... یہ ہو سکتا ہے کہ میں کمزور پڑ جاؤں، آپ کمزور پڑ جائیں، ہو سکتا ہے کہ متعدد مرتبہ ہماری یہ ترجیح خراب ہو، ہم اس قابل نہ رہیں کہ اپنی ترجیح کو solidly تھام سکیں مگر آپ یقین جانیے کہ جس دن آپ اپنے دل کو یہ کہہ دو گے کہ اللہ میری ترجیح اول ہے تو زمانے کی، خدا کی اس کے معاملات کی، اس کی تخلیقات کی جنگ آپ سے ختم ہو جائے گی۔ جب آپ یہ کہہ دو گے: اے پروردگار! میں وعدہ کرتا ہوں، میں وعدہ کرتی ہوں کہ آج کے بعد جہاں تک میری استطاعت ہے میں آپ کو ترجیحِ اول سمجھوں گا یا سمجھوں گی۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنی استعداد کے مطابق تیرے احکامات کے مطابق وقت گزاروں تو آپ یقین کیجیے کہ اللہ کی طرف سے ہر قسم کی جبر و تشدد کی روایت ختم ہو جائے گی، حالات کے تشدد کی روایت ختم ہو جائے گی، واقعات کا تنزل ختم ہو جائے گا اور یہ اس لیے ہوگا کہ صرف یہی چیز اللہ کو آپ سے چاہیے کہ عقل و شعور اور معرفت سے آپ خدا کو قائل کر دو کہ اے میرے مالک و کریم میں نے آپ کی دی ہوئی عقل کا حق ادا کر دیا اور اس عقل کے نور میں، اس روشنی میں، مَیں نے یہ جانا ہے، سوچا ہے، سمجھا ہے کہ تو ہی ترجیحِ اول ہے اور تیرے بغیر کوئی موجودِ کائنات نہیں، تیرے بغیر کوئی

Marfat.com

معبودِ کائنات نہیں، تیرے بغیر کوئی مقصودِ کائنات نہیں۔

جب ذہنی طور پر آپ یہ مسئلہ حل کر لیتے ہو تو خدا کو آپ سے چڑ نہیں آتی۔ خدا کو آپ سے گریز نہیں ہوتا اور دوسری بات خواتین وحضرات! اس ترجیح کو قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے جیسے پہلے بھی میں نے شعر میں کہا تھا کہ آپ کو خدا کو بتانا ہے کہ اے مالک وکریم!!!

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

اس غفلتِ خیال کو روکنے کے لیے ہمیں لازم ہے کہ اپنے ان مضبوط معمولات میں جو ہم کرتے ہیں اور اس طریقہ کار میں جو ہمارا ہے ہمیں کچھ add کرنا ہوگا۔ وہ یہ کہ اے اللہ جیسے میں صبح وشام دوسرے مشاغل کو اختیار کرتا ہو یا کرتی ہوں، جیسے میں اپنی جبلّت کی خوشنمائی کے لیے انداز اختیار کرتا ہوں کرتی ہوں، جیسے میں اپنے وجود کی آسائش کے لیے انداز اختیار کرتا ہوں، اے میرے پروردگار! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ شب وروز میں آپ کی یاد کو کبھی نہیں بھلاؤں گا۔

خواتین وحضرات! تسبیح چھوڑنا آپ آسان سمجھتے ہو، اللہ کے ذکر کو آسان سمجھتے ہو، جب آپ ذکر کرتے ہوئے ذکر چھوڑتے ہو تو اللہ سوال کرتا ہے اپنے بندے سے کہ میرے بندے آج مجھ سے کیا چیز عزیز تر ہوئی کہ تو مجھے یاد کرنا بھول گیا۔ خدا یہ سوال کرتا ہے اپنے بندے سے کہ کھانا توُ تو نے اسی طرح کھایا، لباس تو اسی طرح پہنا، اندازِ معاشرت تو اسی طرح رہے، اندازِ معیشت بھی اسی طرح رہے لیکن آج کیا قیامت تجھ پر آگئی کہ تو اپنی top priority ہی بھول گیا، تو مجھے ہی بھول گیا، جس کا یہ سب کچھ تھا۔ یہ عقلی طور پر سب سے بڑا حادثہ ہے جو عقلِ انسان پر گزرتا ہے۔ جب ہم اپنی ترجیحات کو غیر مرتب پاتے ہیں جب ہم اپنی ترجیحات میں غلاموں کو آقا پر فضیلت دیتے ہیں۔

خواتین وحضرات! دیو جانس کلبی دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا Alexauder the great اس کے پاس سے گزرا تو دیو جانس سے اس نے کہا کہ اے درویش تیری شہرت بڑی سنی ہے، توُ تو کیا مانگتا ہے۔ Diogenes نے کہا کہ میں اپنے غلام کے غلام سے کیا مانگوں، تو سکندرِ

Marfat.com

اعظم نے کہا کہ یہ تو نے کیا کہا ہے، میں بادشاہِ وقت، فاتح عالم.....تُو مجھے کہتا ہے کہ تُو میرے غلام کا غلام ہے.....اس نے کہا: ''اے بادشاہ! میں نے اپنے اللہ کے لیے اپنے خدا کے لیے اپنے نفس کو اپنا غلام کیا اور تو نے اپنے وجود کے لیے اپنے نفس کو اپنا آقا کیا.....تو میرے غلام کا غلام ہے، میں تجھ سے کیا مانگوں؟'' تو بادشاہ اتنا متاثر ہوا اور کہا: ''درویش حکم کر میں تیری کیسے خدمت کروں!'' اس نے کہا: ''اے بادشاہ اس وقت سردی ہے اور میں اللہ کی بھیجی ہوئی ایک نعمت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں، کیا کرم ہو جو تو دھوپ سے پرے ہٹ جائے.....''

خواتین و حضرات! یہ وہ ترجیحات ہیں کہ جب آپ اسے maintain کرتے ہو اللہ کے ساتھ تو وہ آپ کو ایک چیز لوٹا دیتا ہے.....وہ چیز جو میرے اور آپ کے بس میں نہیں ہے، وہ آپ کو اعتدال لوٹا دیتا ہے۔ جب وہ آپ کا اعتدال لوٹا دے گا تو نہ fears ہوں گے، نہ frustation ہوں گے۔خدا کا وعدہ ہے کہ جب آپ اُسے یاد کرتے ہو تو آپ اس کے دوست ہو۔جب آپ اسے یاد کرتے ہو تو آپ اس کی محبت کے طلبگار ہو۔جب آپ اس کو یاد کرتے ہو تو وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے اور جب یہ رشتہ قائم ہو جائے تو پھر خدا کا آپ کو عذاب کرنا.....؟

''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ''

(ہمیں کیا پڑی ہے آپ کو عذاب کریں)

''اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ''

(اگر تم ہمیں یاد کرنے والے ہو۔ہم پر صاف ستھرا ایمان رکھتے ہو۔)

یہ خوبصورت انداز جو آپ سے تخاطب کا اللہ نے اختیار کیا کہ بھئی! ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم تمہیں عذاب کریں۔وہ تکلیف و عذاب کو دور کرنے کا اصول بتا رہا ہے اور وہ اصول یہ ہے:

''اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا'' (النساء 147:4)

اللہ تو ہر حال میں شکر قبول کرنے والا ہے، وہ علم والا ہے، وہ نیات کا پرکھنے والا ہے، وہ ظاہر و باطن کا دیکھنے والا ہے۔ جب آپ اسے اخلاص سے ترجیح اول قرار دو گے، اسے اللہ مانو گے تو وہ اس کے جواب میں آپ کو سکنت لوٹا دے گا، سکونت لوٹا دے گا، اعتدال لوٹا دے گا، محبت و کرم لوٹا دے گا.....مسائل پھر بھی آئیں گے، کچھ نہ کچھ مصیبت آتی ہے۔مگر وہ آپ کے

Marfat.com

باطن کو ہلا کر نہیں گزرے گی، آپ پر زلزلے نہیں برپا کرے گی، آپ کو شوگر میں نہیں مبتلا کرے گی، گردے نہیں فیل کرے گی بلکہ خداوندِ کریم کے فضل و کرم سے ٹل جائے گی۔ بالکل نکل جائے گی۔ اعتدال کا دوسرا مطلب قرآن کی وہ آیت ہے جس میں اللہ نے اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے کہا:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' (یونس 10:62)

(بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہوتا ہے اور نہ حزن۔)

خبردار سن لو! ہم کوئی ایسے ویسے نہیں ہیں۔ ہمارے دوست بھی ایسے ویسے نہیں ہیں، میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ ہمارے دوست وہ ہیں جو psychologically اور mentally اتنے positive ہیں کہ خوف اور غم ان کے کبھی قریب نہیں جاتا اور یہی منزلِ مراد ہے۔

سوال: آپ میڈیا کے ذریعے کیوں نہیں اپنا علم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے؟

جواب: اس کی بہت ساری آفرز تو خیر مجھے ہر زمانے میں رہیں مگر آپ مجھے خود بتاؤ کہ میں اچھا بھلا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں بتا رہا ہوں کہ کمرشل بریک آجائے اور ساتھ ہی ایک ڈانس شروع ہو جائے، یا کولھے مٹکنے شروع ہو جائیں یا کوئی ''ہپ ہاپ'' شروع ہو جائے تو کم از کم میں یہ برداشت نہیں کرتا۔

بدقسمتی سے میڈیا والے کبھی بھی نہ اللہ والے ہوتے ہیں، نہ دین والے ہوتے ہیں۔ اب اگر آپ بہترین میڈیا کو دیکھ رہے ہو تو قطر ٹی وی نے جو چینل شروع کیا ہوا ہے استخارے والا...... میں نے اس سے فضول اور واہیات چیز اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ آپ غور کیجیے کہ استخارہ کیا ہے؟ استخارہ اس آیت کے مصداق ہے کہ جب مشورے ختم ہو جائیں، کوئی اچھی advice کرنے والا نہ ہو۔ اس اضطراب میں کوئی اسے رستہ دکھانے والا نہ ہو۔ پھر وہ اپنے اللہ کے حضور درخواست کرتا ہے کہ اے مالکِ کریم میری سمجھ بوجھ ختم ہو گئی اور میرے معاملات نادرست ہو گئے اور مجھے یہ اجازت دے کہ میں تیرے حضور سے یہ سوال پوچھوں کہ میرے لیے کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں ہے۔ استخارے کے پیچھے جو سب سے لازم بات ہوتی ہے، وہ انسان

Marfat.com

کا اپنا اندرونی اضطراب ہے۔ اب مجھے یہ بتلایئے کہ اگر میں کسی مولوی کے پاس جا کر پوچھوں کہ تو مجھے استخارہ کر دے، تو کیا اس مولوی میں میرا اضطراب بھی convert ہو جائے گا؟ کیا میری وہ حالت جس کی وجہ سے میں بے چین اور بے قرار ہوں اور جس کی وجہ سے اللہ مجھے جواب دے گا کیا وہ اس میں convert ہو جائے گی۔ میرا اللہ مجھے تسکین زدہ حالت میں کبھی جواب نہیں دے گا۔ میرا اللہ تو مجھے اس لیے جواب دیتا ہے: ''اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ'' وہ تو میرا اضطراب دیکھ کے مجھے جواب دیتا ہے۔ کسی مشین کو یا کسی پردہ نشین مولوی کو جو پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس کو جب میں یہ بات کہوں گا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ میرا اضطراب دور کر دے گا؟ میری کیفیاتِ ذات اس کو منتقل ہو جائیں گی؟ اور جو جواب وہ سوچتا ہے اس میں اسی فیصد سحر، جادو ٹونہ، تعویذ وغیرہ اللہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ آپ خود غور کرو یہ کیا چیزیں ہیں؟ ان سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ نے ہمیں ان چیزوں کے سننے، ماننے اور ان پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے......؟ دیکھیں قرآن وضاحت سے پورا اصول بیان کرتا ہے۔ ''وَمَا كَفَرَ سُلَيۡمٰنُ'' سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا ''وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ كَفَرُوۡا'' شیاطین کفر کیا کرتے تھے ''يُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ'' لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ تعویذ گنڈا سکھاتے تھے، عملی، سفلی، روحانی عمل سکھاتے تھے۔ میرے بندے سلیمان نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ اللہ کہتا ہے: ''نِعۡمَ الۡعَبۡدُ'' وہ تو اچھا بندہ تھا۔ ''وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَى الۡمَلَكَيۡنِ بِبَابِلَ هَارُوۡتَ وَمَارُوۡتَ'' ہم نے چاہِ بابل میں ان فرشتوں کو اس لیے نہیں اتارا تھا کہ وہ جادو سکھائیں۔

ایک بڑا common نظریہ شاید یہ ہے کہ ہاروت و ماروت جادو سکھانے کے لیے اتارے گئے۔ ایسا نہیں ہے۔ خدا کہتا ہے کہ ہم نے ہاروت و ماروت کو جادو سکھانے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ Babolyans (بابل) کی تہذیب اس وقت بڑی متمدن ہو چکی تھی۔ They have built hanging gardens. وہ اتنے امیر، رئیس اور اتنے بڑے عالم ہو چکے تھے کہ خدا نے چاہا کہ ان امیر لوگوں کو، اتنے رئیس لوگوں کو، اتنے عالم لوگوں کو تھوڑا سا آزما لوں اور کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ بھوکوں کو آزماتا ہے؟ بھوکے تو ویسے بھی کفر کے قریب ہوتے ہیں۔ اللہ بھوکوں کو نہیں آزماتا۔ غریب لوگوں کو نہیں آزماتا۔ پاکستان کو نہیں آزماتا۔ یہاں تو بجلی کا بل نہیں

Marfat.com

دینے ہوتا۔ اللہ ادھر کیا کرے گا۔ وہ ہماری آزمائشیں نہیں کرتا مگر یہ کہا: ''وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا'' (ہم ان قوموں کو ضرور ہلاک کرتے ہیں یا آزماتے ہیں جو اپنی معیشت پر اتراتے ہیں۔) معیشت پر تو وہ اترا رہے ہیں جو آپ کو سامنے نظر آرہے ہیں۔ ہم تو نہیں اتراتے اس لیے وہ ہمیں نہیں آزماتا۔ یہ تو خدا کا قانون ہے۔ بابل ونینوا اس وقت دنیا کی سب سے بڑی تہذیب تھے۔ سب سے بڑا متمدن تھے۔ سب سے بڑے رئیس لوگ تھے۔ خدا نے چاہا کہ ان کو آزمائیں اس لیے اللہ نے ہاروت و ماروت کو بھیجا۔ وہ کیا کرتے تھے؟ ''وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ أَحَدٍ'' (فردِ واحد کو بھی تعلیم نہیں دیتے تھے) ایک شخص کو تعلیم نہیں دیتے تھے ''حَتّٰى يَقُوْلَا'' جب تک اس کو یہ وارننگ نہیں دیتے تھے ''إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ'' دیکھو ہم جادو نہیں سکھاتے، ہم یہ علم تمہیں نہیں دیتے۔ وہ فرشتے منہ سے بول کر کہتے کہ ہم تمہاری آزمائش ہیں، کفر نہ کر بیٹھنا۔ طاقتوں کی مرکزیت نہ بدل دینا۔ اخلاق وشرافت کے قانون نہ توڑ دینا، اللہ مالک ہے اس زندگی کا۔ اللہ دیتا ہے اول سانس، آخر سانس، زندگی، رزق، روزگار، بیوی، بچے، شادی سب اللہ دیتا ہے۔ درمیان میں کسی کو شریک نہ بنا لینا۔ مگر اگر ایسا کرو گے تو کفر کا ارتکاب کرو گے۔ وہ کرتے کیا تھے۔ خداوندِ کریم ارشاد فرماتے ہیں ''فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ'' میاں بیوی میں فرق ڈال دینا اور عورتوں کو convince کر لینا، مردوں کو وہم میں ڈال دینا، یہ تعویذِ حُب ہے، یہ تعویذِ بغض ہے، فلاں صاحب حساب کتاب کر رہے ہیں، آپ خود غور کرو کہ پورے پاکستان میں دو ہی لوگ ہیں۔ ایک جن پر جادو ہو رہا ہے اور دوسرے جو جادو کر رہے ہیں۔ ایک خاندان میں ایک عورت ساس ہے، ایک بہو ہے۔ ساس آتی ہے تو بہو جادو کر رہی ہے، اگر بہو آتی ہے تو ساس جادو کر رہی ہے۔ یہ اس قدر غیر معقول رویہ ہمارے خاندانوں میں، ہمارے ملک میں جڑ پکڑ چکا ہے کہ تعلیم کی صحت مند بات کرنا دشوار ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس میں کوئی کم علم لوگ نہیں ہیں اس میں تو بڑے بڑے school of thoughts شامل ہیں۔ ایک اہلِ حدیث کے عالم کو دیکھا، کہنے لگے: ''تم پر طلسمی آئینہ مطلوب ہے۔'' اب وہ طلسمی آئینہ مانگنے چلا جائے گا۔ کسی نے کہا کہ تم پر دو چڑیلیں قابض ہیں۔ کوئی شخص جس کے پاس آپ جاتے ہو مشورے کے لیے، خالص اور اچھے مشورے کے لیے، وہ

Marfat.com

کوئی نہ کوئی بھوت اور بھوتنیاں آپ کو نکال کے دکھا دیتا ہے۔ خدا کہتا ہے:

''فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ''

کہ ان کا کام نہیں ہے فرق ڈال دینا میاں بیوی میں۔ تعویذیں لے لینا، دبا لینا، ڈال دینا۔ پھر خدا کہتا ہے کہ اصل میں اس پوری تعلیم کا مقصد کیا ہے، آگے ایک جملے میں اس کی وضاحت کرتا ہے۔ ''فَيَتَعَلَّمُونَ'' اور تم وہ بات سیکھتے ہو ''مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ'' تم ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس کا نہ نفع ہے نہ نقصان۔

اب دیکھ لیجئے۔ خدا کی آیت کیا ہے۔ اللہ جس نے جادو کو تخلیق کیا ہے، اللہ جس نے سحر کو بنایا ہے، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ بھئی! ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس کا نہ نفع ہے نہ نقصان تو یہ نقصان کیسے ہو جاتا؟ اب آپ غور کیجئے کہ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ پر سحر ہوا ہے۔ میں نے کہا: ''اچھا یار! سحر ہوا ہے تو خدا نے سحر کا علاج دیا ہوا ہے۔ یہ والنّاس لے جاؤ، فلق لے جاؤ، ان کو پڑھ لو، دم کر لو اپنے اوپر۔ اللہ کا کلام ہے'' اگلے دن کہتا ہے: ''مجھ پر تو کوئی اثر نہیں ہوا۔'' خواتین و حضرات! اثر ضرور ہوتا ہے۔ مگر اللہ کی آیات پر آپ کا کفر تو پورا ہو گیا۔ اللہ پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ آپ کو یقین ہے اس حساب کتاب والے پر جس نے کہا کہ آپ پر جادو ہوا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے پورے یقین کے بدل جانے کو ہم ''سحر'' کہتے ہیں اور ''جادو'' کہتے ہیں اور اس کا اصول بڑا سادہ ہے، بڑا ہی سادہ...... ''وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ'' جو رحمان کے ذکر سے غافل ہوا، جو اللہ کی یاد سے غافل ہوا، ''نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا'' ہم اس پر ایک شیطان کو غلبہ دیتے ہیں۔ ''فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ'' وہ اس کے قریب رہتا ہے۔

سوال: شیعہ اور سنی مسالک میں امام مہدی کی شخصیت اور ان کی آمد کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں کیا یہ اختلاف اس فرقہ بندی کو اور شدید کرتا ہے؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ فرقہ بندی کی باتیں نہیں ہیں بلکہ ''اثنا عشریہ'' اور ''اہلِ سنت'' تمام امام مہدی پر اتفاق کرتے ہیں مگر عقائد میں تھوڑا سا فرق ہے جیسے شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ حضرت ''امام محمد بن حسن عسکریؑ'' کی اولاد میں سے ہیں اور جب حضرت امام محمد بن حسن عسکریؑ کی وفات ہوئی، وہ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے

Marfat.com

اور وہیں پر ان کا دم نکل گیا...... چونکہ اس زمانے تک بہت ساری ایسی جنگیں ہو چکی تھیں جہاں اہلِ بیت نے عباسی خلفاء پر خروج کیا تو عباسی خلفاء خصوصی طور پر اس بات سے بڑے آگاہ تھے کہ جب تک امامین قائم ہیں، ان کی اولادیں قائم ہیں اور لوگوں کی محبتیں ان سے قائم ہیں تو ہماری مملکت میں اس قسم کی جنگیں ہوتی رہیں گی۔ اسی دور میں حضرت ''امام حسین بن علیؑ'' کی حضرت ''امام ابوحنیفہؒ'' کے ساتھ ایک بڑی طویل کشمکش ہوئی اور پھر حضرت ''زید بن علیؑ'' شہید کر دیئے گئے تو مختصراً میں آپ سے یہ کہوں کہ اس وقت ''امام حسن عسکریؑ'' کے ایک فرزند تھے، ان کا نام ''امام محمدؒ'' تھا مگر جو ایک حدیث اس کے اوپر بھی ملتی ہے جس کے مطابق شیعہ امامیہ کا یہ قول ہے کہ وہی امام مہدی ہیں اور سر منڈائے غار میں گئے، اس کے بعد ان کو دوبارہ نہیں دیکھا گیا...... یا وہ حیاتِ ابدی اور سرمدی کے قابل ہوئے اور ہر زمانے میں وہ موجود ہیں اور زمانہ آخر میں نکلیں گے۔ ان کا ظہور یعنی ''ظہورِ مہدی'' کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ چلیں فرض کریں میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ اگر ایسے کوئی امام نکل آئیں...... ایک عقیدہ ہے کہ ''امام محمدؒ'' موجود تھے تو میں کہتا ہوں کہ اگر زمین پر زندہ موجود نہیں ہیں تو آسمان پر گئے اور شاید روح کی شکل میں تو موجود ہی ہوں گے نا، تو وہ زندہ ہی سہی...... مسئلہ اس وقت پیدا ہوگا جب ظہورِ مہدی ہوگا اور اگر وہ مہدی ہیں تو پھر شیعہ کیا اور سنی کیا، تمام ان پر ایمان لائیں گے کیونکہ مہدی خود تو نہیں بتا سکیں گے کہ میں ابھی پیدا ہوا ہوں یا پہلے سے موجود تھا...... تو ایسی اغلاط کے لیے ہم clash of opinion نہیں کہہ سکتے۔ اس کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مہدی کے لیے اختلافِ رائے ہے بلکہ امام پر یہ اختلافِ رائے نہیں گنا جائے گا۔ اگر دونوں فریقین امام کے آنے پر متفق ہیں اور فرض کرو اگر امام آتے ہیں، کل یا پرسوں آجائیں اور دونوں فریقین ان کو تسلیم کر لیں تو پھر یہ جھگڑا، جھگڑا نہیں رہے گا۔ اس لیے میرا نہیں خیال کہ فرقہ بندی کی اس میں کوئی بات ہو۔ میرا خیال یہ ہے کہ approach is the problem which is likely different in both the sides.

سوال: دجال کی کوئی physical appearance بھی ہے یا اس میں reality کوئی نہیں ہے؟

جواب: physical appearance تو ضروری ہوگی کیونکہ ہر گروہ کا کوئی نہ

Marfat.com

کوئی سردار تو ضرور ہوگا۔ obviously دجال as an individual کے بھی ہوگا اور جو دجال کی احادیث میں نے quote کی ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ اگر آپ میری understanding تھوڑی سی قبول کرلیں تو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اسرائیل چونکہ اب بہت خوفزدہ ہے...... وہ ایران سے خوف زدہ ہے، پاکستان اسرائیل کو hit کرسکتا ہے۔ ان کو اپنے بالکل سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے ڈر ہے، فلسطین کی بڑی خطرناک اور جنگجو movement ہے، لبنان میں حزب اللہ کی movement ہے، دروزی شیعہ ایران میں موجود ہے تو اس کا یہ خوف اب بہت بڑھ گیا ہے کہ یہ اگر atomic state ہو گئے تو یہ یقیناً مجھے ماردیں گے۔ مجھے امریکہ کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ ایران پر کبھی attack نہیں کرے گا but the Israil might اور اسرائیل انہی کے کہے پر ضرور آگے بڑھے گا اور شامی حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا، حزب اللہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ اب اس کا survival seriously خطرے میں پڑ گیا ہے۔ پھر easy way جس کی وجہ سے وہ اور آگے بڑھ جائے گا اور مکہ اور مدینہ تک بھی جا پہنچے گا۔ جس کے بعد شاید مسلم ممالک react کریں گے اور اس جنگ میں یقیناً اسرائیل کا ختم ہو جانا مقدر ہے مگر جب اسرائیل ختم ہو جائے گا اور سرے سے ناپید ہو جائے گا تو obviously پوری دنیا کا balance خراب ہو جائے گا اور امریکہ بہادر ہو یا برطانیہ بہادر ہو، یہ سب ''بہادرین'' نکل آئیں گے اور یہ پھر مسلمانوں کے خلاف ایک open جنگ کی شکل میں نکلیں گے۔ یہ وہ جنگ ہوگی جسے ہم ''جنگِ دجال'' کہہ سکتے ہیں۔ It's very obvious کہ نقشہ ایسے ہی بنتا ہے۔

سوال: جناب پروفیسر صاحب! آپ چونکہ اپنے آپ کو ایک عام سا شخص بیان فرماتے ہیں تو غلط بیانی کرنے والے کو کون سے زمرے میں گنیں گے اور کیا آپ سے کوئی غلط بیانی سرزد نہیں ہوتی جبکہ سوائے خواص کے کوئی سائل آپ کے پاس اپنی گذارشات لیکر آتا ہے تو باوجود لاکھ کوشش کے آپ سے ملاقاتیں نہیں ہو پاتی، نہ سائل کے دکھ کا مداوا ہو پاتا ہے۔ کیا آپ سے ملنے کا طریقہ کار یہی مرتب کیا گیا ہے تو پھر عام آدمی کی رسائی آپ تک کیسے ہو؟

جواب: خواتین و حضرات! جنگِ قنسیرین ہو رہی تھی۔ بڑی پرانی بات ہے، خالد بن ولید کے پاس کوئی دس کے قریب soliders تھے تو حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے اسے کہا

Marfat.com

جو کمانڈر تھے کہ خالد یہ جو کفار کا لشکر ہے یہ sixty thousand times strong ہے اور یہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے تو کوئی اسے روک بھی سکتا ہے یعنی جدھر سے attack ہوگا، ہم مار کھا جائیں گے تو خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ مجھے دس آدمی دو میں روک لیتا ہوں تو ابو عبیدہؓ نے کہا: اے ابو سلیمان: ماشاء اللہ، اللہ کی بڑی آپ کو نگاہ حاصل ہے، اللہ آپ پر بڑا مہربان ہے، آپ زمانے کے سب سے بڑے جنگجو اور دلیر ہو مگر یہ average کیا بنتی ہے؟ دس آدمی ساٹھ ہزار کو کیسے روکیں گے؟ تو خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ اس پورے لشکر نے ایک ایسے پہاڑی درّے سے گزرنا ہے جس میں صرف تین بندے at a time گزر سکتے ہیں اور میں دس بندے جو چنوں گا ان میں سے جو عرب کا محاورہ ہے کہ ایک بندہ ایک ہزار کے برابر ہے تو میں اس درّے پر قابض ہو جاؤں گا۔ جنگِ قنسیرین کا خلاصہ یہ ہے کہ شام تک غسانیوں کے کوئی تین ہزار آدمی مارے گئے اور دو آدمی شہید ہوئے جس میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھے اور یہ ایک عجیب و غریب جنگ تھی جس میں اتنا بڑا لشکر صرف دس آدمیوں نے روکے رکھا (شام میں)۔

خواتین و حضرات! بڑی عجیب سی بات ہے، اس بات کے جواب میں یہ بات سنا رہا ہوں تو عرض یہ ہے کہ ایک اکیلا بندہ کتنے بندے روک سکتا ہے؟ کتنے آدمیوں کو دن میں مل سکتا ہے اور یہ جو ڈاکٹر صاحب سوال پڑھ رہے ہیں میں ان کا آج آپ کو واقعہ سناؤں...... میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے چونکہ دوستوں میں، احباب میں اور جہاں تک میری علمی شناخت ہے اس میں آپ میرے بڑے قریب رہے ہیں، اللہ آپ کو مزید ترقی دے۔ آج میں بڑے رش میں ہوں تو کیا عجیب ہو کہ کچھ لوگ آپ سنبھال لو کیونکہ زیادہ تر لوگ فلسفے میں تو Interested نہیں ہوتے۔ کافی دیر کے بعد اس خیال سے کہ ڈاکٹر صاحب نے میرا بہت سارا کام کر دیا ہے، جب میں اٹھ کے ان کی طرف گیا تو یہ تیسرا بندہ بھگتا رہے تھے، اس عرصے میں دو سو بندے میں نے فارغ کر دیئے تھے اور ڈاکٹر صاحب تیسرا بندہ بھگتا رہے تھے۔

خواتین و حضرات! یہ جو technical way out میرے پاس ہوتا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کسی کا دل دُکھے اور یہ غلط ہے کہ میں ملنا نہیں چاہتا مگر ایک single آدمی ہونے کی حیثیت سے میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں کہ ہر حال میں گرمی، سردی بخار اور رنجش میں مَیں

Marfat.com

لوگوں سے مل سکوں...... But unluckily I'm unable to کہ جو احباب مجھے جانتے ہیں، انہیں پتہ ہے کہ میں صبح گیارہ بجے راولپنڈی میں بیٹھتا ہوں اور کبھی کبھی رات گیارہ بجے وہاں سے اٹھتا ہوں تو آپ خود سوچ لیں کہ کتنا طویل عرصہ میں اس مشقتِ ملاقات سے گزرتا ہوں۔ جو کچھ اللہ نے مجھے استطاعت دی ہے وہ تو میں ضرور کرتا ہوں۔ باقی رہا گمان اور بدگمانی...... ہوسکتا ہے آپ سمجھتے ہوں کہ یہ شخص انکسار کرتا ہے، میں انکسار کبھی بھی نہیں کرتا۔ Basically I am a fighter in idea. I am a sportsman. اور میری ہمیشہ ہی کوشش ہوتی ہے کہ میں ان معاملات میں کوئی غلط بیانی نہ کروں جن کا تعلق علم سے ہے۔ میں اس انکسار کو مردود سمجھتا ہوں جس میں اپنے آپ کو اہمیت تو دی جا رہی ہے مگر رویہ مساکین کا سا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ مکرو فریب آج کل کے اہلِ مسلک کو کتنا عزیز ہے۔ The fact is very simple. I don't consider myself a saint. اور یہ میں آپ کو بھی کہتا ہوں کہ آپ اس شخص کو کیا سمجھو گے، آپ اپنے آپ کو کیا سمجھو گے جس کی ہر چیز ادھار کی ہے۔ پلک جھپکتے میں جو چیز لی جاسکتی ہے، جو ضائع ہوسکتی ہے، جس کو زمین سے اٹھالیا جاسکتا ہے اس شخص کو اپنی ذات کی کتنی اہمیت محسوس ہوسکتی ہے؟ ایک فقیر کو جو ہر وقت اس حاجت روا کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے کس قسم کے تفاخر سے واسطہ پڑسکتا ہے؟

خواتین وحضرات! یہ غلط فہمی ہی نکل جانی چاہیے۔ تکبرات صرف جہالت کی اقسام میں سے ہیں۔ غرور صرف جہالت میں ہے۔

"وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ" (آلِ عمران 185:3)

(اور دنیا کی زندگی تو نہیں مگر دھوکے کا مال)

اس قسم کی کوئی چیز اگر میرے پاس ہوگی تو آپ یقین جانیے کہ پہلے میں یہ honesty آپ سے برتوں گا کہ I have no such quality.

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی رعونت، غرور اور تکبرانہ طرزِ زندگی سے بچائے۔

"کبریائی اللہ کی چادر ہے جو اسے چھینتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے"

ہمارے ذہنوں میں تو اس قسم کا ناقص خیال ہی نہیں آنا چاہیے۔ اس قسم کی کوئی غلط

Marfat.com

بیانی مجھ سے سرزد نہیں ہوتی۔ جب میں کہتا ہوں کہ میں معمولی سا انسان ہوں تو میں ہوں۔ مگر تربیت کے انداز میں فرق پڑ جاتا ہے، تحصیلِ علم میں فرق پڑ جاتا ہے۔ I have always said one thing in my book, "it is very common to be uncommon" اگر آپ نے کتاب میں پڑھا ہو تو میں نے بہت پہلے کہا تھا کہ It is very common to be uncommon, It is very uncommon to be common. تو میں دوسری طرف ہوں۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: استاد نے فقرہ مکمل نہیں کیا۔ جو میری پہلی ملاقات استاد سے ہوئی تھی وہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ آپ نے یہی کہا تھا مجھ سے کہ It is very common to be uncommon, it is very uncommon to be common. If you want to be uncommon, be common. اور پانچ سال کے بعد اس پر مجھے انہوں نے چوتھا فقرہ سنایا تھا کہ Be common but don't have habits of common people.

سوال: قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مرنے والے کی مرتے وقت اور مرنے کے بعد کیا کیفیات ہوتی ہیں؟ اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ نزع کے عالم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (اگر تم سچے ہو تو روح کو پھیر کیوں نہیں لیتے؟ اور ہم مرنے والے سے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے۔) کیا وہ مرنے والے کو نظر آتے ہیں؟

جواب: بھئی بات یہ ہے کہ "موت کا منظر" وغیرہ ان لوگوں نے لکھی ہے جو ابھی مرے نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے مرنے کے بعد وہ یہ کتاب نہیں لکھ سکتے۔

جو مثال میں دے رہا ہوں اس میں وہ مر گئے تھے۔ دیکھو نا، اللہ ہی perfect ہے۔ اب ملائکہ سے بھی کہیں کوئی ایک آدھ غلطی ہو جاتی ہوگی۔ one in billions۔ اگر ہماری one in hundred ہے تو ان کی one in billions ہو جاتی ہوگی تو اتفاق یہ ہے کہ ایک آدھ اس غلطی کا حیات علی شکار بنا اور اس کی وجہ سے ہمیں بھی خبر مل گئی، مگر یہ غلطی ہوتی بھی نہیں، ملائکہ کی یہ غلطی ہوگی مگر خدا کی طرف سے یہ اس لیے ہوا کہ کبھی کبھی اوپر والی دنیا کی خبر نیچے والوں کو بھی مل

Marfat.com

جائے۔ باقی رہا کہ اللہ نے کہا: ''آج سکرات میں اس کی آنکھ کیا تیز ہے'' کہ جن چیزوں پر پہلے اس کو اعتبار نہ تھا آج اس کا اعتبار قائم ہوا۔

خواتین وحضرات! ابنِ ہشام نے سیرت میں لکھا: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار ابو طالب سے درخواست کر رہے تھے کہ چچا آپ میرا کلمہ پڑھ لیجئے۔ حضرتِ عباسؓ بھی ساتھ کھڑے تھے اور انہوں نے بھی کہا: ''اے بیٹے اگر مجھے قریش کے طعنہ کا گلہ نہ ہوتا کہ ابو طالب نے موت کی تلخی میں کلمہ پڑھ لیا تو میں کلمہ پڑھ لیتا''...... ابو طالب کے بڑے خوبصورت شعر ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ شعر بھی پڑھ رہے تھے۔ عرب basically گفتگو بھی شعر میں کرتا تھا...... ابو طالب نے کہا کہ اگر مجھے لوگوں کے طعنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں ضرور کہہ دیتا۔ یہ نہیں کہ میں تیرا قائل نہیں ہوں بلکہ میں ضرور یہ بات کہہ دیتا جو تو کہہ رہا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ درخواست کی کہ چچا میں ضمانت دیتا ہوں، ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل گرفتہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے کہ چچا بار بار کہنے پر اضطراب میں ہیں اور فیملی کے دباؤ کی وجہ سے وہ بات نہیں کہہ رہے جو میں چاہتا ہوں تو اس عرصے میں سکرات شروع ہو گیا، جب سکرات شروع ہو گیا تو آگے بڑھتے ہوئے عباسؓ نے کان لگا دیے۔ ابو طالب کچھ بڑبڑا رہے تھے، حضرتِ عباس ابنِ عبدالمطلبؓ نے کان لگائے تو کہنے لگے: بھتیجے! تمہارا چچا وہی پڑھ رہا ہے جو تم چاہتے تھے...... یہ سکرات کا وقت تھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارا چچا وہی پڑھ رہا ہے جو تم چاہتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہیں سنا میں نے نہیں سنا'' سکرات کے وقت کی statment آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں نہیں آئی۔ تو یہ کا وقت سکرات تک ہے تو انہوں نے کہا: ''چچا! میں نے نہیں سنا۔''

سکرات میں جب موت کے خوف کا دباؤ پڑتا ہے تو brain کے وہ cells بھی کشادہ ہو جاتے ہیں جو زندگی میں نہیں کھلتے۔ اگر آپ LCD استعمال کریں، یا جیسے کوئی شخص بھنگ استعمال کرتا ہے تو physically بھی ایسی چیزیں موجود ہیں جو آپ کے دماغ میں High degree sensitivity create کر دیتی ہیں، آپ کے muscles میں، آپ کی sensitivity of brain میں بہت زیادہ اضافہ کر دیتی ہیں، غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ جب لاہور میں لسرجک ایسڈ کا نشہ شروع ہوا تو لوگ بڑے مست پڑے ہوتے تھے، ہنس رہے

Marfat.com

ہیں، مسکرا رہے ہیں، جب ہم پوچھتے کہ بھئی یہ کیا ہو رہا ہے تو وہ کہتے کہ we are on a trip یعنی ہم تو جنتِ ماوٰی کی سیر کر رہے ہیں، بڑی بڑی لمبی چیزیں ہو رہی ہیں، یہ ہو رہی ہیں، وہ ہو رہی ہیں، یہ صرف اس وجہ سے کہ brain cells حد درجہ sensitive ہو جاتے ہیں، اس طرح موت کے خوف اور دباؤ کی وجہ سے یہ sensitive' cells ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات زندگی میں بھی یہ sensitivity پیدا ہو جاتی ہے جیسے نوسٹر ڈیمس کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ مسلسل depressive حادثات کی وجہ سے وہ اتنا sensitive ہو گیا تھا کہ اس کے brain میں Extra Sensory Preception(ESP) پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ پیشین گوئیاں کرنے کے قابل ہو گیا۔ شاہ نعمت اللہ ولی کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے۔

تصوف میں concentration art کے بعد جو ایک High degree ہے یعنی brain cells کی activity جسے telekinesis کہتے ہیں یا telepathic vission کہتے ہیں اس میں بھی یہ sensitivity پیدا ہو جاتی ہے اور موت کے وقت یہ خصوصی sensitivity پیدا ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ تمام چیزیں بقول پروردگارِ عالم کے وہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ملائکہ، آثار، جو اسے لینے آتے ہیں، جدھر وہ جا رہا ہوتا ہے، ہر چیز وہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس کی چھوٹی سی مثال آپ کو بتاؤں کہ جیسے یہ حیات علی کا واقعہ پیش آیا، اس سے بہت پہلے حدیث مبارک ہے کہ ایک صحابیؓ فوت ہو گئے، غسل دیا گیا، ان کو اٹھا کے لے جا رہے تھے کہ رستے میں کانوں کی لو پھڑ کی، لوگ چونکنے ہوئے، وہ صحابیؓ اٹھ کھڑے ہوئے، پہلا کام انہوں یہ کیا کہ پوچھا: میری بہن کدھر ہے؟ لوگ کہنے لگے، پتہ نہیں کیا آفت آ گئی کہ ابھی زندگی میں واپس آئے ہیں اور آتے ہی بہن کا پوچھنے لگے۔ انہوں نے کہا: نہیں نہیں مجھے میری بہن کے پاس لے چلو۔ بہن وہاں بڑا ماتم کر رہی تھی۔ جاتے ہی ایک تھپڑ اسے زور سے مارا تو وہ کہنے لگیں، کیا ہوا بھائی؟ کیا دیوانہ ہوا ہے زندہ ہونے کی خوشی میں...... اس نے کہا، نہیں بات یہ ہے کہ جب تو بین کر رہی تھی، میرے بارے میں بڑی بڑی تعریفیں کر رہی تھی تو میرے ساتھ ملائکہ چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ دیکھ کیا جھوٹ بول رہی ہے، اگر تو ایسے نہ نکلا تو ہم تیرا بندوبست کریں گے تو خواتین و حضرات! افراط و تفریط کے درمیان ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا اصل نہیں ہے، ایک مصنوعی سی دنیا ہے۔ میں اگر

Marfat.com

اس پر بہت تفصیل سے غور کروں، میں اگر یہ دیکھوں کہ یہ محدود ذرائع کی دنیا ہے، محدود زمانے کی دنیا ہے، کسی وقت بھی تباہ و برباد ہو سکتی ہے تو میرے پاس کوئی امید نہیں رہتی۔ اگر زندگی اور موت کے بعد میری امید کسی سے قائم ہے تو میرے اللہ سے ہے تو پھر میں اس کے ساتھ کیوں نہ خوش گمانی برتوں؟ میں کیوں اسے ظالم سمجھوں؟ میں کیوں اسے محتسب سمجھوں؟ میں اس کی ابتدائی صفات سے اسے کیوں نہ پہچانوں؟ میں اسے ''رحمان و رحیم و کریم'' کیوں نہ سمجھوں؟ جب میرا اس کا معاہدہ ہے، جب مجھے اس نے وعدہ دیا ہوا ہے: ''كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ'' کہ میں ہر حال میں تم پر رحم کروں گا تو کیا رحمت میں جہنم شامل ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی...... تو پھر مجھے کیوں نہ خدا کی بات کا یقین آئے، مگر مجھے جواب میں کیا کرنا ہے؟ میں اپنی خطا سے درگزرا ہوں، میں اپنے حواس سے درگزرا ہوں، مجھے یہ جاننا ہے کہ اے رب کریم! اس تیرے عہد و پیمان کے وارث ہونے میں مجھے کیا کرنا ہے؟ تو اللہ مجھے کہتا ہے کہ تہہ دل سے اے بندۂ خدا ایک دفعہ مجھے لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو خواتین و حضرات! اگر یہ بھی مشکل ہے نا، تو پھر اللہ ہی آپ کا حافظ ہے۔ اگر پوری زندگی میں، پورے ہوش و حواس میں یقین اور اثبات کے ساتھ ایک دفعہ بھی اگر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا مشکل ہے تو پھر آپ خود سوچو کہ آپ کا کیا استحقاق اللہ کی رحمت پر بنتا ہے۔ It means you don't believe in God at all.

سوال: اللہ کی قربت اس کے احکام کی تعمیل میں مضمر ہے۔ قرآن کا حکم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو۔ اس میں حضور ﷺ کی وضع قطع کی پیروی کا حکم شامل ہے۔ آپ کی ذات بطور شارحِ قرآن disputed ہو جاتی ہے جبکہ آپ ایک سنت مؤکدہ سے محروم ہیں۔ یعنی ڈاڑھی سے فارغ ہیں۔ یہ ایک مثال ہے کہ میں یہ سمجھوں کہ حضور ﷺ کی مکمل پیروی کرنے میں آپ کا نفس ہنوز مانع ہے؟

جواب: صاحب! سوال کرنے والے نے ایک تو اس کو سنتِ مؤکدہ لکھا ہے اور میں نے اسے ایسا کہیں دیکھا نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں ذرا پیچھے جانا پڑے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں اس پر کوئی عذر پیش نہیں کروں گا کہ میں نے ڈاڑھی کیوں نہیں رکھی۔ کوئی عذر نہیں ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سنتِ رسول ہے اور میں ایک سنت کی متابعت نہیں

Marfat.com

کرسکتا تو واقعی اس میں میری کوتاہی ہے مگر اگر آپ تھوڑا سا غور کریں، بخاری اور مسلم کو دیکھ لیں تو کہیں چار ہزار سات تو کہیں متواتر احادیث میں جو ہمیں مستقل اور مکمل سنتیں ملتی ہیں، وہ کوئی چار ہزار سات سو کے قریب ہے۔ وہ افعال و اعمال جو مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہراتے رہے۔ ہوسکتا ہے کہ میں نے ایک ظاہری سنت کو پورا نہ کیا ہو مگر شاید میں جدوجہد کررہا ہوں کہ چار ہزار میں سے بہت ساری کو پورا کرلوں۔ ہوسکتا ہے کہ سوال کرنے والے نے وہ ایک ظاہری پوری کی ہوئی ہو اور وہ باقی چار ہزار خالی ہوں۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی کہ ہم ایک ہی سنت پر اساسِ علم اور زندگی کی بنیاد کر بیٹھیں۔ اب میں آپ کو تھوڑا سا Technical جواب دے دوں کہ ڈاڑھی کیوں آئی؟ کس وقت آئی اور کس وجہ سے آئی؟ مجھے یہ اچھی طرح علم ہے کہ سائل کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ اگر ہے تو میں اسے سننا پسند کروں گا۔ تو دراصل بات یہ ہے صاحب! کہ شروع میں مسلمان اور کافر دونوں ڈاڑھی منڈواتے تھے۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور تلوار کے بلیڈوں سے لوگ ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ اس وقت ایسے چھوٹے چھوٹے بلیڈ تو ہوتے نہیں تھے۔ پھر حضورِ گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ یہ شوق رہا کہ چونکہ ہماری مشابہت اہلِ کفر سے زیادہ ہے تو انہوں نے اصحابِ رسول سے پوچھا کہ اس بارے میں اہلِ کتاب کا کیا رویہ ہے تو کہا کہ یارسول اللہ! عیسائی ''راہب'' اور بنو اسرائیل کے ''ربی'' ڈاڑھی رکھتے ہیں تو فرمایا کہ پھر ہمیں اہلِ کتاب سے مشابہت پسند ہے تب مسلمانوں نے ڈاڑھی رکھنی شروع کردی۔ اتفاقاً عربوں میں ڈاڑھی ہوتی ہی بہت کم ہے۔ دو چار بال، دس بال، بہت سارے لوگوں نے رکھ لی۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور ایک طریقے سے یہ شناخت کرنے والی بات سنتِ رسول ہوگئی۔ اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ یہ process جب آگے بڑھا تو دیکھنا یہ ہے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کافر اور مسلمان میں differentiate کرتی ہے یا اب، مسلمان اور مسلمان میں differentiate کررہی ہے؟

اگر آپ ایک اور آیتِ قرآن پر غور کریں تو خداوند کریم کہتے ہیں کہ:

''اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ'' (الانعام:159)

(کہ جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کرلیا اور وہ گروہ بن گئے تو

Marfat.com

اے پیغمبر! تو ان میں سے نہیں ہے۔)

اب اگر آپ اپنے ملک میں ہی تھوڑا سا غور کر لیں تو بڑی عجیب سی بات یہ نظر آتی ہے کہ جب لوگوں نے اپنے اپنے مسلک میں فرق کیا تو ڈاڑھی واحد ایک ایسی چیز تھی کہ جو symbol of groups بن گئی۔ یعنی آپ دور سے دیکھ کر ایک تبلیغی جماعت کے فرد کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ تبلیغی ہے۔ تبلیغی جماعت کی ڈاڑھی کا اپنا ایک سٹائل ہے۔ اسی طرح ایک جماعتِ اسلامی کے فرد کو دور سے ہی دیکھ کر یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ special cut ہے۔ یہ ضرور جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ پہلے اگر آپ غور کریں تو مرزائیہ کو دور سے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ جو اتنی چھوٹی سی ڈاڑھی بیچ میں لگی ہوئی ہے یہ ضرور مرزائیہ کی ہے تو بدقسمتی سے برصغیر میں overall تمام تر ڈاڑھی جو ہے۔ وہ گروہی مسلکوں کا نشان بن گئی اور ان کو ایک دوسرے سے differentiate کرنا شروع کر دیا۔

میں نے ایک تبلیغی جماعت کے صاحب سے پوچھا کہ آپ ڈاڑھی اتنی کیوں بڑھاتے ہیں کہ وہ بدزیب ہو جائے تو انہوں نے کہا کہ اس کو ہم نے بلیڈ نہیں لگانا، یہ سچا ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ بھی کوئی سنت ہے؟ یہ بھی کوئی آپ کے علم میں ہے کہ سچی ڈاڑھی کو بلیڈ نہیں لگانا، یا اس کو قینچی نہیں لگائی حالانکہ ہمارے پاس روایت موجود ہے کہ جب ایک بدو نے بڑی خوفناک ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی، جھاڑ جھنکار رکھے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ نے جب دیکھا تو سختی سے اسے بلایا، اس کا سر گھٹنوں میں دیا اور اسے کٹوایا۔ تو حضرت! اس کے بارے میں میری تخصیص یہ ہے کہ اب ڈاڑھی کافر اور مسلم کے درمیان پہچان نہیں رہی بلکہ الٹا یہ گروہی علامات بن گئی ہیں اور بدقسمتی سے مجھ میں ایک تعصب بحیثیت امتِ رسول ﷺ کے بڑا سخت موجود ہے کہ میں کسی بھی گروہ میں کہلوانا پسند نہیں کرتا، کیونکہ جب قرآن نے یہ کہا کہ "لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ" (جن لوگوں نے دین میں فرق کیا اور گروہ بن گئے۔ اے پیغمبر! تو ان میں سے نہیں ہے۔) تو میں اپنا بنیادی تشخص بحیثیت ایک مسلمان کے کرتا ہوں، اور کرنا چاہتا ہوں اور اسی طرح مرنا چاہتا ہوں۔ بدقسمتی سے جن بارہ کروڑ لوگوں کو میں مسلمان سمجھتا ہوں ان میں سے اکثر میں یہ علامات نہیں۔ I am more approachable to them. دس دس یا پانچ پانچ لاکھ کے لوگ تو امت نہیں بنیں

Marfat.com

گے۔ امت تو یہ بنیں گے جسے آپ اجماع کہتے ہیں۔ خواہ وہ مصر میں ہیں، خواہ وہ پاکستان میں ہیں، خواہ وہ کہیں بھی دنیا میں موجود ہیں۔ If you count Muslims as one billion تو ان میں یہ گروہی religious attitude اور Pattern نہیں آئیں گے۔

اب ایک Personal بات بھی آپ سے کہوں، بڑی معذرت کے ساتھ کہ ہر شاگرد کا استاد سے تعلق ہوتا ہے اور mentally میں تصوف میں ''جنید'' سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے شیخ، علی بن عثمان ہجویریؒ نے بھی ایک فتویٰ دیا ہوا ہے، وہ میں حجت نہیں سمجھتا، آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن مجھے وہ فتویٰ بڑا بہتر لگتا ہے۔ حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ نے فرمایا کہ:

''جس سنت پر فسق و فجور کا گمان ہونا شروع ہو جائے اس کا ترک کرنا اس کے اپنانے سے بہتر ہے۔''

میرا خیال ہے کہ میں اس کی وضاحت نہیں کروں گا۔ میرے بہت سارے معزز دوستوں نے ماشاء اللہ تعالیٰ العزیز سنتِ رسول اپنے چہروں پر سجا رکھی ہے اور میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ میں یہ وضاحت بحیثیت عذر کے نہیں دے رہا ہوں۔ میری اپنی ایک understanding ہے۔ As a teacher, I approach to millions of people who can listen to me. اگر میری ڈاڑھی ہوتی تو میں اتنا Approachable نہ ہوتا۔ مجھے زیادہ تعصب اپنے رسول کے دین سے اور اپنی بنیادی شناخت سے ہے۔

سوال: نبی اکرم ﷺ نے تبلیغ کا آغاز کیا اور جب مکہ والوں نے آپ کو ہجرت پر مجبور کیا تو آپ ﷺ نے مدینہ میں اپنی ایک بستی بسائی۔ یہاں سے تبلیغِ دین کی اشاعت ہوئی اور آپ ﷺ نے اسلام کو یوں پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ آج کے اس دور میں آپ کی ذاتِ گرامی سے سوال ہے کہ آپ اپنے رفقائے کار کے ساتھ ایسے لوگوں کو جو اللہ کے دین پر پوری طرح کاربند ہیں ان کے ساتھ مل کر علیحدہ بستی کیوں نہیں بساتے جس سے اسلام کی حقیقی روح لوگوں تک پہنچے۔

جواب: ایسی بستی کی تخلیق میرا خواب ہے۔ شاید میں بھی آپ کی طرح عرفِ عام

Marfat.com

میں یہی سمجھتا تھا کہ کسی کو join کر لینا، practical زندگی کا آغاز کرنا، عملیت کا آغاز کرنا بہت بڑی جدوجہد ہے مگر جب سے میں نے قرآن کی یہ آیت دیکھی: ''اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ '' (جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کیا۔) ''وَكَانُوْا شِيَعًا '' (اور جو گروہ بن گئے) اور گروہ وہ ہوتا ہے جس کی علامت اور تشخص جدا ہو جائے ''لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ'' (تو اے پیغمبر تو ان میں شامل نہیں ہے۔) تب سے کم از کم میں یہ خطا کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ کوئی علیحدہ بستی بساؤں، اس پر name plate لگاؤں۔ میں آپ کی طرح ہوں۔ اصل میں یہ جس آیت پر زیادہ دباؤ دیتے ہیں اس آیت میں یہ بڑا دباؤ ہے کہ تم میں سے ایک فریق علیحدہ ہوگا: ''مِنْهُمْ '' کا جو لفظ یہ استعمال کرتے ہیں، وہ بڑی غلط understanding ہے۔ آپ میں سے اگر کوئی شخص جدا ہو کے تبلیغ کر رہا ہے تو بڑا افریق یہ تو کہے کہ یہ ہم میں سے ہے۔ جب تک جملہ مسلمان یہ نہیں کہتا کہ ہم اس میں سے ہیں، یہ ہم میں سے ہے تب تک وہ مسلمانوں کے گروہ سے الگ سمجھے جائیں گے۔ اس آیت کا قطعاً مطلب نہیں ہے کہ ایک جماعت علیحدہ ہو جائے اور تبلیغ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ جماعت سے الگ ہیں جیسے آپ کے teachers ہیں، philosophers ہیں، scientists ہیں، اسی طرح کچھ لوگ علیحدہ ہو کر تبلیغِ دین کا کام سرانجام دیں اور جو تبلیغِ دین کا کام سرانجام دینے والے تھے ان پر آزمائشیں بڑی کڑی تھیں۔ ان پر جو تین شرائط عائد کی گئی ہیں اگر اس پر آج کے مبلغین کو پرکھا جائے تو شرمندگی کا احساس ہوتا ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا کلام دوسروں تک پہنچاؤ مگر فصاحت سے، علم سے، دانشمندی سے، اچھے اظہار سے۔ ''وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ '' (النحل 125:16) اور اگر بحث کا موقع پڑے تو خوبصورت بحث کرو۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے جو مبلغین نکلتے ہیں یا اگر ان کے انداز دیکھیں تو وہ کوئی اچھا تاثر پیدا کرنے کے بجائے کافی ساری کوفت پیدا کر جاتے ہیں اور وہ جو میں نے پہلے آپ کو قرآن کی آیت سنائی تھی کہ جب لوگ بات نہ سننا چاہیں، چاہے وہ دین کی کیوں نہ ہو، تو پھر نہ سنایا کرو اور پیغمبرانِ قدس کی یہ عادت تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً دین تک نہیں پڑھاتے تھے بلکہ موقع و محل اچھے استادوں کی طرح تلاش کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ آپ ہر حال اور ہر موڈ میں اس پر message ٹھونک دیں، وہ بیچارہ پتہ نہیں کس حال

Marfat.com

میں ہوتا ہے اور کس رنگ میں ہوتا ہے اس میں کبھی صلاحیت کم اور کبھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کو آپ force نہیں کر سکتے کہ اس وقت تُو ہر حال میں میرے مذہب کی بات سن۔

ایک آدمی دکانداری کر رہا ہے اور اچھا بھلا دکاندار ہے، نیک آدمی ہے، اس پر رش ہے اس لیے کہ چیز اچھی دیتا ہے اور ایمان سے دیتا ہے، اوپر سے آپ اسے تبلیغ پر آمادہ کرو اور اسے یہ کہو کہ میاں ادھر ثواب زیادہ ہے اور یہ دنیاداری ہے تو میرا یقین ہے کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں کیونکہ ''اچھا دکاندار اللہ کا ولی ہے۔'' میرا یقین ہے کہ جو لوگوں کو اچھا، صاف ستھرا مال دے رہا ہے اور خدا کی وجہ سے دے رہا ہے، وہ ان ہزاروں لوگوں سے بہتر ہیں جو سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں اور تبلیغ کی بات کرتے ہیں کیونکہ وہ بات کر رہے ہیں اور یہ دین کو اپنے بدن سے گزار رہا ہے۔

سوال: اسلام کے عرب پس منظر کی background کیا ہے کیونکہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن میں صرف یہودیت یا عیسائیت کا ذکر ہے جو کہ عرب کے پڑوسی مذاہب تھے لیکن بدھ مت اور ہندو مت جو نہایت پرانے مذاہب تھے ان کی مثال نہیں دی گئی اور ہندو کلچر کا بھی ہمیں کہیں ذکر نہیں ملتا۔

جواب: میرا تو خیال یہ نہیں ہے بلکہ چونکہ ہر قوم کا area ہوتا ہے۔ اس کی working details ہوتی ہیں۔ اس کی جان پہچان کے ذرائع ہیں۔ جن areas میں اسلام آیا، جن areas میں یہ message گیا زیادہ تر وہ لوگ تاجر تھے۔ بلکہ دو، چار احادیث ایسی بھی ہیں جن میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوستان کے واقعات بھی سنائے ہیں بلکہ اسی میں جاسوسہ کی بھی حدیث موجود ہے، جو سراندیپ سے پرے کسی ساحل کی ہے، تو ایسی cultural mix-ups کی بہت سی باتیں ہوتی ہوں گی۔ مگر شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قرآنِ حکیم کو اس سختی سے یا اس احتیاط سے پڑھایا جا رہا تھا کہ ان میں فالتو باتوں کی گنجائش بہت کم تھی، اس لیے اس کو عرب culture تو نہیں کہنا چاہیے اگرچہ قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ زبان جس میں ہم نے قرآن اتارا ہے، یہ most sophisticated زبان ہے۔ ''عربی مبین'' ہے، واضح ہے۔ اس میں مطالب کا کوئی confusion نہیں ہے۔ اس کے باوجود میرا خیال یہ ہے کہ

Marfat.com

language میں بھی دوسرے الفاظ کی کچھ آمیزش موجود ہے، واقعات میں بھی احادیث میں بھی تھوڑی بہت آمیزش موجود ہے، مگر اتنی کثرت سے نہیں ہے، مسافرت کے انداز جدا ہوتے تھے اور وصالِ امت اتنا زیادہ نہیں تھا کہ مختلف علاقوں کے لوگ اتنی کثرت سے ملا کرتے......

اس سے آگے جا کر شاید مصر میں، چونکہ وہ تجارت کا ایک گھر تھا یا بحرین میں، یا یونان کے ان علاقوں میں جہاں بحریہ تھا جیسے ایلیا تھا جسے آپ Troy کے نام سے جانتے ہو...... یہ بڑے بڑے بحری مراکز تھے جہاں businesses ہوتے تھے وہاں اس قسم کا mixture تو possible تھا مگر اتنا پیچھے ہٹ کر جیسے مکہ اور مدینہ تھا civilization was almost be raft of every unnatural fact of the other nations اس لیے وہ effect نہیں آیا مگر ایک بات آپ کو وضاحت سے بتا دوں کہ وہ عرب culture جو ہبل لایا ہے وہ Apollo کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔ عربوں کا اپنا کوئی دیوتا نہیں تھا۔ جس خدا کو یہ پوجتے تھے وہ Apollo ہے۔ ہبل Apollo ہے...... جو crete کے ذریعے عرب تک آیا ہے۔ اسی طرح Astharthe ہے جسے عرب میں اشطار کہتے ہیں جو ملکہء سبا کی پروردگار دیوی ہے، جس کو Divine image کہتے ہیں اور جو زرخیزی کی goddess ہے، پیدائش کی goddess ہے۔ اس کا بھی ذکر آیا ہے۔ پھر خدا نے خود قرآن میں ان قوموں کا، ان بتوں کا ذکر کیا ہے جو اس عرب سوسائٹی میں موجود تھے تو عرب سوسائٹی کے جتنے دیوی، دیوتا تھے، یہ روم و یونان سے چل کر آئے ہوئے تھے اور اس لحاظ سے ان میں ایک پوری علاقائی وحدت کا نشان تو موجود تھا البتہ ہندوستان میں شاید دوری حائل تھی یا وہاں سے تجارت بہت کم تھی تو اس کا Mention کبھی کبھی ہوتا ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ farthest limit جو اسلام میں تھی وہ چین کی تھی، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثِ مبارکہ میں فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ چین ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ صحرائے گوبی، دور دراز کا علاقہ، پانچ ہزار میل لمبا صحرا Mancho dynasty اور Mongol dynasty جو اس پر rule کر رہی تھی، اس کا ذکر ہمیں وہاں عربی تاریخ میں بھی ملتا ہے مگر کثرت سے نہیں ملتا مگر قرآن میں ایک آیت یہ ہے کہ ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا، ایک پیغام دینے والا بھیجا اور اسی قوم کی زبان میں بھیجا:

Marfat.com

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ" (ابراهیم:4)

ہم نے کسی قوم کو تباہ نہیں کیا جب تک ان میں ایک پیغمبر نہیں بھیج دیا اور اس پیغمبر کی خوبی یہ تھی کہ وہ اسی قوم کی زبان میں تھا...... تو ظاہر ہے کہ مہاتما سدھارتھا اور بدھا ہوں یا جینا ہوں یا کرشنا ہوں...... بلکہ اگر آپ یقین جانیے تو راما چندرا اور کرشنا کی لائف ہسٹری میں سے اگر ہندووانہ روش نکال دی جائے جو بعد میں add ہوئی تو ان کی زندگیوں کے خاکے پیغمبرانہ ہیں۔ خاص طور پر "رام چندر" جو ہیں، وہ قریباً قریباً ایک پیغمبرانہ خصائل کے مالک ہیں جن کو بعد میں ہندووانہ طرائق نے خراب کر دیا اور وہ اتنی جلدی خراب کر دیتے ہیں کہ مہاتما بدھا کے آٹھ اعتدال کے rules ہیں جیسے ہمارے رسول ﷺ نے آٹھ اعتدال کی احادیث دی ہیں مگر اگر آپ غور کیجیے تو چندرا گپتا موریہ کے زمانے سے لے کر اتنا وقت نہیں بنتا مگر جونہی چندر گپت کے بیٹے اشوکا نے کالنگا کی فتح کے بعد بدھ مت کو قبول کیا، تو اس کا سب سے پہلا کام بدھ مت کو corrupt کرنا تھا۔

بدھ مت میں خدا کا کوئی واضح تصور نہیں تھا۔ بدھا نے کبھی اس ڈر کے مارے اللہ کا نام نہیں لیا کہ وہ جو نام بھی لیتا، وہ ہندوؤں کی ڈکشنری میں کسی god کا نام ہوتا تھا He did not mention the name of God بلکہ اسے ایک تصور کی طرح پوجتا رہا مگر جونہی مہاتما بدھ کو اشوکا نے اپنایا، سب سے پہلے دو گروپ بدھ مت میں بن گئے وہ ہنایان اور مہایان تھے۔ بدھ مت میں توحید پرستی تھی اور کوئی بت کی پرستش نہیں کرتا تھا مگر اشوکا کی قبولیت کے ساتھ ہی بدھ مت corrupt ہو گیا اور مہایانا فرقے نے بتوں کی عبادت قبول کی اور ہندوؤں نے بدھا کو اپنے پیغمبر کے طور پر قبول کر لیا اور ایک دور کا نام بھی بدھستو اوتار رکھ دیا۔ اب یہ وہ صورتحال ہے جو باقی مذاہب میں بہت جلدی جلدی پیدا ہوئی مگر عرب اگرچہ موحد تھے اور بڑے متقی اور سخت قسم کے موحد تھے، اسرائیلی موحد تھے مگر ان میں ایک المیہ تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اب اللہ اتنا بڑا ابھی تو نہیں ہے کہ سارے کام اکیلا ہی کرے۔ تو دو چار add کر لینے ٹھیک ہیں...... یہ ان کا concept ہے۔

سوال: سات زمینوں اور آسمانوں کے حوالے سے ابنِ عباس کے الفاظ کے

Marfat.com

مطابق میں یہاں بھی ہوں اور وہاں بھی ہوں یعنی دوسری زمین پر بھی...... سوال یہ ہے کہ ایک ہی انسان مختلف جگہوں پر کیونکر ہوگا؟ کیا بنیادی جبلتوں کا فرق رکھا گیا ہے یا مختلف judgement of capacities کی بات ہے......

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: استاد کی اجازت سے میں عرض کروں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بالکل ایسے جیسے یہ سات آسمان ہیں ویسی ہی سات زمینیں ہیں اور ان پر اللہ کا امر اترتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں زندگی ہے، وہاں پر رسالت ہے، وہاں پر ساری accountabilities ایسے ہی ہیں جیسے یہاں ہیں...... اور آگے جو ان کے الفاظ ہیں، تفسیرِ عبداللہ بن عباسؓ کے عربی addition میں کہ اگر میں تمہیں وہ سب کچھ بتا دوں تو تم ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ جو استاد نے بات کی، یہ اصل میں اشارہ ہے کہ شاید میں وہاں بھی موجود ہوں، یہاں بھی موجود ہوں......

Without any dispute میں یہ بات Theoratical physics agreed ہو چکی ہے اور اس پر ماہرینِ physics کا اتفاق موجود ہے کہ Parallel universes موجود ہیں...... میں کہاں تک آپ کو explain کرسکوں گا I really don't know لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ Parallel universes موجود ہیں اور دو Parallel universes تک کوئی اختلاف نہیں ہے۔ Third parallel universe پر کچھ لوگ agree کرتے ہیں، کچھ نہیں کرتے۔ اس کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ جس طرح ہم یہاں بیٹھے ہیں، جیسے میں یہاں بیٹھا آپ سے بات کر رہا ہوں، ایسے ہی ممکن ہے کہ کسی اور dimension میں میرے ہی جیسا ایک آدمی بیٹھا...... ایسے ہی بات کر رہا ہو...... ممکن ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ مزید بات نہ کروں اور خاموش ہو جائے اور میں بات کرتا چلا جاؤں۔ اس کو explain کرنا، الفاظ میں لانا، phraseology میں لانا میں خاصا مشکل ہوگا۔ یہ terminology ایک special سائنس کی ہے آپ اس کو اس طرح یاد رکھ لیں کہ کائنات میں مختلف جہتوں میں اس ایک کائنات کی مزید مثالیں بھی موجود ہیں اور علامہ اقبال نے رحمۃ اللعالمین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بھی یہ اشارہ کیا کہ اگر کہیں کسی سیارے پر کوئی مخلوق ہوئی اور وہاں پر رسالت ہوئی تو خاتم

Marfat.com

النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونے کا مقصد یہ ہے کہ آقا ہی کی ذات وہاں پر رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ہوگی۔ تو parallel universes بنیادی طور پر کائنات کی مثالی کائنات کچھ ایسی dimensions میں ہے، جو ہمارے فہم اور ادراک میں آنا ذرا مشکل ہے۔

سوال: امریکہ میں ایک خاتون نے نماز کی امامت کرائی اس حوالے کچھ بتایئے؟

جواب: ہم نے ویسے اصولاً دیکھا ہے ہماری تو ساری زندگی عورتیں ہی امامت کراتی ہیں مگر امامت میں فرق ہوتا ہے ایک ظاہری امامت، ایک باطنی امامت...... میرا خیال ہے کہ باطنی امامت تو اب بھی عورت کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہری کبھی کبھی گڑ بڑ ہوجاتی ہے......! اصل میں عورت کی امامت میں مجھے تو کوئی خاص فرق نہیں لگتا، بہرحال مرد اور عورت میں کوئی اس قسم کے اظہارات نہیں ہیں کہ کوئی عورت اتنی junior ہے کہ امامت نہیں کرا سکتی مگر ایک دو باتیں ضرور ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے مرد اور عورت میں ہیں کہ عورت اپنی امامت پر مستقیم نہیں رہ سکتی اور وہ کسی بھی طور ایک مستقل امام کا حق نہیں رکھتی تا آنکہ وہ اس عمر کو نہ پہنچ جائے جہاں اس کی ظاہری کیفیات ختم نہیں ہوجاتیں، اس لیے اگر وہ اپنے جیسی عورتوں کی قیادت کرے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اور مردوں پر لازم بھی نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بہت سارے مرد ایک عورت کی قیادت قبول نہ کریں مگر پاکستان میں جب سے پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور مرد جس طرح محترمہ بے نظیر کی قیادت میں جان و من لٹائے ہوئے ہیں۔ اس سے تو لگتا ہے کہ یہ ان کی امامت بھی قبول کرلیں گے اور ایسا اس قسم کا کوئی barrier ہمارے اندر نہیں ہے سوائے physical conditions کے کہ ایک عورت مستقل امام نہیں ہوسکتی۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" اس پر روشنی ڈالیں کہ اللہ کہتا ہے کہ میں تمہارے تمام گناہ معاف کردوں گا اس لیے کہ میں غفور الرحیم ہوں......

جواب: اگر پوری آیت پڑھی جاتی تو اس قولِ مبارک کو qualify کر دیتی "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" (زمر 39:53) پوری آیت بہت واضح ہے

Marfat.com

اور یہ بتاتی ہے کہ عذاب کس کو ہے اور ثواب کس کو ہے؟ جزا کس کو ہے اور سزا کس کو ہے؟ خدا technically بات کرتا ہے۔ گناہ و ثواب کے اس لہجے میں بات نہیں کرتا جس میں ہم کرتے ہیں اس آیت میں خدا کہتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے اپنے نفس پر اسراف کیا......

ہمیں اللہ تعالیٰ نے کچھ صلاحیتیں ودیعت کی ہیں، ان میں جبلتیں ہیں، power ہے، sex ہے، greed ہے، love ہے، اس کے علاوہ یہ تمام صفات مختلف کاموں کے لیے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قافلہ انسان جو یہاں تک پہنچا ہے وہ ان جبلتوں کے محتاط استعمال سے پہنچا ہے۔ میں آپ کو ایک بڑی واضح مثال دیتا ہوں جو کہ current ہے اور علم کو اس سے گریز نہیں ہونا چاہیے کہ suppose if we believe in the western freedom and we believe in what Bush and Blair say and we believe that the modern civilizations give us freedom of thinking and acting and by that means: جب کوئی شخص by-sexual ہو جائے یا homo-sexuality کو allow کرتا ہے یا اس قسم کی کوئی چیز allow کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ساتھ ساتھ وہ اس کے لیے allowance اور پسندیدگی بھی issue کرتا ہے۔ جب کوئی حکومت اور معاشرہ اس قسم کے مکروہ جرائم کو جائز قرار دیتا ہے اور اسے creative کہتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ allowance بھی create کرتا ہے کہ اگر سارے لوگ بھی ایسے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر جب امریکن یا یورپی معاشرہ اس قسم کی غلطی کے لیے اجازت دے گا کہ Man can marry man and women can marry woman تو یہ دو طرف اشارہ ہے۔ ایک تو اس گروہ کو اجازت مل گئی جو یہ کام کر رہا ہے اور ایک یہ بھی ہوا کہ معاشرہ اس کو برا فعل تصور نہیں کرتا اور یہ کہ further اس کی اجازت کے اشارے مل گئے۔ خواتین و حضرات! اسراف اللہ نے اس کو کہا ہے۔۔۔ویسے بھی All of them have come in one or the other category تو پھر کیا انسان نے اپنے حال کو اور اپنے آپ کو ختم نہیں کر لیا۔ Do you think, production and further generations are possible. اگر تمام انسان اس نعمتِ غیر مترقبہ کا شکار ہو جائیں، west کے بقول اس اعلیٰ ترین صفت کے عادی ہو جائیں جو

Marfat.com

انہوں نے اپنی تہذیب کا اعلیٰ ترین نمونہ رکھا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ آپ ان کے لیے عذاب کی بددعا مانگیں۔ They would not multiply, they would not continue. یہ جو generations کا hetrogeneous attitude پیدا ہو رہا ہے جس میں عورتیں اور مرد involve ہو جائیں گے۔ If they come again for the production then this in not a normal activity. دنیا اور نسلِ انسانی کو بڑھانے کے لیے دوبارہ اس طریقے پر آنا پڑے جسے اللہ نے رکھا ہوا ہے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ ان civilizations میں یہ activity مکروہ، ناجائز اور غلط ہے اور اگر اس activity کو سارے معاشرے کی acitivity بنا دیا جائے تو It is the end of the world. پھر آپ کو انہیں قتل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو کسی کو مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ They will not produce any thing. پچیس، تیس سال کے بعد سارے خود بخود مر جائیں گے اور زمین اس گندگی سے خود بخود پاک ہو جائے گی۔ یہ اسرافِ جبلت ہے۔ قل یعبادی الذین...... تم لوگوں کو جو چیز جائز اور مناسب مقاصد کے لیے دی جاتی ہے، اس کو تم ناجائز مقاصد کے لیے صرف کرتے ہو۔

اب ایک اور چیز پر غور کریں، مشرق و مغرب میں عورت اور مرد کی engagement ایک constructive اور تخلیقی مقصد ہے۔ عورت اور مرد کا اکٹھا ہونا کائناتی تخلیقی مقصد ہے، اس کی وجہ آنے والی نسلوں کی حفاظت ہے۔ ہم billions years پہلے پیدا ہوئے انسان کو آج یہاں تک لائے ہیں۔ ہمارے پیچھے ایک بہت طویل posterity ہے اگر وہ ہمارا خیال نہ کرتے اور اپنے پیچھے گزری ہوئی نسلوں کا خیال نہ کرتے تو آج ہم یہاں موجود نہ ہوتے۔ آج اگر ہم خیال نہ کریں گے تو اگلی نسلیں موجود نہ رہیں گی۔ خداوندِ کریم نے جبلت ہمیں اس لیے دی ہے کہ ہم حفاظت سے استعمال کرتے ہوئے اس زمین کے اس آخری انسان تک پہنچائیں۔ یہ امانت جو ہمیں دی گئی ہے، اس کے لیے ہے جس نے آگے آنا ہے۔ If we use it or misuse it میاں بیوی میں اتحاد اور اتصال نہ ہو تو غور فرمایئے کہ معاشرہ کس طرح ناقص ہو جاتا ہے۔ یورپ جو allowance دیتا ہے، تمام physical liberties دیتا ہے اور مرد اور عورت کو پورے مواقع مہیا کرتا ہے اور اس پر کسی قسم کا barrier نہیں رکھتا۔ وہ دوستی، محبت اور اخوت آگے بڑھ کر تمام

Marfat.com

جنسی تقاضے پورے کرتی ہے۔ اس معاشرے میں شادی کا لفظ ختم ہو چکا ہے۔ They are not ready to make familiesاس میں لفظ شادی کے بجائے partnership آ گیا ہے۔ اس میں نسلیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئی ہیں۔ پورے کے پورے ایسے معاشرے میں کوئی ذمہ داری نہیں اٹھا رہا۔ نہ بچوں کی، نہ زمانے کی۔ ان کی سیر و سیاحت اور ذاتی اغراض اس قدر طاقتور ہو گئی ہیں کہ آئندہ آنے والی ان کی نسلیں non-descript ہیں۔ جس کی نسل کا علم نہ ہو، جس کے آگے پیچھے کچھ نہ ہو، یعنی وہ نسلوں کو اس حال میں چھوڑ رہے ہیں۔ ایک لڑکا، ایک بچہ جس کو ماں proper وقت میں نہیں ملتی، جس کو باپ proper وقت میں نہیں ملتا، جس کو family proper وقت میں نہیں ملتی تو کیا آگے چل کر وہ ایک سفاک اور selfish generation میں سے نہ ہو گا؟ کیا وہ ایک ایسا ظالم اور سرکش بچہ نہ ہو گا کہ ساری زندگی اپنی محبت کی کمی کسی کے خون سے پوری نہ کرے گا۔ ہم انسان ہر جگہ روایت سے اللہ کے حکم سے انحراف کر کے اپنی جبلتوں کو ایسی جگہ خرچ کرتے ہیں کہ وہ جائز استعمال کے لیے باقی نہیں رہتیں۔ یہ قرآن کی اس آیت کا مطلب ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ...... مگر اس کے باوجود کہ ہم بہت آگے نکل جائیں، اس کے باوجود کہ ہم اپنی بری سرشتوں کے حوالے ہو جائیں، خدا واپسی کا ایک راستہ چھوڑتا ہے: ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ '' اگر ایسا ہو ہی جائے، اگر تم بالکل بے چارگی کے شکار ہو جاؤ، اگر تمہیں شیطان اچک کر لے جائے، فتنہ و ہوس تمہیں مار بھی دیں، اگر تمہیں اپنی ذاتی اغراض بہکا بھی دیں تو یہ ایک بات نہ کرنا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا...... کیوں؟ جب خدا یہ کہتا ہے کہ ''اِنَّ اللّٰهَ'' تو وہ ایک قانون ہوتا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کے ہوتے ہوئے آپ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ایک قانون بنایا ہے کہ میں تمام گناہ معاف کرتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ جَمِيْعًا totallity ہے۔ I forgive all sins in totallity سوائے ایک کے اور وہ ہے: ''لَا تَقْنَطُوْا''، یعنی یہ قانون اس شخص کو نہیں پہنچے گا جو خدا کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔ یہ قانون ہر اس شخص کو پہنچے گا جو خدا کو مانتا ہے، خدا کو رحیم و کریم سمجھتا ہے، اس کی محبت پر یقین رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف کرے گا۔ مگر یہ قانون ایک exception رکھتا ہے اور وہ ہے ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ'' کیونکہ خدا کی رحمت سے مایوسی کفرِ خالص ہے اور

Marfat.com

یہ بھی نہیں کہ آپ لوگوں کو شریک مانو یعنی آپ رحمت کرشنا سے مانگو، محبت درگا سے مانگو، قہر وشنو سے مانگو اور یہ بھی نہیں کہ آپ شریک پالنے لگو۔ اس وقت بڑی مصیبت پڑے گی جب قبر تک پہنچو گے، جب خدا پوچھے گا تو ساڑھے تین سو خدا At a time یاد آئیں گے۔ کبھی کہو گے کالی...... کبھی کہو گے درگا......

جب کفر برا ہے تو اس لیے برا ہے کہ بخشنے والے کی sensitivity کو متاثر کرتا ہے۔ اللہ تخلیق کرنے والا ہے۔ اللہ اپنی تخلیق کی حفاظت کرنے والا ہے۔ and above everything Allah forgives all but not for those who do not recognize Allah.

سوال: Quran repeatedly says we are the one who do not differentiate between prophets ہم وہ ہیں جو پہلے اور بعد میں آنے والوں کے درمیان فرق نہیں کرتے، اس کے مقابلے میں ایک اور جگہ refer کیا جاتا ہے کہ انبیاء کے مابین درجات ہیں۔ اس کو explain کریں۔

جواب: قرآن نے رسالت میں تفرق نہیں کی۔ Rnaks of the teachers میں فرق نہیں ہے۔ جو ranks پیغمبروں میں آئے، ان میں ان کی تعلیمات کے لحاظ سے difference نہیں ہے بلکہ ان کے اثرات کے لحاظ سے difference ہے کہ جب یونس بن متیٰ کا ذکر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکسار فرمایا، کہا: کہ مجھے یونس بن متیٰ پر ترجیح مت دو اور جب حضرتِ ابراہیمؑ کا ذکر آیا کہ انہوں نے غلطی سے نمرود کے سامنے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اس صورتِ حال میں شاید ہم سے بھی یہ خطا ہو جائے۔

حضورِ گرامی مرتبت کی سب سے بڑی personal صفت پر اگر آپ غور کرو گے تو آپ کو اپنا پیغمبر بڑا عجیب نظر آئے گا کہ ایک لاکھ تیئس ہزار احادیث میں سے ایک حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذاتی تعریف نہیں فرمائی اور عجیب سی بات یہ ہے کہ اتنا selfless teacher زمین و آسمان میں نہیں گزرا۔ اب دیکھیے کہ ان کا title ''رحمۃ للعالمین'' ہے اور یہ title میں نے اور آپ نے نہیں دیا بلکہ خداوندِ کریم نے دیا ہے:

Marfat.com

"وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (الانبیاء 107:21)

یعنی وہ شخص ہے جو عالمین کے لیے رحمت ہے، جب اس سے پوچھا گیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ لوگوں کو جنت میں کیسے داخل کرے گا؟" تو فرمایا: "اپنی رحمت کے ساتھ" پوچھا گیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ؟" تو کہا: "میں بھی ان کی رحمت کے ساتھ داخل کیا جاؤں گا۔" کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ جس کی رحمت کی وجہ سے عالمین قائم و دائم ہیں، اتنا selfless teacher زمین و آسمان میں کہیں نہیں گزرا کہ پوری زندگی کی تعلیمات میں حضورِ گرامی مرتبت نے کسی تعلیم کا رخ اپنی عزت و توقیر کی طرف نہیں موڑا مگر جو کچھ بھی درجات اللہ نے عطا کیے وہ لفظِ فضیلت ہیں:

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" (البقرۃ:253)

(یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔)

ان میں فرق نہ کرنا، ان کے تعلیمی رتبات کی وجہ سے ہے اور فضیلت دینا ان کے وہ درجات ہیں جو اللہ کے نزدیک ہیں اور اس کا بھی ایک عنصر ہے جو اللہ نے بتایا ہے کہ فضیلت کے درجات علم پر ہیں۔

" نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ "(یوسف76:12)

(جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔)

اور چونکہ تمام پیغمبر جزوی کتاب لائے ہیں، تھوڑی تھوڑی کتاب کے ٹیچر ہیں، ان کی فضیلتیں ان تک محدود ہیں اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ "(المائدۃ3:5)

کہ آج نہ صرف میں نے کتاب ختم کی بلکہ اپنی نعمت تمام کردی، پیغمبری ختم کردی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں عطا کردیے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت میں قرآن

Marfat.com

اور حدیث کی رو سے قطعاً کوئی فرق نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظرفِ عالی مقام یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کسی پر ترجیح نہیں دی۔

سوال : تمام دنیا کے مسلمانوں کی بے ربط حالت کے پیشِ نظر کیا احیائے اسلام ممکن ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو عملی طور پر کیسے؟

جواب : خواتین و حضرات! کچھ باتیں ہمیں اپنے simple زمینی estimate سے آگے جا کر دیکھنا ہوتی ہیں۔ احیائے امتِ اسلامیہ ایک تاریخی حقیقت بھی ہے اور ایک افسانوی حقیقت بھی ہے۔ افسانوی میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جب سلطنتِ غرناطہ کا زوال ہوا تو ایک بہت جنگجو جرنیل حضرت موسیٰ زہیری جنہیں موسیٰ بن ابی غسان بھی کہتے تھے۔ وہ وادی الکبیر کے کنارے سرنائیک سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو مدتوں غرناطہ میں یہ صدا، یہ شہرہ رہا کہ موسیٰ الجزائر گئے ہیں اور وہاں سے پلٹ کر آئیں گے اور ہمیں پھر فتح دلائیں گے۔

ایک قوم کے خمیر میں ایک خواب، ایک امید، ہر حال میں زندہ ہوتی ہے۔ Over the time جو ملتِ اسلامیہ کو leaders ملے ہیں وہ قریباً قریباً ایسا لگتا تھا کہ مغربی تعلیم کے زیرِ اثر ہیں جیسے اب بھی ہو رہا ہے کہ اس secular tendency کے لیے، یا مغرب سے آئی ہوئی اس تہذیبی قدر کے لیے ہم اپنے مذہب کو یا تو اس کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں یا ہم اس مذہب کو ختم کرنے کے بعد we like to be like them میں بھی سمجھتا ہوں کہ اگر ان سوسائٹوں میں کوئی قابلِ قدر اشیاء ہیں تو ہمیں ضرور لینی چاہئیں مگر احساسِ کمتری کے ساتھ نہیں۔ ہم نے بھی انہیں دیا ہے، ہم نے تیرہ سو برس انہیں اقدار بخشی ہیں، ذہانتیں بخشی ہیں، تعلیم بخشی ہے، ابنِ رشد بخشا ہے، غزالی بخشا ہے، تو جس دستور کے تحت مغربی دنیا آج powerful ہوئی ہے، اسی دستور کے تحت اسلامی دنیا کل مغرب سے بہت آگے نکل جائے گی۔

مغرب زوال سے بہت خوفزدہ ہے۔ یہ پہلی مرتبہ اس کا عروج نہیں ہے، پہلے بھی عروج ہوا، جب سلطنتِ روما بہت زیادہ مراتب تک پہنچ گئی تو Germanic tribes نے اسے تہہ و بالا کر دیا۔ پھر ایک دفعہ جب روما کی سلطنت بہت پھیلاؤ میں آئی تو مشرق سے اٹھے ہوئے Attilla the Hund نے اسے ختم کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ جب سلطنت بڑے عروج پر آئی تو

Marfat.com

مسلمانوں نے eastern ایمپائر کو ختم کر دیا اور اس لیے انہیں latest زیادہ یاد ہے۔ ان کو زیادہ یاد یہ ہے کہ ہماری قیادتِ مشرق کو اگر کسی نے چیلنج کیا اور برباد کیا تو وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کا خوف خواہ سلطان امیر تیمور کی شکل میں ہو، خواہ وہ سلطان صلاح الدین کی شکل میں ہو، خواہ وہ امیر سلطانِ اعظم کی شکل میں ہو، ان کو یہ احساس دلاتا رہتا ہے کہ ہمارا یہ اقتدار بھی کبھی چھن جائے گا۔

حضراتِ گرامی! چوبیس ہزار ایٹم بم سے قیادت نہیں بنتی۔ اس لیے کہ کسی ملک کے پاس دنیا میں چوبیس ہزار شہر نہیں ہیں اور نہ بڑی جنگوں میں یا کسی بڑی ایٹمی جنگ میں اتنے ایٹم بم کی ضرورت پڑتی ہے...... امریکہ کے بھی باون ہی شہر ہوں گے جن کو باون ایٹم بم چاہئیں...... زیادہ کرلو تو سو بم چاہیے ہوں گے اور امریکہ بھی ایک ہی شہر پر چوبیس ہزار بم نہیں گرا سکتا۔

خواتین و حضرات! ہم دیکھتے ہیں کہ بڑی سرعت سے، بڑی تیزی سے خیالات بدل رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک کو دیکھتے ہیں اور Turkey کو دیکھتے ہیں، پاکستان جو مذہب کے نام پر بنا تھا، Turkey جو شروع ہی سے secular ہو گیا تھا، تو secular ہونے کے باوجود اسے وہ ترقی حاصل نہیں ہوئی جیسے آج ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ سیکولرازم میں ترقی ہے۔ آزاد خیالی اور روشن خیالی میں ترقی ہے...... اگر ایسے ہوتا تو مملکتِ Turkia آپ سے بہت آگے ہوتی...... عزت میں، برکت میں، ترقی میں، اسلحہ سازی میں بہت آگے ہوتی...... مگر secular Turkey آج بھی یورپ کے دروازے پر کھڑا ہوا ان سے شرکتِ مملکت کی بھیک مانگ رہا ہے اور اس کے برعکس وہ مسلمان، وہ پاکستان، جس کے بارے میں یہ کہا گیا، جس کے بارے میں کتابوں میں لکھا گیا کہ جب پاکستان بنا، اس کی پوری سیکرٹریٹ میں ایک کرسی تھی اور ایک آدھ ورق والی کاپی تھی اور پنسل سرے سے تھی ہی نہیں......

خواتین و حضرات! اللہ کے نام پر بنا ہوا یہ ملک اس وقت خالی اسلام ہی نہیں بلکہ ٹیکنالوجی میں، جدت میں، ایٹم میں، میزائلز میں، دنیا کے انتہائی leading ملکوں میں سے ہے اور اسی وجہ سے یہ مغرب کی نظر میں کھٹک رہا ہے۔ جسے یہ خوف ہے کہ کوئی نہ کوئی ان میں سے اٹھ کر حملہ آور ہوگا۔ اس کی دوسری وجہ خواتین و حضرات یہ ہے کہ وہ ٹائم نہیں دینا چاہتے۔ صرف تین

Marfat.com

سال کے اندر I have a firm faith. Technically speaking کہ مشرقی ممالک یورپ کی supermacy بھی توڑ دیں گے جو F.16 اور F.15 کی شکل میں ہے۔ صرف تین سال بعد اور اگر یورپ نے تین سال کے اندر جنگ کرنی ہے تو ہو سکتا ہے کہ initial خسارہ مسلمان کو ہو۔ مگر ایک اور حقیقت یہ ہے کہ یورپ کو یا امریکہ کو زندگی سے پیار ہے، انس ہے، محبت ہے، وہ کہتے ہیں we only live once and even not like to die in this one life مگر مسلمان......اس کے برعکس اس کی زندگی کا قرینہ یہی ہے کہ یہ عارضی اور فضول سی زندگی ہے۔

"مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ"(البقرۃ 36:2)

(ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے۔)

چند لمحوں کے لیے ہم یہاں ہیں۔ اصل زندگی تو آگے شروع ہونی ہے۔ یہ اتنا بڑا نظری اختلاف ہے۔ اتنا بڑا pusher ہے مسلمان کا کہ وہ زندگی میں جدوجہد سے کبھی غافل نہیں ہوتا اور آج بھی میرا خیال ہے کہ یورپ کے یا امریکہ کے ایوان اگر لرز رہے ہیں تو وہ مسلمان کی اسی عادت سے کہ وہ مرنے سے نہیں ڈرتا اور خود کش حملوں کی آپ کتنی بھی مذمت کر لو مگر یورپیوں کے نزدیک اتنا desperate act کرنے والا کوئی یورپی نہیں ہو سکتا۔

میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ دوسری خبریں اس سے بھی زیادہ طاقتور ہیں جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ دے گئے کہ کچھ ہی عرصے بعد ہونے والے ہنگامہ کبریٰ کی یہ بنیاد ہے اور یہ جنگ آزمائی...... یہ مشرق و مغرب میں بھی ہونی ہے، عیسائیت اور اسلام میں بھی ہونی ہے...... پھر جو بچ گیا...... سو بچ گیا۔ اٹھارہ منٹ میں maximum ایٹمی ہتھیار تو ختم ہو جاتے ہیں، اس کے بعد جو بچ گیا سو بچے گا اور پھر میرا تو خیال یہ ہے کہ ایشیا میں بچ جانے کے لیے یورپ سے زیادہ جگہیں موجود ہیں تو فائنل prospects جو ایشیا کے ساتھ ہیں مشرق کے ساتھ ہیں، مسلمانوں کے ساتھ ہیں مسلسل بمباری کے باوجود آپ دیکھ لیں...... اسامہ ابھی تک زندہ ہے۔ چانس ہمارے زیادہ ہیں...... انشاء اللہ

سوال: پروفیسر صاحب یہ سوال بہت سے دوستوں کی جانب سے آیا ہے جو آج کل

Marfat.com

زمینی حقائق ہیں اس کے متعلق ہے۔ نائن الیون کے واقعات کے اثرات کے بعد آج نبی کریمؐ سے متعلق خاکوں کے خلاف مسلمانوں کے زبردست غم و غصے اور احتجاج کے مابعد اثرات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں: Why are people making cartoons of our prophet?

جواب: بعض اوقات قوموں کے اپنے انداز ہوتے ہیں۔ اگر میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو ان کو اپنی زندگی میں بھی اس قومِ جہلا سے واسطہ پڑا تھا۔ وہ ہر حال میں انہیں اذیت دینا چاہتے تھے۔ جب crusades شروع ہوئیں اور مسلمانوں میں سخت جنگیں شروع ہوئیں تو ایک priest لامینس نے ایک پوری کتاب لکھ ماری۔ اس نے کہا کہ مسلمان ایک بت کی پرستش کرتے ہیں جسے مہیت کہتے ہیں یعنی اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مسخ کیا گیا۔ آپ پندرہ یا بیس کروڑ لوگ ہیں لیکن آپ ان کے ہاتھ اور زبانیں پکڑ نہیں سکتے۔ اگر آپ ان کو مفتوح بھی کر لیں تو وہ کوئی نہ کوئی آپ کے خلاف چھیڑ چھاڑ کر ہی دیں گے۔ جیسے آپ کے اپنے ملک میں قرآن کی تحقیر کی جاتی ہے یا بعض اوقات اس قسم کے solgans لکھے جاتے ہیں مگر بنیادی وجہ جو زوال کی ہے کہ پہلے وقتوں میں مسلمان بادشاہ جب کوئی پکار سنتے تھے، کوئی ایسی بات سنتے تھے تو وہ اس قابل تھے کہ دوسرے ملکوں کو میدانِ جہاد میں گھسیٹ لاتے تھے اور حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زورِ بازو سے defend کرتے تھے۔

اب آپ کا عجیب حال ہے کہ حکومتیں کاسہ لیس ہیں اور شاید اسمِ گرامی کی cost پر بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتے۔ جو آپ کے حکمران ہیں، جو باقی مسلمانوں کے حکمران ہیں اگر ان کے پاس choice ہو تو وہ اس cost پر بھی ان سے تعلقات رکھیں گے۔ رہ گئے وہ سادہ لوگ، غریب لوگ، وہ دل کے اچھے لوگ، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے لوگ، تو ان کے لیے یہ اذیت کا باعث بنا رہے گا۔ مگر جیسے میں نے آپ سے کہا کہ اس حیثیت کو ignore کر کے، صبر سے، استقامت سے مارا جا سکتا ہے اگر آپ انہیں چھیڑیں گے تو وہ آپ کو چڑائیں گے۔ ان کو اگر پتہ ہے کہ مسلمان اس چیز سے دکھ اٹھاتے ہیں تو وہ آپ کو اور دکھ دیں گے۔ جب تک ہم میں زور نہیں بڑھتا، جب تک ہم اس فتنہ کی practically سرکوبی نہیں کر سکتے اس وقت تک ہم نے، ہماری غیرتِ اسلام نے، ہمارے عزتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور نے اگر کوئی

Marfat.com

نقصان اٹھانا ہے تو ہمیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمیں دعا مانگنی چاہیے، ہمیں اپنے دل کے اندر یہ دعا رکھنی چاہیے اور مانگنی چاہیے کہ اے مالک! ہمیں اس قابل بنا کہ ہم عزت رسول ﷺ کے محافظ نکلیں۔ ہم اس قابل ہوں کہ ہم دشمن کی ان باتوں کو روک سکیں۔ آپ کو یاد ہے کہ یہ کتنا نازک مسئلہ ہے کہ وہ جو رسول اللہ ﷺ کی برائی بیان کرتا تھا، فتح مکہ کے دن، کعبہ کے اندر قتل کیا گیا۔ کعبہ کے اندر بھی اگر کسی کا قتل حلال کیا گیا تو وہ شخص ہے جس نے ہجوِ رسول کی ہو اور یہ سزا رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ تو ہر قسم کی بری بات سن کر چپ رہتے تھے۔ وہ تو اللہ کی رحمت تھی۔ خلق اور انکسار کا عالم عجیب تھا۔ وہ تو بدترین دشمنوں سے بھی بات سنتے تھے اور صبر کا ہی دامن تھامے رکھتے تھے مگر یہ سزا اللہ نے دی ہے، ان لوگوں کو جو ہجوِ رسول کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ شاید ہم کچھ نہیں کر سکتے، دور ہیں...... سمندر حائل ہیں، کمزور ہیں...... ہتھیار کند ہیں...... نیامیں ٹوٹی پڑی ہیں مگر اگر آپ اعتبار رکھو تو آپ یقین جانو کہ اللہ یہ بدلہ ضرور لے گا۔ وہ اپنے دوست کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دے گا۔

سوال: کیا بات ہے کہ آج کوئی غازی علم دین پیدا نہیں ہو رہا؟

جواب: ...... بہت ہیں...... یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نہیں ہوا...... میرا خیال ہے کہ یہ زمانہ زیادہ سرعت پذیر emotions رکھتا ہے اور ایک آدھ دن کے فرق سے آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اسے سزا نہیں ملے گی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جنرل ڈائر کو ایک ہندوستانی نے پارلیمنٹ میں گھس کر مارا تھا تو آپ کو تھوڑا سا وقت لگتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ آپ ہفتے دو ہفتے بعد سنیں کہ وہ Denish ایڈیٹر کسی نے قتل کر دیا۔ پہلے ایک یہی واقعہ ہو چکا ہے کہ مووی بنانے والے، فلم ڈائریکٹر کو قتل کر دیا گیا تھا...... ہماری تہذیب ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ ہمارے ایمان کا اعلیٰ ترین وصف اللہ کو لَاشَرِیْکَ لَہٗ ماننا ہے اور دوسرا سب سے بڑا وصف اللہ کے رسول ﷺ کو جان و مال، اور اولاد سے بڑھ کر محبت کرنا ہے اور یہ افسانہ نہیں ہے۔ حضرت حمزہؓ کے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب ایک غزوہ میں ان کے ایک، دو، تین، چار بیٹے شہید ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ کوئی بات نہیں کہ میرے بیٹے شہید ہوئے، مجھے رسول اللہ ﷺ کی خبر سناؤ۔ بتایا گیا کہ وہ اللہ کے فضل سے زندہ ہیں تو پھر فرمایا کہ اب مجھے اپنے

Marfat.com

بیٹوں کی شہادت کا کوئی غم نہیں ہے۔

ہماری تو محبتیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہیں...... میں imagine کرتا ہوں آپ یقین کریں کہ کبھی ترس بھی آتا ہے کہ اس خود غرض اور ناخود شناس قوم کو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنے christ سے محبت نہیں کرتے۔ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ ہم کیوں نہیں حضرت عیسیٰؑ سے اتنی محبت کرتے۔ میں ان کی مجبوری بھی سمجھتا ہوں۔ It is lack of understanding میں سمجھتا ہوں۔ It is a very big gap of comprehension between these two religions. یعنی ہم حضرت عیسیٰؑ کے دامنِ پاک میں خراش ڈالنے سے بھی خوفزدہ ہیں، ہمیں ان سے اتنی محبت ہے، اتنا انس ہے مگر وہ اپنے نبی کو بھی جا و بے جا رسوا کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بھی cartoon چھاپتے رہتے ہیں، ان کے بارے میں بھی ایسی ایسی واہیات باتیں کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان کا دل دکھ جاتا ہے مگر christians کا نہیں دکھتا۔ I think ان کو religion کی وہ value ہی نہیں پتہ، اس لیے میں تو نہیں سمجھتا کہ اس کو زیادہ زیرِ بحث لانا چاہیے......

سوال: روح اور نفس میں کیا فرق ہے؟

جواب: جیسے میں نے آپ سے کہا کہ روح اور نفس دو علیحدہ حقیقتیں ہیں اور روح کی حقیقت یہ ہے کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ جب اس کو بنایا تو اس میں ایک positive اقرار رکھ دیا۔ جب نفس کو بنایا تو اس میں انکار رکھ دیا اور حدیث یہ کہتی ہے کہ نفسِ انسان میں اللہ نے اپنا سب سے بڑا دشمن تخلیق کیا۔ اُدھر جبلتوں کا ارتکاز کر دیا، اِدھر عقل و معرفت کا شعور بخش دیا...... یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ دونوں دشمنوں کو ایک مکان میں رکھا، جسے وجودِ انسان کہتے ہیں۔ ساری عمر کی جنگ ہے، کون جیتے، کون ہارے......؟؟

سوال: How can we judge our set of priorities?

جواب: priorities کو judge نہیں کرنا پڑتا۔ اس میں دو تین طریقے ہیں۔ Being a small teacher میں وہی طریقہ آپ کو بتاتا ہوں جس میں ایک تنہا، اکیلے آدمی نے جدوجہد کی، قدر کی شناخت کی۔ یہ بھی میرا دعویٰ نہیں ہے جیسے میں نے کہا کہ کہاں تک میں

Marfat.com

نے اسے سوچا، سمجھا، جانا، جتنی مجھے توفیق ہوئی اتنا مجھے میسر ہوا، مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ mentally decide کر لیں تو اس کا دوسرا قدم اس priority کو maintain کرنا ہے۔

بہت سے لوگ حقوق العباد ہی کو تسبیح سمجھتے ہیں مگر بڑی خوبصورت بات کسی نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے پوچھی اور کہا کہ کیا ایسا حرام ہے جس میں حلال کا کوئی شائبہ نہیں اور کیا ایسا حلال ہے جس میں حرام کا کوئی شائبہ نہیں؟ فرمایا کہ اللہ کا ذکر ایسا حلال ہے جس میں حرام کا کوئی شائبہ نہیں اور غیر اللہ کا ذکر ایسا حرام ہے جس میں حلال کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ اگر آپ اللہ کو چاہتے ہو اور اس کی priotrity کو maintain کرنا چاہتے ہو، صبح کھاتے ہو، شام کھاتے ہو، پانی پیتے ہو، تمام تعلقات قائم ہیں تو کم از کم اللہ کو یہ تو کہہ دو کہ:

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

اس خیال کی غفلت کو کم از کم minimum bases پر دور کرنا ضروری ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث ہے: پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے اچھا کام کون سا لگتا تھا۔ فرمایا: ''تھوڑا مگر متواتر''۔ تو آپ کم از کم خدا کی یاد کو اس کے ذکر کو اپنی زندگی میں اس طرح شامل کر لیجیے کہ وہ کبھی آپ کے ہاتھ سے نہ جائے۔ جب ہاتھ سے جائے گا، جب آپ اللہ کو یاد کرتے ہوئے اسے بھولو گے، تو خدا ضرور پوچھے گا کہ آج کون سا کام تمہیں مجھ سے زیادہ important لگا کہ آج تم میرا ذکر بھول گئے اور خواتین و حضرات یہ ذکر وہ عمل نہیں ہیں جو ہم خیر کے کرتے ہیں، وہ ہمارے صدقات ہیں۔ پروردگارِ عالم نے تمام چیزوں کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا۔ ایک voluntary ذکر ہے جو ہم شوق سے کرتے ہیں۔ یہ خدا کے ساتھ Personal relationship ہے۔ نماز اور روزہ اجتماعی relationships ہیں، یہ قاعدہ اور قانون کی بندش کے relationships ہیں۔ نماز کے لیے وضو ہے، کھڑا ہونا پڑتا ہے، مصلیٰ بچھانا پڑتا ہے اور اس کو اللہ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا:

''اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ''

کہ کتاب کی تلاوت کرو اور امر و نہی سے آگاہی پاؤ، دیکھو کہ کیا میں نے جائز لکھا اور

Marfat.com

کیا ناجائز لکھا اور پھر فرمایا:

''وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ''

نماز قائم کرو کیونکہ نماز کا قائم کرنا اس کا قاعدہ اور قانون مسلم معاشرے کی بنیاد ہے، اس سے کوئی بری الذمہ نہیں ہے سوائے پاگل، نابالغ اور مجنون کے اور سویا ہوا جس پر اللہ کا قلم حرکت نہیں کرتا، نماز کسی کا کوئی مسئلہ نہیں، نہ ہی یہ نزاع کا مسئلہ ہے۔ مگر تیسری بات بہت اہم ہے:

''وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ'' (العنکبوت 45:29)

(اور اللہ کی یاد بہت بڑی بات ہے۔)

یہ Personal relationship ہے۔ Personal relationship میں اللہ نے فرمایا کہ کوئی قید نہیں ہے:

''فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ'' (النساء 4:103)

کھڑے، بیٹھے، کروٹوں کے بل جیسے چاہو یاد کرو مگر اک خیال سے کرو:

''فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ'' (البقرۃ 2:200)

ایسے جیسے محبت سے اپنے ماں باپ کو یاد کرتے ہو۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے خوف سے یاد کرو۔ اللہ نے کہا کہ مجھے محبت وانس سے یاد کرو۔

''اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا'' (البقرۃ 2:200)

(ذرا زیادہ یاد کرو......)

مجھے اپنے تعلقات سے ماں باپ سے، بیوی بچوں سے بھی ذرا زیادہ یاد کرو، تا کہ مجھے پتہ چلے کہ تم ہر ایک سے زیادہ مجھ سے انس رکھتے ہو، مجھ سے پیار کرتے ہو۔

''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' (آلِ عمران 3:92)

اے بندگانِ خدا! اے میرے عزیز ترین رسول کے امتیو! مجھے تم سے بڑا انس ہے مگر ایک بات یاد رکھنا کہ تم مجھے پا نہیں سکتے، جب تک کہ اپنی تمام محبتوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ذکر و اذکار کی توفیق دے۔ اتنا یاد رکھیے کہ لوگ معانی میں بہت غلط فہمی پیدا کرتے ہیں، اہلِ علم نے اور اہلِ کتاب نے اس میں بڑا غلو بھر دیا ہے۔ ہمارے اعمال

Marfat.com

کسی سے کم نہیں ہیں، نہ ان میں کوئی کمی کو کہہ رہا ہے مگر مقاصد تمام اعمال کے ایک ہی ہیں قرآن پڑھو...... کیوں پڑھو؟ کیونکہ یہ اللہ کی یاد ہے:

''نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ'' (الحجر 15:9)

نماز پڑھو...... کیوں پڑھو؟ کیونکہ یہ میری یاد کے لیے ہے:

''وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ'' (طٰہٰ:14)

وہاں زبردستی کی یاد ہے اور یہ یاد voluntary محبت اور خلوص کی یاد ہے۔

سوال: کشف المحجوب میں ہے کہ ایسی حدیث، جس پر عمل کرنا فسق و فجور میں مبتلا کردے تو اس کا ترک کرنا اس کے اختیار کرنے سے بہتر ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سید ہجویرؒ نے یہ بات لکھی ہے اور اس کے مطالب میں اہلِ دل کے لیے ایک advice ہے۔ قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کے دور میں فلسطینی یہودیوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ فلسطینی یہودی اس قدر متقی اور پرہیزگار بنتے تھے اور مذہب پر اتنے سخت تھے کہ ان کی عبادات سے اہلِ اخلاص شرماتے تھے قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

''فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی'' (النجم:32)

(مت کہو اپنے آپ کو متقی اور پرہیزگار، میں جانتا ہوں تم کتنے پرہیزگار ہو۔)

جب حضرت عیسیٰؑ نے ان کا یہ تقویٰ اور طہارتیں دیکھیں، سود دیکھا، ان کی حرام کاری دیکھی مال غصب کرنا اور ٹیکس لینا دیکھا اور جب وہ طوائف کو پتھر مارنے لگے تو حضرت عیسیٰؑ نے بھی ان سے کہا کہ ظاہرہ عبادات میں تم لوگ جتنے بھی بڑے ہو مگر اس طوائف کو پہلا پتھر وہ مارے جس نے خود اس حرکت کا ارتکاب نہ کیا ہو اور اتنا یاد رکھو:

''وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ''

(آلِ عمران:49)

(میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ تم گھروں میں کیا کھاتے، کیا پیتے اور کیا چھپاتے ہو اور تم نے کیا ذخیرہ کر کے رکھا ہے۔)

حضرت عیسیٰؑ کے اس قول کو کسی نے چیلنج نہ کیا اور وہ فلسطینی، یہودی علماء سارے کے

Marfat.com

سارے غائب ہوگئے اور انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے مستقل دشمنی پال لی۔ تو حضراتِ گرامی ہمارے اوپر یہ لازم ہے کہ ہم اخلاص کو شرطِ وفا رکھیں، اسے ہاتھ سے جدا نہ ہونے دیں، اور خداوندِ کریم سے یہودی فلسطینیوں کی طرح محبت نہ کریں، بلکہ اللہ کے بندوں کی ایک واحد valueایسی ہے جس پر شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا اور وہ اخلاص ہے۔ جب اس نے کہا کہ اے میرے خدا مجھے مہلت دے کہ میں تیرے بندوں کے دائیں اور بائیں سے آؤں گا، آگے پیچھے سے، اوپر تلے سے آؤں گا اور ان کو ضرور گمراہ کروں گا تو اللہ نے کہا کہ تو ضرور کرے گا اور سب کا حصہ تیرے ساتھ لکھا ہے مگر ایک قسم کے بندوں پر تو کبھی قابو نہ پاسکے گا:

"اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ" (صافات 40:37)

(سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔)

اللہ کے اخلاص کے ساتھ ہر عبادت بارآور اور معنی خیز ہوتی ہے اور اس کے بغیر تمام تر ریا و نفاق ہے۔

سوال: اگر اللہ ربّ العالمین اپنے کسی گناہ گار بندے پر اپنا فضل و کرم کردے اور اسے رشد و ہدایت عطا کرے تو کیا وہ بندہ اللہ کی اس مہربانی کو چھپا کر رکھے یا اللہ کی اس بڑائی اور فضل کو بیان کرے۔ اپنی کسی خوبی، قابلیت اور صلاحیت کے اظہار کے لیے اللہ کا فضل کسی کے سامنے بیان کرے یا نہ کرے؟

جواب: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ نے کسی کو کوئی اہلیت اور کوئی مقامِ عزت بخشا ہے تو وہ اسے کیوں ظاہر کرے؟ جیسے اللہ نے اپنے ولی چھپا کر رکھے ہیں، اسی طرح اولیا نے اپنا اللہ چھپا کر رکھا ہے۔ یہ اخفا اس لیے ہے کہ فقرا کے بہت سے درجات ہیں، جیسے مجدد ہیں، ان کو تجدیدِ دین سونپا جاتا ہے، جیسے قطب الاولیا ہیں، جنہیں اشیاء اور اسما سونپی جاتی ہیں۔ کسی نے خواجہ مہر علیؒ سے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ جو قرآن میں آیا ہے:

"فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ"

(تم ہمارا ذکر کرو، ہم تمہارا ذکر کریں گے اور ہمیں مانتے جاؤ اور ہمارا انکار نہ کرو۔) (البقرۃ 152:2)

Marfat.com

تو خدا کیسے کرے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ اہلِ اللہ کے درباروں پر کیسی رونقیں ہوتی ہیں۔ صبح وشام قرآن پڑھے جاتے ہیں۔ تسبیحات ہوتی ہیں، دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ یہ اصحابِ سکینہ وتسکین ہوتے ہیں۔ یہی اللہ کی یاد ہے، حضراتِ گرامی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کوئی ولی کیوں اپنے آپ کو ظاہر کرے گا۔ جسے اللہ نے خلق میں عزت دینی ہے اور اپنا خاص بندہ مقرر کرنا ہے اسے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ خلق جس کی تعظیم کرتی ہے وہ اللہ کے فضل سے کرتی ہے، مخلوق جس سے رجوع کرتی ہے، وہ اللہ کے فضل سے کرتی ہے اور یہ حدیث قائم ودائم ہے کہ ''مدحتِ خلق کو خدا کا انعام سمجھو۔'' جسے یہ انعام ملا ہو، اسے اس کا اشتہار دینے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال: آپ نے لیکچر کے شروع میں فرمایا تھا کہ اللہ کا ایک معیار ہے اور وہ آپ کے معیار تک نہیں آئے گا پھر آپ نے فرمایا کہ آپ کی capacity کے مطابق چاہے عالم ہو چاہے جاہل سوال ہوگا کہ تمہارا رب کون ہے؟

جواب: خدا آپ کے معیار پر نہیں آئے گا، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ ذہنی طور پر خدا کی وہ حیثیت مجروح نہ کریں جو اس کی ہے How would it be when Prime Minister sits on his peon's chair. یہ تفنّن تو ہوسکتا ہے مگر کیا seriously کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ صدر مملکت آتے ہوئے خود چپڑاسی کی کرسی پر بیٹھ جائے اور چپڑاسی کو اپنی کرسی پر بٹھائے۔ یہ ہونہیں سکتا کہ آپ خلاقِ عالم کو، عالم الغیب والشہادۃ کو اور کائناتوں کے خالق کو اس سے Lowest position پر adjust کرو۔ یہ اجتہادی غلطی نہیں ہے، فاش ترین غلطی اور احمق ترین قدم ہے جو ہم اللہ کے لیے اٹھاتے ہیں۔ آپ کم از کم mentally بالکل clear اور واضح ہوجاؤ کہ اللہ ترجیحِ اوّل ہے۔ اس کائنات میں اس کی حیثیت کے مطابق اس کو treat کرنا ہے، اس کی بندگی کا اعلان کرتے ہوئے، اس سے بڑی کوئی چیز نہیں سمجھنی تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز اگر آپ ذہناً یہ غلطی دور کرلو گے تو پھر باقی سوال کے بھی اہل ہوجاؤ گے۔

سوال: نفسیاتی اعتدال جس کی بدولت انسان ایک نارمل Social life گزارتا

Marfat.com

ہے اور وہ روحانی اعتدال کہ جس کے بارے میں خدا کہتا ہے کہ میرے دوستوں پر کوئی خوف و حزن نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں کیا بنیادی فرق ہے؟ اور کیا روحانی اعتدال کے لیے نفسیاتی اعتدال ضروری ہے جس کی وجہ سے سوشل لائف گزاری جاتی ہے۔

جواب: نفسیاتی اعتدال ہمارا اپنا سائیکالوجی کا متعین کردہ پیمانہ ہے۔ ہم نے Normalcy کا ایک انداز اور Pattern مقرر کر رکھا ہے جیسے یہاں بہت سے احباب جمع ہیں اور اگر کوئی شخص یہاں سے اچانک چھلانگ مار کر کھڑا ہو جائے اور چیخ مار کر نعرہ بلند کرے تو یہ چیز سب کو چونکا دے گی اور لوگ کہیں گے کہ یہ صاحب اعتدال سے نکل گئے ہیں مگر یہ کوئی نہ دیکھے گا کہ تمام حضرات جو یہاں موجود ہیں، کسی نہ کسی غم و غصہ کا، احساسِ محرومی کا، افسوس کا یا احساسِ زیاں کا شکار ہیں کیونکہ نفسیاتی اعتدال میں صرف خارجی Value کو نظر میں رکھا جاتا ہے یعنی جب تک کہ کوئی کیفیت ایسی نہیں ہو جاتی اس پر Abnormal کا فتویٰ نہیں لگے گا مگر اللہ جو بندوں کو دیکھنے والا ہے، ان کے اندر جھانکنے والا ہے، جس نے انسانوں کو بنایا ہے، اس کا اعتدال کا نظریہ ذرا مختلف ہے اور اللہ کے نزدیک اعتدال یہ ہے کہ

"وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"

اللہ کے معتدل بندوں پر Fears اور Frustraions نہیں ہوتے ،نفسیاتی اعتدال کے باوجود ہر انسان Fears اور Frustrations کا شکار ہوتا ہے مگر اولیا اللہ جب معتدل ہو جائیں تو وہ خوف سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

سوال: قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر آپؐ کے بیٹے بھی پیدا ہوئے۔ اس بات کی وضاحت کریں؟

جواب: آپ ﷺ کی اولاد نرینہ ہوئی مگر اللہ نے اپنی حکمتِ عالیہ سے وہ اولاد لے لی، اس لیے کہ ابھی کچھ مراحل ایسے تھے نبوت کے جن تک ہماری آگہی نہیں جاتی تھی، بہت سے مسلمان اپنے باپ سے محروم ہونے تھے، بہت سے مسلمانوں کو اپنے آباؤ اجداد سے گلہ ہونا تھا، کبھی کسی شریف کا باپ بدکار ہوتا تھا اور کبھی کسی بدکار کا باپ شریف ہوتا تھا تو یہ Averages صحیح نہیں بنتی تھیں تو اللہ نے یہ چاہا کہ محمد ﷺ کسی فرد واحد کے باپ ہونے کے بجائے پوری

Marfat.com

امت کے باپ رہیں۔ ان کی اولاد اس لیے لے لی گئی کہ ان کی کوئی خاص اولاد یہ دعویٰ نہ کرے کہ ہم ان کے بیٹے ہیں بلکہ آج میں اور آپ بھی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ اس لیے قرآن نے یہ کہا کہ ''اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیری بیبیاں امہات المومنین ہیں۔'' اگر ان کی بیبیاں امہات المومنین ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے باپ ہیں۔ یہ بہت بڑا شرف تھا کہ جو اللہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے بخشا اور اس پر ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اگر کسی کا باپ خراب نکلا تو اسے اپنے اس روحانی اور معنوی باپ پر نظر رکھنی چاہیے تو اس کی زندگی ان شاء اللہ اس سے کہیں بہتر گزرے گی جو اب گزر رہی ہے۔

سوال: نظر لگنے کا کیا تصور ہے؟

جواب: ہاں جی ''نظر'' تو بالکل صحیح لگتی ہے۔ نظر کا فلسفہ یہ ہے کہ دماغ ایک Charge پر قائم ہے۔ پورا دماغ ایک الیکٹریکل Charge پر چلتا ہے اور یہ معمولی سا Charge اس کے سولہ کروڑ خلیوں کو زندگی دیتا ہے، حرکت دیتا ہے اور ان میں سے آٹھ، دس، بیس ہزار خلیے متحرک ہوتے ہیں اور آج تک چھتیس، چالیس ہزار خلیوں سے کام لیا گیا ہے اور باقی کروڑوں خلیے بیکار پڑے ہیں۔ ''نظر'' جو ہے ایک Sudden flash میں اس تمام برقیاتی Charge کو Concentrate کر دیتا ہے۔ ''نظر'' اسمِ اعظم کی طرح ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے پوچھا گیا کہ اسمِ اعظم کیا ہے؟ فرمایا ''جب تو اللہ کا ایسے نام لے کہ ہر چیز اُس میں سے خالی ہو جائے تو وہ اسمِ اعظم ہے۔ نظر وہ کیفیتِ باطن ہے جو دل کو، دماغ کو، باقی تمام کیفیتوں سے خالی کر دیتی ہے۔ Electric Charge سے اتنی Concentrate ہو جاتی ہے کہ اس کا دباؤ جا کر اگلے انسان پر پڑتا ہے۔ اس کو نظر کہتے ہیں۔ نظر اتارنے کے کچھ طریقے ہیں مگر اس کا سادہ ترین طریقہ دعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم فرمائی:

''بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا'' (حصنِ حصین)

(اللہ کے نام پر اے اللہ تو اس نظر بد کے گرم و سرد کو اور دکھ اور درد کو دور کر دے۔)

کہ اس شخص کو، گرمی سے، سردی سے اور برائی سے بچا۔ یہ نظر کا دم ہے، یہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ جن لوگوں کو نظر لگنے کی فکر ہو، وہ اس دعا کو یاد رکھیں، پڑھا

Marfat.com

کریں۔ ان شاء اللہ یہ اُن کو نظر نہیں لگنے دے گا۔

سوال: پچھلے دنوں جنت کے بارے میں تصویریں اخباروں میں چھپی ہیں۔ جنت کو صرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا انسان قیامت تک اتنا علم حاصل کر لے گا کہ جنت کو دیکھ سکے؟

جواب: جی نہیں! اس لیے کہ حدیثِ رسول ﷺ میں ہے کہ کوئی انسان نہیں جانتا کہ اس کی آنکھ سے چھپا کر اللہ نے اُس کے لیے کیا رکھا ہے تو کم از کم جنت کو تو ہم لوگ دیکھ نہیں سکیں گے۔ اس لیے کہ ابھی میرے نزدیک Cosmos کا جو Concept ہے، وہ یہ ہے کہ شاید جتنی دور تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے، یہی کائنات ہے۔ For Example ابھی اُس کی جو Limits ہیں یا اس کی جو عمر ہے، وہ Fifteen billion years ہے۔ ابھی تک جو Cosmos کی دریافت شدہ عمر ہے وہ Fifteen billion years ہے مگر ابھی جو نئی دریافت کا انہوں نے Distance بتایا ہے، وہ Fifteen Trillion light years ہے۔

ابھی سوال یہ ہے کہ پروردگار نے کہا کہ میں نے سات آسمان بنائے ہیں اور اسی طرح کی سات زمینیں تو ہمارا Concept یہ کہتا ہے کہ چونکہ ہم ایک بڑے محدود Angle سے پوری کائنات کو دیکھ رہے ہیں تو ہم اللہ کے سات آسمانوں کی اصل تک ابھی نہیں پہنچ سکے۔ And maybe beyond these galaxial order which we have discovere.

''اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' (الرحمن 33:55)

جو ہمارے سامنے ہیں اور جن سے انسان آگے نہیں نکل سکتے تو یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ Fifteen trillion light years کی جو Discovery ابھی ہوئی ہے، اس کے پیچھے بھی کوئی ایک ایسی ہی Galaxy یا کائنات موجود نہ ہو۔ اسی لیے سائنس ابھی تک اس معاملے میں طفلِ مکتب ہے بلکہ سب سے بڑی Tragedy تو یہ ہے کہ ابھی تک سائنس کو وہ پیمانہ نہیں مل سکا جس سے اس Cosmos کے Distance کو ماپا جا سکے۔ وہ ہر روز ایک نئے پیمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کا قرآنِ مجید میں ذکر کیا ہے:

''اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ''

Marfat.com

کہ اللہ نے سات آسمان بنائے ہیں اور اسی طرح کی سات زمینیں بھی۔ اللہ نے خالی سات زمینوں کا ذکر نہیں بلکہ ان کی آبادی کا بھی ذکر کیا ہے۔

''یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ''

(اور ان سب زمینوں پر ہمارا حکم اُترتا ہے۔)

کیونکہ قرآن حکم ہے۔ اس لیے خدا کا یہ قولِ مبارک ہے کہ ہم نے سات آسمان بنائے، سات Constellations بنائی ہوئی ہیں جس کے ساتھ سات Life Belts یعنی Earth وابستہ ہیں، ان میں انسان آباد ہے اور ان میں ہمارا حکم اترتا ہے۔

''لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''

(اور یہ اس لیے ہے کہ تم جان جاؤ کہ اللہ کتنی بڑی قدرت والا ہے۔)

جہاں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا لفظ ہے، وہ اس بات پر نہیں ہے کہ خالی قدرت والا ہے بلکہ اس بات پر ہے کہ وہ کتنی بڑی قدرت والا ہے۔ اس کا احاطۂ قدرت چونکہ ممکن نہیں ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ By now after a long years of human excercise in cosmological knowledges, We have been able to just open the first chapter of galaxial life.

دوسری بات یہ ہے کہ میرا یہ بھی ذاتی خیال ہے۔ افسوس کہ میں ایک Physist نہیں ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ کسی دن اچھے Physists اس امکان کے بارے میں جان لیں گے جو اس وقت میرے دماغ میں ہے کہ کائنات کی کوئی بھی Expansion multisider نہیں ہے بلکہ جیسے ٹارچ سے نکلی ہوئی روشنی بہت بڑی کائنات کا احاطہ کرتی ہے اور جیسے آنکھ سے...... ایک چھوٹی سی، مختصر سی آنکھ سے جس کے بارے میں شاعر یہ کہتا ہے کہ

دیکھ اللہ ہے چھوٹے کو بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تِل میں ہے دکھائی دیتا

اگر ایک چھوٹے سے نقطۂ مرکوز اور منبعِ روشنی سے ہم پوری کائنات کا Vision حاصل کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری کائنات کا یہ جو فشار ہے، یہ وہی وسیع تر کائنات ہے

Marfat.com

جس کے بارے میں پروردگار نے یہ ارشاد فرمایا کہ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا ہم نے آسمان کو زورِ بازو سے بنایا، قوت سے بنایا وَاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور ہم اسے وسیع تر کر رہے ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ multisided Expansions ہوں بلکہ یہ کائنات ایک رخ سے کھولی جا رہی ہے اور اس کے پیچھے وہ طاق ہے اور اس طاق کے پیچھے وہ چراغ ہے۔ اس چراغ کے سامنے وہ آئینہ ہے...... جیسے یہ میرا طاقِ نظر ہے...... جیسے اس میں یہ آئینہ روشن ہے...... جیسے اس میں سے نکلتی ہوئی روشنی کائنات کا احاطہ کر رہی ہے۔ ایسے ہی یہ پوری کی پوری کائنات پلٹتی ہوئی خدا کی نظر تک جاتی ہے۔

"وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" (الشوریٰ 11:42)

سوال: حضرت محمد ﷺ کے اعتدال تک پہنچنا عام آدمی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" ہم ان سے قریب ہونے کی تو کوشش کر سکتے ہیں لیکن اگر غیر ارادی طور پر اعتدال کے قریب نہ آیا جائے تو کیا اس کے لیے بھی سرزنش ہے؟

جواب: یہ ہمارے لیے بالکل ممکن ہے کہ شاید اس کائنات میں اور جہاں تک میرا علم کہتا ہے، واحد استادِ عظیم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اعتدال کوئی Fixity نہیں ہے۔ یہ کوئی مستقل سختی سے قائم شدہ حد نہیں ہے بلکہ اعتدال ایک بہت بڑا دائرہ ہے۔ ایک کھلا دائرہ ہے۔

میں نے تو اپنے بچپن میں دیکھا تھا اور آپ نے بھی ضرور دیکھا ہوگا کہ ہم ایک لکڑی کا "گڈا" لایا کرتے تھے اور اسے لکڑی کے ہی پیڈسٹل پر رکھا کرتے تھے، اس کو ہلاتے تھے تو کافی حد تک وہ نیچے جانے کے باوجود دوبارہ اپنے پیڈسٹل پر واپس آ جایا کرتا تھا تو اعتدال کا دائرہ وہاں تک ہے جہاں تک آپ کے پاؤں پیڈسٹل سے اکھڑ نہیں جاتے اور پروردگار نے اس پیڈسٹل کے پاؤں اکھڑنے کی ایک علامت رکھی ہے کہ:

"تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ"

(کہ یہ اللہ کی حدود ہیں)

"وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"

Marfat.com

(اور اگر تم نے ان حدود اللہ سے تجاوز کیا تو تم ظالموں میں سے ہو)

اور یہ نہیں ہے کہ ظالموں کا بھی کوئی علاج نہیں بتایا۔ یہ نہیں کہ اگر خدانخواستہ آپ اتنے بڑے بحران میں الجھ جائیں تو پھر آپ کی واپسی نہیں ہے۔ وہاں بھی اصولِ رحمت ہے کہ

"لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"

اعتدال کے دائرہ میں شاید آخری Limit صرف انکار ہے، کفر ہے، حدود اللہ ہے۔ اس سے پہلے پہلے ہر مسلمان کے لیے یہ دائرہ Achieve کیا جا سکتا ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب! آج کے معاشرے میں عوام کو اعتدال کی طرف کیسے مائل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کچھ انڈین فلمز اور موویز کا زمانہ ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ محبت کے سوا جس کے افسانے ہر فلم میں گائے جاتے ہیں And young people love it very much to listen them. تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ خام سی محبت ہے۔ اسی جذبہ محبت کو ہم استعمال کریں، Refine کریں، بہتر کریں تو اللہ کو چلا جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ Response اچھا ہے۔ ابھی تک جو جوان میرے ساتھ وابستہ ہیں، میں نے دیکھا کہ ان کا Response بہت اچھا ہے، انسیت چاہیے، محبت چاہیے، خوفِ خدا کی طلب اچھی ہے، مناسب ہے مگر وہ شاید ان لوگوں کے لیے ہے کہ جو انس اور محبت میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ان کو اپنی ذرا ذرا سی خطا سے خدا کی دوری کا گمان ہوتا ہے تو میرا خیال ہے اس کو ہم خوفِ خدا کہیں گے۔

بائیس سال تک ایک Mature most social set up پر قرآن اترتا رہا۔ رفتہ رفتہ...... ہلکے ہلکے...... ہر چیز بڑی سمجھائی...... پیار کے ساتھ ایک چیز کا عادی کیا...... دوسری کا کیا...... پروفیسر صاحب! لیکن آج کے استاد میں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ میں یہ فرق ہے کہ اس استاد میں اتنا Patience تھا، اتنا صبر تھا، اتنا ظرف تھا کہ وہ بدترین سے بدترین Students کو اٹھا کر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کر گیا لیکن آج کا استاد اتنا ظرف نہیں رکھتا۔

سوال: صوفی Poet بابا بلھے شاہ کا اعتدال میں کیا مقام ہے؟

جواب: ان لوگوں پر شاید جذبہ قانون لاگو ہوتے ہیں اور اس حدیث

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت کہ ''خدا نے قلم اٹھالیا اس پر سے کہ جو مجنون ہے اور سویا ہوا ہے۔'' ہم ان کی کوئی علمی حیثیت نہیں مانتے۔ ان کا جذب، ان کا سرور، ان کی سرمستی کو شرعی نہیں کہا جا سکتا۔ میں ضرور کہوں گا کہ بابا بلھے شاہ نے اس وقت کی Academic practical کے تناقض کو دیکھتے ہوئے اس کے خلاف ایک طرح کی جنگ لڑی ہے جیسے فلسطین کے تناقض کو دیکھتے ہوئے قومِ موسیٰ علیہ السلام کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فلسطینیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اسی طرح جب تعلیمی اقدار اپنی سخت بے لچک روش کا شکار ہو جاتی ہیں اور جیسے مولوی اور ملا کی ہر دور میں اہلِ ظرف اور اہلِ دل کی اس Academic کے ساتھ ایک جنگ رہی ہے۔

اگرچہ یہ غیر معتدل ہے۔ بغیر شرع کوئی رستہ طریقت کو نہیں جاتا اور بغیر طریقت، شرع ایک بے معنی اصولِ جنگ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات مغلوب الجذبات لوگوں نے یہ جنگ کثرت سے لڑی ہے جیسے حافظِ شیراز نے لڑی ہے جس کو میں اہلِ قلب میں سے کہوں گا، اہل تصوف نہیں کہوں گا۔ صوفی حضرات کبھی اہلِ مساجد سے جنگ نہیں لڑتے، اگرچہ اُن کی نیات اور اِن کی نیات میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ حافظ نے کہا:

واعظاں چوں جلوہ بر محراب منبر می کنند

(جب محراب و منبر پر یہ نمودار ہوتے ہیں تو یہ کچھ اور ہی کہتے ہیں۔)

چوں بہ خلوت می روند واں کار دیگر می کن

(اور جب وہ خلوت میں جاتے ہیں تو کچھ اور ہی کام کرتے ہیں۔)

یہ جنگ نیات اور متشدد اعمال کی ہے۔ یہ Bifurcation کی وجہ سے، ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے جاری رہی مگر اس جنگ میں ہمیشہ اہلِ دل ہی جیتے۔ بدقسمتی سے کوئی مولوی اس جنگ کو نہیں جیتا۔ برصغیر میں اگر آپ تبلیغ کے پہلوؤں پر نگاہ ڈالیں تو تمام کے تمام تبلیغ کے وارثین اہلِ قلب نظر آتے ہیں، اہلِ تصوف نظر آتے ہیں۔ علماء نظر نہیں آتے اور یہ علیحدہ بات ہے کہ عارفِ خداوند عالم ضرور ہوتا ہے مگر ہر عالم عارف نہیں ہوتا۔ دراصل یہ تبلیغ، یہ رشد و ہدایت، یہ خدا کے رستے جو کشادہ ہوئے، یہ ان عارفین باللہ کی وجہ سے ہوئے جو ساتھ ساتھ عالم بھی تھے۔

جب حافظ شیرازی فوت ہو گئے تو ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ مولانا حضرات نے فتویٰ

Marfat.com

دے دیا کہ یہ کسبِ غیر میں رہا، فاسق تھا، فاجر تھا۔ اس کا جنازہ نہیں پڑھایا جائے گا لیکن لوگ حافظ سے بڑی محبت رکھتے تھے، انس رکھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم تو جنازہ پڑھیں گے۔ اس بات پر بہت بڑا شہر فساد کی نذر ہو گیا۔ پھر ہاتف غیبی نے آواز دی "بات سنو! تم اس پر جو لہو ولعب کا الزام لگا رہے ہو تو ایسے کرو کہ دیوانِ حافظ کھولو۔ فیصلہ دیوان پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جو شعر سامنے آ گیا، اس پر فیصلہ دے دیتے ہیں۔ اگر شراب وخمر اور واہیاتی کا شعر ہوا تو جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ اچھا شعر نکل آیا تو پڑھ لیں گے۔" جب دیوان حافظ کو کھولا گیا تو پہلا شعر جو نظر آیا کہ

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ

(حافظ کے جنازے سے قدم باہر مت کھینچ)

اگرچہ غرقِ گناہ ہیست می رود بہ بہشت

(اگرچہ گناہوں میں غرق ہے مگر بہشت کو جا رہے ہیں۔)

اُس کے بعد ایک عرصہ تک حافظ آنے والوں میں لسانِ الغیب ٹھہرا اور آج بھی لوگ دیوانِ حافظ کی فال لیتے ہیں، فال کے اور بڑے بڑے طریقے ہیں مگر مسلمانوں میں سب سے مستند جو فال نکالی جاتی ہے، وہ دیوانِ حافظ کی ہے اور اس واقعے کی وجہ سے کہ یہ غیب کی زبان ہے۔ چونکہ اس نے اپنے بارے میں یہ بات کہی۔

جو بلھے شاہ کی اور لوکل مولوی کی جنگ ہے، وہ تو کبھی ختم نہ ہو گی مگر ایک بڑے استاد کا ظرف وسیع تر ہونا چاہیے۔ اس کو اس جنگ وجدل سے بڑھ کر سوچنا چاہیے۔ نتائج تو ہمارے سامنے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ کہیں پر صلح ہونی چاہیے۔ یہ ظرف پیغمبر میں ہونا چاہیے۔ یہ آقا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی Priority میں ہونی چاہیے۔ اگر ہم گروہی تفکر سے نکل جائیں اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترجیحات تک چلے جائیں تو میرا خیال ہے Clash ختم ہو جائے گا۔

سوال: میرا پہلا سوال عبادات کے متعلق ہے کہ ہر انسان کی پیدائش سے لے کر موت کی آخری سانس تک یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کروں تا کہ اللہ مجھے اس کا اجر دے مگر قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ O قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا O اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات مت کھڑے رہو، اس سے کچھ کم کر لو۔ وہاں ایک حد لگا دی۔ دوسرا

Marfat.com

سوال یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے رات کو آرام وسکون کے لیے بنایا اور ادھر یہ فرمایا کہ اے اللہ مجھے پناہ دے رات کی تاریکی سے جب وہ چھا جائے تو ان دو باتوں کے تضاد کے پیچھے کیا بات ہے۔ میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ قرآن میں جن مختلف قوموں کی تباہی کا ذکر موجود ہے تو کیا ان کو صرف معیشت پر غرور و تکبر کی وجہ سے ہی ہلاک کیا گیا جبکہ دیگر کئی وجوہات سے بھی قومیں تباہ ہوئیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ:

''وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا'' (القصص:58)

(ہم نے بہت سی بستیوں کو تباہ کیا جب وہ اپنی معیشت پہ اترانے لگیں۔)

میں نے کہا تھا کہ وہ غریب بستیوں کو تباہ نہیں کرتا۔ وہ قومیں تمرد اور تکبرات کا شکار ہوتی ہیں جن قوموں کا آپ نے ذکر کیا، وہ سولائزیشن کے عروج پر تھیں جیسے Achmencee ہے، یہ اس وقت تباہ کیے گئے جب اپنی اپنی عظمتوں کی چوٹیوں پر تھے تو خدا نے ان کو اس لیے پکڑا جیسے فراعینِ مصر کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ یہ قومِ عالین تھی اور حد سے بڑھ گئی تھی۔ جب دنیوی تمرد اور ساز و سامان کی بنیاد پر قومیں بہت زیادہ تکبرات کا شکار ہو جائیں جیسے آج کے دن امریکن ہیں اور یورپین سولائزیشن ہیں تو ان کا سارا انداز و غرور کسی ماڈرن ویلیو پر نہیں ہے، وہ سارا اپنی معیشت پر ہے۔ اللہ کے نزدیک ٹائم اس سے بہت کم ہے جو ہمارا ہے۔ ہم تو دو چار سال میں بے چین ہو جاتے ہیں مگر ایک یقینی بات یہ ہے کہ ان کی زوال پذیری کتاب میں اللہ نے لکھ دی ہے۔ اگر کسی بھی Prime of Civilization کو دیکھیں تو تمام بڑی Civilization اس لیے تباہ ہوئیں کہ وہ اپنے Inbuilt resources سے باہر نکل گئی تھیں۔ جب وہ اپنے غرور و تکبر میں out built resources میں گئیں تو وہ تباہ ہو گئیں جیسے اب امریکہ Suffer کر رہا ہے یا اب British Suffer کر رہے ہیں۔ تو یہ سارے کے سارے اُس زد میں آ گئے ہیں اور شاید Partially ہم بھی آ رہے ہیں۔

رات کی تاریکی کے بارے میں عام طور پر اصول یہ ہے کہ:

''جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا'' (المومن:61)

Marfat.com

(بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور دن کو روشن)

کہ رات سونے کے لیے ہے اور صبح اس لیے ہے کہ تم کام کرو۔ جس کو شر کہا جا رہا ہے ''والناس'' اور ''فلق'' کہا جا رہا ہے، یہ انسانوں سے دوسری مخلوق یا مخالف مخلوق کے بارے میں ہے۔ اگر آپ ڈکشنری دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ جن وہ ہے کہ جو انسان نہیں ہے، وہ مخلوقات موجود ہیں۔ جب ہمارے کچھ Top Intellectual جِنّات کا انکار کر جاتے ہیں تو میں بڑا حیران ہوتا ہوں کہ شاید وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا تو ہے مگر وہ جن تخلیق نہیں کر سکتا We Consider that God as a conceptual God کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ فرضی ہیں تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا کو تو ہم مانتے ہیں مگر اتنا نہیں کہ وہ جنت کو اتنا خوبصورت باغ تخلیق کر سکے۔ تو تمام کے تمام مذاہب کا بنیادی مسئلہ نہ عذابِ قبر کا ہوتا ہے نہ جنت و دوزخ کا ہوتا ہے، نہ کہکشاں ہوتی ہے، نہ پل صراط ہوتا ہے۔ This main question is one and simple that do you believe in God or don't you believe in God.

یہ بالکل سادہ ہے۔ اس لحاظ سے خداوندِ کریم یہ فرماتے ہیں کہ رات میں جہاں تم سوتے ہو، دوسری مخلوقات جاگتی ہے۔ اب دیکھیے جِنّات کھلے پڑے ہیں، شیاطین کھلے پڑے ہیں، ہر چیز کھلی پڑی ہے اور آپ سوئے ہوئے ہیں۔ جب سوئے ہوئے ہیں تو آپ محفوظ ہیں، جب آپ جاگو گے تو Anxiety, depression, sychotic, neurosis, personality disorder اگر آپ نے غور کیا ہو تو تمام نفسیاتی Disturbances کی ابتدا جاگنے سے ہوتی ہے، جب آپ اپنے اعصاب پر بے جا دباؤ ڈالتے ہیں۔ کوئی بھی ذہنی بیماری اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک آپ رات کو آرام سے سو لیتے ہو۔ جب آپ کی آنکھ نہ لگے، جب آپ کے ذہن کی Faster Pace ہو جائے تو آپ سمجھو کہ آپ بیمار ہو گئے ہو۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ یہ سائیکالاجیکل بیماری ہے مگر اگر آپ غور کریں تو علاج سب کا ایک ہے۔ اگر آج سائیکالاجیکل بیماری کا آخری علاج بجلی کے جھٹکے سے ہے تو پرانے زمانوں میں اس کو الٹا لٹکا کر جوتے مارتے تھے یا مرچوں کی دھونی دیتے تھے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی چیز جو Revive

Marfat.com

کررہے ہوتے ہیں وہ Survival کی Instinct ہے۔ان آسیب زدہ خیالات پر اگر کوئی چیز غالب آسکتی ہے تو وہ Instinct of survival ہے۔اور جو راتوں کو ٹھیک وقت پر سوتے ہیں یا آرام سے سوتے ہیں، تو وہ ان ذہنی بیماریوں سے عام طور پر محفوظ رہتے ہیں۔

آج جب میں لاہور آیا تو مجھے اٹھارہ سال پہلے کے وہ دن یاد آگئے کہ جب ہم صبح اٹھتے تھے تو انار کلی کا رخ کرتے تھے، دکانیں کھلی ہوتی تھیں، کھانے پینے کی افراط ہوتی تھی اور اب گیارہ بجے تک انتظار کر رہے ہیں کہ کب بازار کھلے تو اب پورے کا پورا ٹائم بھی شفٹ ہو گیا ہے۔اب صبح ہی گیارہ بجے ہوتی ہے۔

اُس وقت بھی اصحابِ رسول ﷺ کے زمانے میں بھی بہت سے لوگ تھے جو صبح بہت لیٹ اٹھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہماری تو آنکھ ہی نہیں کھلتی تو آپ ﷺ نے کہا کہ اچھا اگر آنکھ نہیں کھلتی تو حساب نہیں ہے مگر جب آنکھ کھلے تو نماز پڑھ لیا کرو۔آپ نے دیکھا کہ جب موذن اذان دیتا تو وہ کہتا اَلصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡمِ اب حضرت عمرؓ سے کوئی پوچھے کہ سوئے ہوئے اس کو کیسے سنیں گے؟ جو سویا ہوا ہے اس کو یہ آواز کیسے پہنچے مگر دراصل یہ جملہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو جاگ تو پڑتے ہیں مگر خجالت و کسالت کا شکار ہو جاتے ہیں۔کروٹیں بدلتے رہتے ہیں کہ ابھی اٹھتے ہیں، ابھی اٹھتے ہیں۔شاید یہ جملہ ان لوگوں کے لیے ہے کہ اگر ان کے کانوں میں پڑ جائے تو وہ ذرا Activate ہو جائیں کہ یار موذن یہ کہہ رہا ہے تو اٹھ ہی جائیں، بشرطیکہ ان کو ترجمہ آتا ہو۔اور تیسری بات بڑی دلچسپ ہوتی ہے کہ ہمارے یہ Processes جو تبدیل ہوئے، اس پر بھی ہمارے پاس ایک حدیث موجود ہے جو مسلمانوں کو بڑا فائدہ دیتی ہے اور یہ زیادتی ہوگی کہ میں آپ کو نہ سناؤں۔جب قرآن کی یہ آیت اتری اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ (نماز قائم کرو، میرے ذکر کے لیے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز ملے پڑھ لیا کرو۔اس کے بعد اصحابِ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں اس آیت سے اور اس کی وضاحت سے بے پناہ خوشی نصیب ہوئی۔

اصل میں جو احکاماتِ شرع ہیں یا جو احادیثِ رسول ﷺ ہیں یہ انسان کی ہر کمی پر بنائے گئے ہیں۔اس نے ایک فائدہ دیا ہے۔نماز ایک Ultimate necessary چیز ہے جس

Marfat.com

میں چھتیس Exceptions ہیں۔اس کے طریقہ کار پر، سفر پر، عذر ہے۔اگر آپ غور کریں تو یہ اللہ تعالیٰ نے اتنی رعایت بخشی کہ چلو یار! مر مرا کے ہی سہی، دو چار لفظ میرے حق میں ادا کر دو تو یہ بات On record چلی جائے گی کہ تم میرے بندے ہو اور میری دوستی کے خواہاں ہو۔

رات کا وقت ان مخلوقات سے فرار کے لیے ہے جس کے بارے میں کہا گیا:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ o وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ o وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o (الفلق)

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیجیے، میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔اس کی سب مخلوق کے شر سے اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد میں مبتلا ہو)

تمام جادوگری کے اعمال، سحر، راتوں کو مراقبہ کرنا، ارتکاز کرنا، خوفناک جگہوں پر Fear کی کچھ صورتیں بیدار کرنا، فوبیا پر قدرت حاصل کرنی اور جنات کو تسخیر کرنا یہ سب اعمال رات کے وقت ہوتے ہیں۔ اس لیے خداوندِ کریم نے ہدایت فرمائی کہ بجائے ان فالتو Activities کے آپ آرام سے سویا کرو۔اگر نیند نہ آئے تو کیا کرو......

تیسری بات عبادات کے بارے میں ہے۔عبادات کا کوئی رسوخ اللہ کے پاس نہیں ہے، داد ہے مگر رسوخ نہیں۔ Appreciate ضرور کرتا ہے، اگر آپ تہجد پڑھو گے تو Appreciate ضرور کرے گا مگر ایک حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''وہ عبادت گزار جو بڑی عبادتیں کرتا ہو، اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو صبح و شام پانی بھرتا رہتا ہے۔'' عبادت کے پیچھے شعور ہونا چاہیے۔ بہت ساری عبادات عقل، شعور، نیت اور اخلاص سے عاری ہوتی ہیں۔

ایک حدیثِ مسلم ہے جو آخری احادیث میں سے ہے کہ جب بہت سارے لوگوں کو اللہ کے حضور سے ملائکہ جنت میں لے جا رہے ہوں گے، ماشاءاللہ بڑی مقدس شخصیات ہوں گی، زمین و آسمان میں ان کا بڑا احترام ہوگا تو خداوندِ کریم ان کے لیے صدا لگائیں گے کہ ان کو جہنم میں ڈال دو۔

Marfat.com

ملائکہ تعجب سے پوچھیں گے، یہ استعجاب ہوگا، انکار نہیں کہ اے پروردگار ان کے تو نامۂ اعمال کی نیکیاں شرقاً غرباً لکھ لکھ کر ہمارے تو قلم ہی سوکھ گئے تھے اور آپ فرمارہے ہیں کہ انہیں جہنم میں پھینک دو۔ اللہ فرمائے گا کہ میرا اور میرے بندے کا ایک معاملہ ہے جسے میں ہی جانتا ہوں اور وہ اخلاص ہے۔ خواتین و حضرات! اس سے کم از کم ایک بات کا تو پتہ چلا کہ فرشتے اندر نہیں جھانک سکتے، وہ ہمارے اعمال تو ریکارڈ کر سکتے ہیں مگر وہ ہمارے دل کے اندر نہیں جھانک سکتے اور اندر کی بات صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

"وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" (قٓ:16)

(اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں)

سوال: کیا جنت اور دوزخ جگہیں ہیں یا State of mind ہیں؟

جواب: احادیثِ رسول ﷺ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنت اتنی بڑی جگہ ہے کہ وہاں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں پانچ سو برس لگ جاتے ہیں۔ اس میں اتنی وسعت ہے کہ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے Brain levels ہمارے Imaginations ہماری Instruments of thinking. اور ہمارے کیا ہیں۔ ابھی ہمارے دماغ میں آٹھ کروڑ Cells میں سے بمشکل دو چار لاکھ Cells کھلے ہیں۔ ابھی ہم اس وسعتِ کائنات کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ Cosmology میں ہر روز پرانے قوانین غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ کوانٹم غلط ہوگئی ہے، Relativity غلط ہوگئی ہے، Special relativity اور Special Quantam غلط ہو رہے ہیں۔ Certainty اور uncertainty ہو رہی ہے۔ Everyday we are crossing the new things to understan.

سوال: ایک آدمی ایک عیسائی کے گھر میں پیدا ہوتا ہے اور دوسرا ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ دونوں ساری زندگی اپنے اپنے آپشنز کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اور ان کی Death ہو جاتی ہے۔ اب ان کی accountablilities کا کیا ہوگا؟

جواب: Virtually خدا اس چیز کا قائل نہیں ہے کہ کوئی مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے یا عیسائی کے گھر میں۔ پچھلے دنوں جب سوشلزم کی ہوا چلی تھی تو میں اس وقت لاہور میں

Marfat.com

ٹیچر تھا، میرا ایک Student میرے پاس آیا اور کہا کہ پروفیسر صاحب! یہ جو دوسرے پروفیسر صاحب ہیں، جو سوشلسٹ ہیں، کہتے ہیں کہ Muhammad was agent of the capitalism مجھے بھی یہ بات سن کر غصہ تو بہت آیا۔ اب دیکھیے کہ مسلمان ہوتے ہوئے جو Faith لوگوں میں Develop ہوا کہ ایک، دو کروڑ تک لوگ اس میں Involve ہو گئے۔ کسی نے ایشیا سبز کہا، کسی نے ایشیا سرخ کہا اور اس وقت مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے بے شمار لوگ Anti faith میں چلے گئے۔ گویا ایک سیلاب ہوا کیا کچھ نہیں کر سکتا۔

جب دنیا میں فیشن کی ایک ہوا چلتی ہے تو لوگ اسی طرف چل پڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک علامہ دوست سے کہا کہ ستر سال ہو گئے ہیں تم لوگوں کے پائینچے اوپر اٹھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ایک فیشن کی ایسی ہوا چلی تو سب عورتوں نے بھی پائینچے اٹھا لیے۔ اب غور کریں کہ ایک ہوا گھڑی بھر میں آپ کے ایمان کو بہا سکتی ہے۔ It has so power دوسری طرف وہ لوگ ہیں مثال کے طور پر میرے اپنے زمانے میں چار لوگوں نے ایک طرح کی الٰہیاتی ریسرچ شروع کی، ایک عیسائی، دوسرا بدھسٹ اور تیسرا ہندو تھا۔ ان تینوں کو مذہب تبدیل کرنا پڑا جبکہ مجھے نہیں کرنا پڑا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہو سکتا ہے کہ چھ ارب لوگوں کو اللہ نہ ملے کیونکہ ان کی Self مشروط ہے مگر اگر ایک کو بھی ملے گا تو وہ ہوگا مسلمان۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایم اے لیول کی چیز میٹرک میں نہیں مل سکتی، وہ ایم اے میں ہی ملے گی۔ وہ lesser standards پر نہیں مل سکتی۔ جب قرآن مکمل ہو گیا، نعمت تمام ہو گئی، Approaches واضح ہو گئیں، اسباق مکمل کر دیئے گئے تو خدا نے ایک Ban لگا دیا۔

''وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ'' (آل عمران:85)

یعنی اسلام مقصود نہیں ہے، اسلام مجبوری ہے ہر اس شخص کے لیے جو خدا کو چاہتا ہے۔ یہ کوئی Criteria نہیں ہے کہ مسلمان ہی جنت میں جائیں گے۔ جب چوتھی بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کے لیے جائیں گے اور کہیں گے کہ اے پروردگار ابھی تو میری بہت امت باقی ہے تو اللہ کہے گا کہ نہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تیری امت نہیں ہے۔ ان کے نام ضرور مسلمانوں والے ہیں، ان کی عادات مسلمانوں والی ہیں مگر یہ مجھے اور تجھے نہیں مانتے تھے۔ اب تیری امت

Marfat.com

کے صرف وہ لوگ جہنم میں ہیں جنہیں کتاب نے روک رکھا ہے۔ ان پر قرآن ناطق ہے کہ یہ یا تو اندر سے مشرک تھے یا منافق تھے، یہ مسلمان نہیں تھے۔ ان کو بخشش نہیں ملے گی۔ تیری امت میں سے اب کوئی باقی نہیں بچا۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ تجھے آزردہ خاطر نہیں چھوڑیں گے، تیرا کوئی امتی جہنم میں نہیں جائے گا۔

سوال: اگر ہم نے عقل کے ذریعے خدا کو پہچاننا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ عقل ناقص نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی زمانے کے علم کو سامنے رکھ کر قرآن کو دیکھنا ہے تو سولہویں صدی کے عالم کے لیے قرآن کی Movements اور Heavenly bodies والی آیت غلط تھی، 'معذرت' ایسی صورت میں صرف عقل پر بھروسہ کیا خدا سے دور نہیں لے جائے گا؟

جواب: خواتین وحضرات! جوں جوں انسان Develop کرتا رہا، اس کے مطابق قرآن Reveal کرتا رہا۔ تیرہ سو برس پہلے امتِ مسلمہ کے علماء، دانشور اگر قرآن پر یقین رکھتے تو آج آپ ایک ہزار سال دوسری اقوام سے آگے ہوتے۔ بہت بڑی بدقسمتی اس وقت ہوئی کہ تبع تابعین کے بعد مسلمان علماء، دانشوروں نے خدا کی کتاب پر یقین کرنا چھوڑ دیا۔ آپ یقین جانیے کہ جہاں بہت ساری آرا لکھی ہوتی ہیں Scientific opinion کا اندراج ہوتا ہے، کسی مسلمان عالم نے قرآن کی رائے درج نہیں کی۔ اگر درج کی ہوتی تو ایک Probability اور Possibility ضرور نکل آتی کہ مسلمان حکیم، دانشور اور فلسفی اس پر غور کرتے اور جو چیز Ptolemy کو تین ہزار سال قبل مسیح یا Copernicus کو 1542ء میں اگر ان سے پہلے ان کو بھی پتہ ہوتا کہ یہ کتابِ حکیم، ایک اللہ کی کتاب ہے جو یہ دعویٰ کر رہی ہے تو کم از کم اسے کہیں نہ کہیں درخورِ اعتنا ضرور سمجھتا۔ اشاعرہ، ماتریدیہ، معتزلہ، یہ تمام Movements جو اسلام میں شروع ہوئیں نے مل کر Greek Philoslphy پر اعتبار کیا۔ افسوس کہ قرآن پر اعتبار نہیں کیا، Roman Philosophy اور خیال پہ اعتبار کیا، ان کی Mythologies پہ اعتبار کیا، افسوس کہ قرآن پہ اعتبار نہیں کیا۔ یہ بات مجھے آج نہیں پتہ چلی بلکہ شروع سے جو قرآن پڑھتے چلے آئے تھے، انہوں نے مطالب کے لفظی تغیرات کے ذریعے قرآن کے معنی کو بدل دیا۔ اگر کوئی ایسا رویہ تھا کہ اگر قرآن پہ اعتبار نہیں کر سکتے تھے کسی زمانے میں تو اس وقت

Marfat.com

مسلمانوں کے پاس ایک ایسا Attitude موجود تھا جس کی مثال میں آپ کو دینے والا ہوں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔ پوچھا ابوذرؓ جانتے ہو، یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ کہا: ابوذرؓ یہ سورج آسمانوں کی بلندی کو پہنچ جاتا ہے، عرش تک پہنچتا ہے۔ پھر اسے حکم دیا جاتا ہے کہ پلٹ جا اور پھر یہ پلٹ جاتا ہے۔ پھر جب ایک وقت آئے گا کہ سورج کو کہا جائے گا کہ تو نے پلٹنا نہیں، بلکہ یہیں سے طلوع ہونا ہے۔

خواتین و حضرات! Modern زمانے میں غلام احمد پرویز جیسے عالم، غلام جیلانی برق جیسے عالم بہت سے ایسے نوزائیدہ عقول اور کم ترقی یافتہ اذہان نے اس حدیث پر بہت اعتراض کیا۔ سب سے بڑا اعتراض کیا کہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔ سورج کی صرف ایک Movement ہے جو ہمارے علم میں ہے اور سورج اُسی دائرے میں چلتا ہے اور اس کے علاوہ سورج کی کوئی Movement نہیں ہے۔ اگر وہ دس سال آگے بڑھتے یا پندرہ، بیس سال آگے آجاتے تو ان پر یہ انکشاف ہوتا کہ سورج کی ایک Movement نہیں بلکہ تین Movements ہیں۔ ایک چھتیس ہزار سال کے بعد وہ Inner galaxy کو Complete کرتا ہے۔ ایک Movement ڈیڑھ سو برس میل کے حساب سے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچتا ہے جسے Solar Apex کا نام دیا ہوا ہے۔ کوئی بھی دانشور جب Apex کا ترجمہ کرنا چاہے گا تو عرش اور بلندی کے سوا نہیں کر سکے گا اور اسی Movement کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔

کم فہمی بڑا عذاب ہے۔ قرآن کی تعلیمات میں بھی قرآن نے اس کی روایتِ فقہی کی کہ رکنا، جب تمہیں کوئی بات نہ سمجھ آئے تو رک جانا اور اس وقت کا انتظار کرنا جب تمہیں وہ بات سمجھ آجائے۔ پھر خداوند کریم نے دو مرتبہ فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز سمجھ نہ آئے تو فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل، 143:16) تو اہلِ مذہب سے نہیں، شرع کے عالموں سے نہیں بلکہ اہلِ ذکر سے پوچھنا۔ خواتین و حضرات! یہ اہلِ ذکر کون ہیں؟ ان کے بارے میں خدا نے دوسری آیت میں واضح کیا کہ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آلِ عمران، 191:3) جو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ

Marfat.com

فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران، 191:3) اور زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں۔ قرآن کی آیات کیسے متغیر ہوئیں؟ تھوڑی سی مثال میں آپ کو دیتا ہوں کہ آپ کے پاس قرآن حکیم موجود ہے کہ پہلے Direct معنوں کو دوسرے اور Secondary معنوں سے بدل دیا۔ تعجب ہے خداوند کریم نے فرمایا وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (الذاریات، 47:51) کہ ہم نے آسمانوں کو اپنے دستِ بازو سے بنایا، اپنے کرشمۂ قدرت سے بنایا اور ہم اسے وسیع تر کر رہے ہیں۔ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ آپ دیکھیے کہ بہت عرصے بعد جب برسی منائی گئی یا Hundred years منائے گئے آئن سٹائن کے تو News week نے جو رسالہ چھاپا اس کے اوپر ایک جملہ لکھا کہ Expanding Universe of Einstein اگر قرآن کا لفظی ترجمہ کیا جاتا اور خدا کی اس آیت کو تھوڑا سا کوئی سمجھتا اور نہ بھی سمجھتا تو اگر کسی کتابِ حکمت میں Mention کر دیتا کہ اللہ کہتا ہے کہ ہم نے آسمان بنائے ہیں اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور ہم انہیں وسیع تر کر رہے ہیں تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کی یہ Information آئن سٹائن کی Information سے ایک ہزار سال پہلے اسے preceive نہ کرتی؟ مگر ایسا نہیں ہوا Because nobody in those days تیرہ سو سال سے مسلمانوں نے اعلیٰ پائے کی تحقیق کو ترک کر کے تقلیدی لباس پہن لیے ہیں۔ اب اگر ذرا غور کیجیے کہ ابنِ رشد جو یورپی علوم کا امام، غزالی اور ابن رشد کی کتابیں سب سے پہلے جب Ranaissance اور Reformation کی تحریکات یورپ میں شروع ہوئیں، جب یورپ کا دورِ جہالت تھا، مسلمان انتہائی ترقی یافتہ تھے۔ جب Cordoba میں اسّی ہزار حمام تھے تو Sichuan Eliza پیرس میں گھٹنے گھٹنے کیچڑ میں ڈوبا ہوا تھا اور اس وقت دو سو برس تک Oxford University میں اور Cambridge میں ابنِ رشد اور غزالی کی کتابیں پڑھائی گئی ہیں۔ اگر اس وقت بھی دیکھیں تو عاد وثمود کا ذکر جب قرآنِ حکیم کرتا ہے تو ابن رشد سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم عذابِ الٰہی سے نہیں ڈرتے؟ جب الہام کی Education دے رہا تھا تو ابنِ رشد نے کہا کہ تم عاد وثمود کے عذاب کی بات کرتے ہو؟ میں تو عاد وثمود کے وجود کا ہی قائل نہیں ہوں۔ مگر خواتین وحضرات! عاد وثمود کا وجود اب نکل آیا ہے۔ ان کی باقیات نکل آئی ہیں۔ اس نے Wait نہیں کیا، اس نے انتظار نہیں

Marfat.com

کیا، Excited ednial میں یہ سارے اس قسم کی تمام باتیں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک تمام سائنسی، علمی تحقیقات جو ہیں وہ قرآن کے معنی سے نہیں آ کے مل جائیں گی۔

غور کیجیے کہ قومِ سبا کے ضمن میں ہدہد ایک خبر لایا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس نے بعد میں خط پہنچایا، اس سے پہلے ہدہد کہتا ہے کہ اے بادشاہ! اے پیغمبر! میں نے ایک قوم دیکھی ہے جو سورج کی پرستش کرتی ہے۔ سبائین کے آثار اس وقت موجود نہیں تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں بھی وہ ایک اساطیر الاولین میں سے تھی۔ اس کے کوئی آثار ابھی نہیں نکلے تھے۔ Only a few months before سبائین کی کھدائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے جو Sign نکلا ہے اس پر Archaeologist نے یہ Mention کیا ہے کہ Thiswas a nation which used to worship the sun. اب بتائیے اگر ہم یا آپ تحقیق کریں یا انتظار کریں کہ کب آپ کا خدا سچا نکلے...... ان دونوں باتوں کے علاوہ قرآن اس وقت بھی غلط نہیں تھا اور آج بھی نہیں ہے۔ Ptolemy غلط تھا، Copernicus غلط تھا، مگر مصیبت یہ تھی کہ مسلمانوں نے اس وقت قرآن پہ اعتبار نہیں کیا اور آنے والی Greek اور Roman کی Information پہ اعتبار کیا۔ اس غلطی کو آپ قرآن کی نہیں یا Science کی نہیں بلکہ ان علمائے اسلام کی غلطی کہیں گے جنہوں نے Justification اور تحقیق نہیں کی اور خوامخواہ آیات کو پس پشت ڈال دیا۔

سوال: Why do we make fun of word Molvi? Molvi is one from whom we have learned the religion Islam?

جواب: بڑا اچھا سوال ہے مگر دیکھیں بات یہ ہے کہ آج لفظ مولوی جو ہے بذاتِ خود کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ There is no church in Islam سب سے بڑا جو نقص ہے، اس لفظ کا کہ ہم اسلام کو بھی Church میں گھیرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک خصوصی طبقہ ہے جس نے ہماری ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے۔ جیسے Christian کو یہ کہا جارہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر چڑھ کر تمام لوگوں کا جو انہیں مانتے ہیں، کفارہ ادا کر دیا جو یسوع مسیح کے خون میں نہالیا، وہ پاک ہو گیا۔ اسی طرح بدقسمتی سے امتِ مسلمہ میں Religion کا ٹھیکہ مولوی

Marfat.com

کو دیا ہوا ہے۔ مولوی اس لیے دین میں ایک Probably possessive ہو گیا ہے۔ جو کام آپ کا اور میرا ہے، جب اللہ نے مجھے اور آپ کو ذمہ داری بخشی ہے تو ہمیں اپنے تمام معمولاتِ مذہب کے لیے مولوی کو Refer کرنے کی کیا ضرورت ہے، اور فرض کرو کہ ہم کسی مسئلے میں الجھ جاتے ہیں اور ہمارے مسائل الجھ جاتے ہیں تو ہم خود کہیں گے کہ میں ذرا سی تکلیف کے لیے بہتر سے بہتر Specialist ڈھونڈ رہا ہوں اور کائنات کے سب سے بڑے مقصد کے لیے ایک نالائق ترین انسان ڈھونڈ رہا ہوں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میں نے جب سب سے بڑی ترجیح کو ہاتھ ڈالنا ہوتا ہے، سب سے بڑے علم کو ہاتھ ڈالنا ہوتا ہے تو میں ایک ایسے کم علم کو ڈھونڈ رہا ہوں جسے نہ اپنی شخصیت کا علم ہے نہ اُسے خدا کا۔

میں آپ کو Fankly بتاؤں کہ جب ستارہ گرد، چاند پر جا رہے تھے تو میں اپنے گھر سے نکل رہا تھا۔ میں آپ کو دو مولویوں کی بات سناتا ہوں۔ وہ مجھے بہتر لگے کہ کم از کم انہوں نے سوال تو پوچھ لیا نا۔ جسے آپ مولوی کہتے ہو، وہ پوچھتا ہی نہیں۔ وہ Rigid اور stubborn ہے کہ میں ہی کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہوں تو مولوی صاحب مجھ کو رستے میں ملے۔ انہوں نے کہا کہ پروفیسر صاحب لوگ یہ کہتے ہیں کہ امریکہ چاند پہ اتر گیا ہے تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کفر ہے، وسوسہ ہے۔ تو میں نے کہا کہ بھئی تمہارے بچے میرے بچے سب دنیا کے بچے چاند کی تصویریں دیکھ رہے ہیں۔ وہ ٹی وی دیکھ رہے ہیں کہ کیسے وہ اترا ہے، کیسے وہ چلا ہے۔ اب اگر تم مسجد میں بیٹھ کر یہ اعلان کرو گے کہ اب چاند پر اترنا جو ہے مغربی دنیا کا، یہ فراڈ ہے، جھوٹ ہے تو تمہارے بچے تمہاری بات نہیں سنیں گے۔ وہ سمجھیں گے کہ یہ جاہلِ مطلق ہے۔ اس کو کوئی پتہ نہیں۔ اس کو Sceiences کا نام و نشان نہیں پتا اور جیسے ادھر ہمارے ساتھ غلط بیانی کر رہا ہے، مذہب میں بھی کر رہا ہو گا تو اس کا تاثر ختم ہو جائے گا۔ ایک اور صاحب ملے، انہوں نے کہا کہ یہ چاند پر پہنچنے کا دعویٰ کیسا تھا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند پہ پہنچ جائیں بغیر سورج کے پہنچے ہوئے تو میں نے کہا کہ یہ آپ کو کیسے خیال آیا کہ ان کا سورج پر پہنچنا لازم ہے؟ فرمایا تفسیرِ جلالین میں لکھا ہے کہ جو چیزیں کم فاصلے پر ہوں بڑی نظر آتی ہیں اور جو چیز دور کے فاصلے پر ہو چھوٹی نظر آتی ہے۔ سورج بڑا نظر آتا ہے تو چاند سے اُرے ہے۔ تو آدمی سورج پر پہنچنے سے پہلے چاند پہ کیسے پہنچ

Marfat.com

گیا؟ جو آپ کی مذہب کی تعلیم ہے، اس میں چند ایک انفرادی لوگوں کو پتا نہیں کیا عادت پڑی ہوئی ہے۔ آئن سٹائن کو تو آئن سٹائن ہی کہا جاتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے مفکرین کو ان کے اپنے ناموں سے پکارا جاتا ہے اور آپ کا، گلی کا، محلے کا جو مولوی ہے وہ لکھتا ہے **زبدۃ الحکماء افضل العلماء**، عالمِ زمانہ، یکتائے روزگار، فتنۂ عصر، جنابِ حضرت قبلہ مولوی الحاج فلاں فلاں۔ بھئی جس کو الف ب نہیں آتی زندگی کی اور علم و حکمت سے بیزار ہے، وہ القابات سے خوش ہے اور جنہوں نے واقعی دنیا پلٹ دی ہے، ان کو آپ کبھی ٹائٹل نہیں لگاتے ہیں۔ یہ خطاب، اندازہ یہ لگایئے کہ اگر آپ ڈھونڈنے جائیں گے نا کہ کس نے فلاں شخص کو شیخ العرب و عجم کا نام دیا ہے تو آپ کو کبھی پتہ نہیں لگے گا کیونکہ یہ خود ساختہ علماء ہیں۔ خود ساختہ خطبات ہیں اور ان کو کسی شخص نے یہ نہیں دیئے بلکہ انہوں نے یہ Title خود اپنے لیے بنائے۔

چھوٹی سی بات کہ سکھاتے مذہب ہیں، سکھاتے دین ہیں اور اپنے چھوٹے چھوٹے جملہ مولویوں کو اکابرین کے نام دیتے ہیں۔ تو اکبر کا لفظ تو عام حالات میں آپ استعمال کرتے ہوئے بھی غور کرتے ہو کہ یہ اکابرین کیسے ہو سکتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے محلوں میں بیٹھے ہوئے۔ کیا ایک مدرسہ جو آپ بناتے ہو، وہ کسی نام کا بھی ہو۔ بھئی ہم علماء کے پاس اس لیے نہیں جاتے، ہم جاتے ہیں کہ مذہب کا ایک مقصد ہے؟ وہ ہے خدا کی پہچان، خدا کا جاننا۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ O (البقرہ، 138:2) عبادت کرنے والے ایک مقصد جانتے ہیں مذہب کا کہ وہ اللہ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیں گے۔ جب آپ ان کے پاس جاؤ، خواہ وہ دیوبند ہو، بریلوی ہو، اہل حدیث ہو، سُنّی ہو، سلفی ہو یا غیر سلفی ہو۔ ایک مقصد تو آپ لے کر جاتے ہو نا کہ آپ کی چاہت اپنے اللہ کے لیے ہے اور یہ کہ مجھے کوئی ایسے مقام پر پہنچا دے کہ میں اللہ کی شناخت کا حق ادا کر دوں۔ اللہ تعالیٰ ادھر فرما رہے ہوتے ہیں کہ دیکھو تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے لیے دلیل چاہیے، علم چاہیے۔ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ ۢ بَيِّنَةٍ (الانفال، 42:8) (جو ہلاک ہوا) وہ دلیل سے ہلاک ہوا وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ ۢ بَيِّنَةٍ (الانفال، 42:8) (جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا) وہ علم مانگ رہا ہے، عقل مانگ رہا ہے، وہ استعمالِ فہم مانگ رہا ہے اور ہمیں جو کچھ دیا جا رہا ہے، وہ اکابرین کی

Marfat.com

پابندی، وہ سکولوں کی پابندی ہے۔ وہ پہلے خدا تو اب نہیں رہے، شاید لات وہبل وعزا تو نہیں رہے۔ اب در و دیوار ہی ان اسکولوں کے ہمارے خدا بن گئے ہیں۔ ایسے عالم میں یہ سارے کا سارا المیہ جو ہے یہ کم علم لوگوں کا پیدا کیا ہوا ہے جنہیں تاریخ میں مولوی کہتے ہیں۔

سوال: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: دعا ضرور قبول کی جائے گی کسی کی غیب میں...... مگر یہ نہ ہو کہ اگلے دن آپ اسے بتانا شروع کر دیں کہ میں نے تمہارے لیے دعا مانگی تھی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی (البقرہ:264) تو اپنی اچھی باتیں اور صدقات بتا کر اور جتا کر ضائع مت کر۔ ایذا پہنچا کر ضائع مت کرو۔ اگر آپ واقعی کسی کے لیے مخلص ہیں تو مجھے یاد آیا کہ جناب حضرت علیؓ بیٹھے تھے۔ ایک شخص بڑی تیزی سے پاس سے گزرا تو حضرت علیؓ نے پوچھا "بھئی اتنی جلدی کیا، رکو تو سہی۔" اس نے کہا "یا علی! بھائی قریب المرگ ہے۔ میں بہت پریشان ہوں، اس کے لیے عبادت کرلوں۔" تو علیؓ نے فرمایا "چاہتے نہیں ہو کہ بھائی شفا پا جائے۔" وہ رکا۔ اس نے کہا "علی! تمہیں ایسے وقت پر مذاق سوجھ رہا ہے۔ بھلا کون نہ چاہے گا کہ وہ شفا پائے۔" کہا "میرے پاس آؤ، ایسے دعا مانگو":

"یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ اِشْفِ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ"

یہ جنابِ علیؓ نے اس کو دعا عطا فرمائی۔

دوسروں کے لیے دعا کرتے ہوئے ہم غیر جانبدار ہوتے ہیں یا ہمارے Emotions خالص ہوتے ہیں، جیسے ہم بد دعا میں Personal ہوتے ہیں اسی طرح دعا میں ہم ایک پرخلوص Emotions کے مالک ہوتے ہیں۔ اپنے لیے دعا مانگتے ہم لاعلمی کا شکار ہوتے ہیں۔ بڑی غور طلب بات ہے کہ جب ہم اپنے لیے مانگ رہے ہوتے ہیں تو ہماری ایک Immediate خواہش ہوتی ہے۔ فرض کرو ایک خاتون دعا مانگ رہی ہے کہ یا اللہ! جلدی کرنا، میرا کہیں سلسلہ ہی بن جائے اور خدا جلدی کر دیتا ہے مگر اس نے یہ تو نہیں دعا مانگی تا کہ بیچ میں اللہ کرے میری سات دن بعد Divorce نہ ہو۔ جس طرح ایک مرد دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے بڑی حسین بیوی دے دے، وہ اسے قبول ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتا ہے۔ تھوڑے دن

Marfat.com

بعد وہ آفت کی پرکالا نکلتی ہے اور وہ اس سے پناہ مانگ رہا ہوتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ سارے رزق کے معاملے میں اپنے Personal معاملے میں Reference, personal سے سوچتے ہوئے ہم کسی معتبر علم کے مالک نہیں ہوتے اور دعا میں اللہ نے یہ قانون لگایا ہے کہ اللہ آپ پر مہربان ہے آپ کا دوست ہے تو Generally آپ کی دعائیں قبول نہیں کرے گا کیونکہ آپ وقتی Angle, Local اور Local جبر سے دعائیں مانگتے ہو اور اللہ آپ کی پوری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور قانون یہ ہے کہ کُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ ہم تمہیں خدا کے رستے میں لڑنے کا حکم دیتے ہیں اور تم کراہت کھاتے ہو۔

اور سنو اصول یہ ہے کہ:

"وَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ"

(کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے)

"وَعَسٰۤى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡ"

(اور کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے)

"وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ"

(اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

اگر کسی کی دعا قبول نہیں ہو رہی تو اس کی صرف یہ وجہ ہوتی ہے کہ ہم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی مگر suspend کر دی جاتی ہے۔ ہر دعا کا اجر لکھا جاتا ہے۔ جتنی Suspend ہو گی، اتنی آسمانوں پر درج ہو گی۔ اللہ اس کا ثواب رکھ چھوڑتا ہے اور قبول وہ دعائیں کرتا ہے جو آپ کی زندگی کے لیے بہتر ہوں بشرطیکہ آپ نے اس کو خدا جان کے اس سے دعا مانگی ہو۔

سوال: Negative thinking کو Positive مختصر ترین طریقے سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: Accountability کا Centre دو چیزوں سے ہے۔ اعتدال سے اور مرکزی تصور سے...... کیونکہ ذہن بکھرا رہتا ہے، اس کے لیے ایک مرکزی تصور چاہیے۔ دو

Marfat.com

Standards ہیں۔ وہ دو Standards میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی زندگی کے راہنما ہیں۔ آپ مسلمان ہیں تو آپ کے لیے تو تکلیف کی بات نہیں ہے کہ آپ Accoubtability کا Centre اللہ کو جانیں اور اعتدال کو خدا کی صفت سمجھیں۔ ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ کیا ہم اعتدال پر ہیں یا ہم نے واقعی اپنی زندگی کی جوابدہی کے لیے کس چیز کو چنا ہے۔ کیا میرا Self مجھے کسی چیز کے لیے Force کر رہا ہے یا میں نے خدا کی روشنی میں فیصلہ کیا ہے؟ یہ دو چیزیں آپ کی تمام عمر کے لیے ہدایت بنیں گی۔

اگر عمل سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے آپ یہ سوچ لو کہ اس کی Accountability کیا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ کیا کہتا ہے اور Extremity سے بچو تو آپ اعتدال پر ہو۔ آپ کا اعتدال، آپ کا human test ہے۔ یہ جو اللہ نے کہا ''اَحْسَنِ تَقْوِیْمِ'' تو یہ آپ کو چاہیے۔ اعتدال چاہیے۔ معتدل مزاج چاہیے۔ کسی قسم کی بھی Extemity آپ کو اپنے آپ سے بھی دور کر دیتی ہے اور خدا سے بھی دور کر دیتی ہے۔ These are only two points which are very very interesting. اور اس میں Refrence جب آپ کو Doubt ہو کہ کس سے Refrence کرو۔ تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو دس دن کے بعد اللہ کی یاد آئے تو وہ خلوص بنے گا نہیں۔ یہ جو تسبیح الٰہیہ کو آپ Incessing, continuous, reference سمجھتے ہیں۔ ایک تسبیح اللہ کو جاری ہو تو اس کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ صبح و شام، دوپہر ہر وقت میری یاد میں مصروف ہے، یہ مجھی سے Guidance طلب کرتا ہے، رحم طلب کرتا ہے تو Positive thinking سوائے کچھ بھی نہیں ہے کہ اُس کی تمام راہنمائی اللہ سے شروع ہو اور بندہ معتدل رہے۔

سوال: قدرت اللہ شہاب نے جو روحانی تجربات لکھے اس کے بارے میں آپ کی رائے جاننا چاہ رہے ہیں؟

جواب: As a general human being he was ok. اب بھی ہمارے ہاں بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں، دانشور ہوتے ہیں۔ ان کی علمیت وفضیلت تھوڑی بہت Mix ہوتی ہے مگر جہاں تصوف کی بات ہے شاید شہاب صاحب کو اس میں کوئی جگہ ایسی نصیب نہیں تھی جس کے لیے ان کو Credit دیا جاتا ہے۔ تصوف کے کچھ

Marfat.com

بنیادی Scientific اصول ہیں۔ یہ Science of the sciences ہے۔ اس لحاظ سے جتنا بھی آپ پڑھو گے یا جتنے بھی ان کے تجربات کے ذکر ہیں، یہ محض Obsessions لگتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کا تصوف کا کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ As gentleman, yes he should be respected, regarded. اور اگر وہ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور آپ کو دے رہے ہیں تو بھی قابلِ قبول ہے کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔) جو کچھ وہ as mystic دینے کی کوشش کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ بڑا مشکل ہے کہ ان کو Mysticism کے کسی corner میں fit کیا جائے۔ There is no way, nothing at all.

اسی طرح میں جناب واصف علی واصف صاحب کو بھی جانتا ہوں۔ جہاں تک ان کا مطالعہ وعلم ہے.....He is literally esteeth اس کے علاوہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ اگر ہم ان کے تصوف کے معیارات کا اندازہ لگائیں تو ان کا تصوف سے کبھی کوئی واسطہ نہیں رہا۔ جیسے بیعت پہ اصرار ہے، دوسری چیزوں پر اصرار ہے تو اس قسم کی کوئی چیز تصوف میں Exist نہیں کرتی بلکہ آپ دیکھو کہ شروع میں تمام صوفیا Individulas تھے اور ان کی کہیں بیعتیں وغیرہ نہیں تھیں جیسے حضرت رابعہ بصریؒ ہیں، ذوالنون مصریؒ ہیں، خواجہ حسن بصریؒ ہیں، سری سقطیؒ ہیں، حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں تو ان کے کوئی استاد نہیں تھے۔ ان کا استاد اللہ تھا اور یہ محبت وانس سے آپس میں بات کر لیتے تھے مشاورت کے لیے۔ بیعت تو بہت دنوں کے بعد آئی۔ جب جنید بغدادی سید الطائفہ کہلائے تو پھر ان کے مریدین کا سلسلہ شروع ہوا ورنہ پہلے کسی کی کسی سے کوئی بیعت نہیں ہوتی تھی مگر چونکہ خدا کے رستے میں بہت سارے استاد موجود تھے۔ شرفاء اور ان کے معززموجود تھے جیسے حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں خراسان کے پہاڑوں سے گزرا تو تین سو ساٹھ اللہ کے ولی عبادت کرتے ہوئے نظر آئے۔ کچھ خوش نظر کچھ خوشحال، کچھ خوش مقام تھے۔ میں نے تھوڑا تھوڑا سب کو دیکھا تو یہ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ کے دوستوں کا کچھ نہ کچھ آپ یقین کرتے ہو کیونکہ طریقِ فکر جدا ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی نوریہ سلسلے کا بزرگ ہے تو اس کا طریقِ فکر ایثار ہوگا۔ جیسے محتسبیہ سلسلہ ہے، ان میں احتساب بہت کڑا ہے۔ اس طرح مختلف

Marfat.com

صوفیا جو اعلیٰ ترین صوفیا گزرے ہیں وہ زندگی کی ایک چیز کو اصول بنا لیتے ہیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی شخص آیا اور پوچھا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایک بات بتائیے جس کو میں ساری زندگی Follow کروں۔" فرمایا "جھوٹ نہ بولو۔" تو کچھ عرصے کے بعد وہ پلٹا اور کہا کہ میں تو عذاب میں پڑ گیا ہوں۔ ایک جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے مجھے سارے ہی گناہ چھوڑنے پڑ گئے تو اصولاً ایک بھی چیز اگر آپ اپنے آپ میں ڈھالو گے تو وہی آپ کو ایک مضبوط اور ہمہ گیر Approach دے گی اور اخلاق کو بہتر بنانا تصوف ہے تاکہ خدا سے آپ کی دوری نہ ہو جائے۔ تمام بڑے صوفیا کے نزدیک تصوف صرف اخلاق کا نام ہے۔

سوال: جو مولوی ہیں، یہ تو اس علم کو مانتے ہی نہیں، نہ دے سکتے ہیں تو اگر کوئی شخص روحانیت حاصل کرنا چاہے تو وہ کیا کرے؟

جواب: روحانیت تو Progress ہے لیکن ایسے ہی جیسے آپ کسی جگہ داخل ہوئے آپ نے ایف-اے، بی-اے کیا، ایم-اے کیا اور پی ایچ ڈی کی۔ روحانیت کوئی دلچسپ شے نہیں ہے۔ This is a kind of specialization of emotions and feelings اب دیکھیے کہ ہر یونیورسٹی میں داخلے کے بعد آپ علم میں درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہیں۔ اسلام میں مسلمانوں کا عجیب عالم ہے کہ آپ داخل ہوئے، نماز روزہ شروع کیا اور اسی حال میں آپ ستر سال کی عمر میں فوت ہو گئے، کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ کوئی استعداد نہیں بڑھی۔ کوئی خدا کا سراغ نہیں ملا۔ کوئی محبت اور انس میں اضافہ نہیں ہوا تو یہ اللہ کی طرف ایک غیر منطقی اپروچ ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ انسان اگر خلوص سے اللہ کو چاہے، محبت سے، انس سے اس کو طلب کرے تو وہ ضرور ایک ایسے مقامِ معرفت تک پہنچے گا، شناخت تک پہنچے گا مگر بقدرِ ظرف...... یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سارے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بن جائیں گے۔ یا سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ بن جائیں گے یا خواجہ معین الدین چشتیؒ بن جائیں گے مگر:

جلوہ بقدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

ہر انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے، ہر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے، اس پر کسی کی

Marfat.com

اجارہ داری نہیں ہے۔

اللہ کو جو آپ سے چاہیے وہ صرف ایک سادہ سی بات ہے۔ Emotion اخلاص کا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اخلاص طلب کرتا ہے .You be sincere to him اور باقی چیزیں وہ خود دے دیتا ہے .There is no barrier بندگی کوئی Barrier (رکاوٹ) نہیں ہے۔ اللہ نے آپ کو اپنے لیے پیدا کیا ہے۔ اس نے کسی اور چیز کے لیے پیدا نہیں کیا۔ Sky Scrapers (بلند و بالا عمارات) کے لیے نہیں پیدا کیا، اس نے آپ کو مارشل فتوحات کے لیے نہیں پیدا کیا۔ چاند اور سورج کی تسخیر کے لیے نہیں بلکہ اس نے اپنے لیے پیدا کیا۔ کیا وہ وعدہ خلاف ہے؟ کیا وہ اپنے خلاف خود جائے گا، جب اس نے انسان کو پیدا ہی اپنی شناخت کے لیے کیا، اپنی محبت کے لیے کیا تو کیا کوئی ایسا ہے جس کو وہ اپنا سراغ نہ دے گا...... مگر سادہ سی بات ہے، آپ اپنی منافقتوں سے، اپنے ذہن کے اس Attitude (رویّے) سے، Scepticism (تشکیک) سے اس راستے کو کھو دیتے ہو۔ آپ کو علم سے اس سراب کو ڈھونڈنا ہے، خدا کو پہچاننا ہے، خدا کو جاننا ہے۔ اللہ آپ کو رستہ دکھائے گا۔ اپنی دوستی اور محبت عطا کرے گا اور ہر ایک کو عطا کرے گا۔ اگرچہ اس کے انداز اور اس کے مقامات جدا جدا ہوں گے۔

سوال: شبِ معراج کے دوران آپؐ نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کروائی، وہاں انبیا خود موجود تھے یا پھر ان کی ارواح نے نماز پڑھی؟

جواب: میرا آپ سے سوال ہے اور سوال یہ ہے کہ جیسے آپ کا شہید زندہ ہو اور آپ کو پتہ نہیں۔ جیسے وہ رزق لیتا ہو اور آپ کو پتہ نہیں۔ انبیا علیہم السلام برزخی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اور ان کے وجود بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے شہید کا بدن ضائع نہیں ہوتا، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بدن بھی ضائع نہیں ہوتے۔ وہ بدنی سلامتی کے ساتھ برزخی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

سوال: بُراق چونکہ برق کی جمع ہے اور برق روشنی کو کہتے ہیں۔ سائنس آج بھی multiple of life پر ریسرچ کر رہی ہے تو آپ کا اس کے بارے میں کیا Concept ہے؟

جواب: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنت کتنی وسیع ہے تو آپؐ نے فرمایا

Marfat.com

کہ جنت میں ایک گھر سے دوسرے گھر کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ میں ایک دفعہ امریکہ کی ریاست ٹیکساس (Texas) میں تھا، وہاں گھر بڑی بڑی دور تھے یعنی کار کے بغیر آپ ایک گھر سے دوسرے گھر نہیں جا سکتے تھے تو میں نے اس وقت کم از کم زمین کی وسعت کا اندازہ لگایا کہ ان کے پاس اتنی بے تحاشا زمین ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر جانے کے لیے آپ کو سواری چاہیے، کم از کم آپ پیدل نہیں جا سکتے تو پھر مجھے حدیث کا خیال آیا کہ جنت اتنی بڑی ہے، اتنی وسیع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ زمین و آسمانوں کی لمبائی سے زیادہ جنت کی چوڑائی ہے اور اس میں جو گھر بنے ہوئے ہیں، وہ گھر کیا ہیں...... ایک ایک ستارہ ہے۔ بڑی دیر پہلے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جب ''چہل کاف''...... لکھا تو اس میں ان کا آخری جملہ یہ تھا کہ یَا کَوْ کَبًا کُنْتَ تَحْکِیْ کَوْ کَبَ الْفَلَكِ (کہ ستارۂ دل من کہ مشابہ ہستی ستارہ آسماں وا) تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے وجدان میں دیکھا تھا کہ جس طرح ہر انسان کا دل ہے، اسی طرح ایک ستارہ اسے عطا کیا گیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم '' پڑھو گے تو جنت میں ایک درخت لگاؤ گے اور جب آپ اپنے ستارے تک بہت ساری تسبیح کے بعد پہنچو گے تو وہ سرسبز اور ہرا ہو گا اور بغیر تسبیح کے پہنچو گے تو خاصی بنجر اور ویران جگہ ہو گی جس کو آپ کو آباد کرنا پڑے گا تو ایک مکان سے دوسرے مکان کا فاصلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ سو برس ہے۔ پوچھا گیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائیں گے کیسے؟'' فرمایا ''براق سے'' (روشنی کی رفتار سے)...... اگر آپ غور کرو، اگر تھوڑی سی فہم ہو تو ایک براق ایک لاکھ پچیس ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک گھر سے دوسرے گھر تک پہنچے گا اور پانچ سو light years لے گا۔ آپ اس Heaven galaxy (جنت) کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے مگر چونکہ وہاں زندگی کوئی نہیں، وہاں وقت کوئی نہیں ہو گا بس ایک بے کراں وسعت ہو گی، آپ کو آگے جا کر محسوس نہیں ہو گا۔

سوال: آپ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ عالمِ بالا میں درجات علم کے مطابق ہیں اور قرآن میں آیا ہے کہ تمام درجات اعمال سے ہیں نہ کہ علم سے ہیں۔ وضاحت کریں۔

جواب: عمل تو علم کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اعمال نتیجہ ہیں علم کا۔ اس لیے میں کہتا

Marfat.com

ہوں کہ وضاحت کے لیے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانا پڑتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''خالی اعمال ایسے ہیں جیسے کوہلو کا بیل''...... چلتا رہے گا۔ اس میں نہ شناخت ہے، نہ علم ہے، نہ Commitment ہے۔ علم ہی اعمال کو رنگ دیتا ہے۔ ''صِبْغَةَ اللّٰهِ'' (اللہ رنگ) ''وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً'' (اللہ کے رنگ سے کونسا رنگ بہتر ہے) ''وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ'' ہر عبادت کرنے والا اس وقت معبودِ الٰہی کو چاہتا ہے جب اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور یہ رنگ علم سے ہے، Commitment (سپردگی) سے ہے، شناخت سے ہے، اس بے چارگی کا کیا فائدہ جس میں آپ کو اسلام بڑا مظلوم مذہب لگے۔ بھائی! اللہ کو آپ کے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ پر آپ احسان نہ کرو مسلمان ہو کر...... آپ جاؤ امریکہ بسو، عیسائی ہو جاؤ، یہودی ہو جاؤ، خدا کے لیے خدا پر احسان نہ کرو۔ وہ مظلوم نہیں ہے۔ وہ تو اتنا جابر و قاہر و قادرِ مطلق ہے، خلق سے اتنا بے نیاز ہے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ مسلمان ہو کر اُس نے اللہ پہ احسان کیا ہے تو یہ سب سے بڑی حماقت ہے۔ اللہ دنیا کو قائم رکھتا ہے، چاہے اسے اپنے مطلب کا ایک بھی شخص مل جائے اور یہ حدیث رسول ہے:

پوچھا گیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی؟'' فرمایا ''جب زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا۔'' (مسند احمد)

اگر ایک ارب میں سے ایک آدمی بھی اللہ کو یاد کر رہا ہے تو وہ قیامت برپا نہیں کرے گا۔ وہ کثرت و قلت پر نہیں جاتا۔ اس نے جو آپ کو دیا ہے، وہ آپ کی زندگی آسان کر رہا ہے۔ ''مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى'' (ہم نے آپ پر مشقت کے لیے قرآن نہیں اتارا) آپ کی آسانی کے لیے بنایا ہے۔ آپ کی زندگی اور سہولت کے لیے بنایا ہے۔ آپ کو آخرت میں فلاح دینے کے لیے بنایا ہے۔ وہ کونسا مسلمان ہے جو اللہ پر احسان کرتا ہے، اس لیے کہ قرآن میں تو دوسری بات ہے۔ جب تک آپ علمی طور پر اپنے رب کو پا نہیں لیتے، جب تک آپ کی Commitment صحیح نہیں ہوتی، تب تک آپ کا مذہب ناقص رہتا ہے۔ خدا نے فرمایا ''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ'' اگر آپ غور کریں تو یہاں درجات کا ذکر ہے کہ جب اللہ نے چاہا، جس کے چاہے درجے بلند کیے اور کن لوگوں کے کیے ''وَ فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ

Marfat.com

عَلِیۡمٌ ''(ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے) اعمال بھی علم کے ذریعے ہی ہوں گے۔ اگر ان کے ساتھ نیات موجود ہوں اور نیات علم سے مرتب ہوتی ہیں اور اعمال آپ کے علم سے مرتب ہوتے ہیں۔ عمل کو نیت سے جدا کرنا آسان نہیں ہوتا۔ یہ بڑا غلط خیال ہے کہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ قول و فعل میں تضاد نہ بھی ہو تو آپ ''منافق'' ہو سکتے ہیں۔ ایک تیسری چیز بھی چاہیے وہ یہ کہ ''قول و فعل اور فکر'' میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک آدمی سارا دن اللہ کی باتیں کرتا رہے، سارا دن نمازیں پڑھتا رہے، سارا دن سجدہ ریز رہے تو پھر بھی ''منافق'' ہو سکتا ہے مگر جب اس کی فکر، قول و فعل کو مرتب کرے گی تو پھر وہ ایمان کے درجے پر پہنچے گا۔

سوال: عام طور پر واقعہ معراج میں جو سفر ہے وہ ہم نے براق کے ذریعے سنا ہے لیکن آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اسریٰ اور معراج...... اس میں یہ جو براق پر سفر تھا، وہ صرف سدرۃ المنتہیٰ تک تھا یا آگے بھی تھا؟

جواب: یہ آگے بھی تھا مگر جب ''سدرۃ المنتہیٰ'' سے آگے پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نئی سواری لائی گئی جسے ''رفرف'' کہتے ہیں۔ اس سفر کی Detail میں نے اس لیے بیان نہیں کی کہ عام طور پر میرا یہ خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ واقعات پتہ چلتے ہی رہتے ہیں مگر ان میں داستان سرائی اتنی ہوتی ہے اور بے سروپائی اتنی ہوتی ہے کہ بڑی مشکل سے انسان Version' original (اصل روایت) تک جاتا ہے، گو کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت اتنی شدید ہے کہ ہمیں خوف آتا ہے اس بات سے...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اگر مجھ سے کسی نے غلط بات منسوب کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' اس لیے خوف آتا ہے، کچھ ایسی Details بیان کرنے سے جو شاید اتنی Confirmed نہ ہوں۔

سوال: معتزلہ فرقے کو عقلیت پرست بھی کہتے ہیں۔ قرآن میں بھی عقل پر بہت زور دیا گیا۔ آپ بھی عقل کو حسنِ منتخب قرار دیتے ہیں۔ معتزلہ اور قرآن کی عقل میں کیا فرق ہے۔ عقل کسے کہتے ہیں؟

جواب: خواتین و حضرات! معتزلہ کو اس وقت صاحبِ عقل سمجھتے ہوں گے ہم تو آج یہ سمجھتے ہیں کہ معتزلہ درجۂ عقل سے گرے ہوئے لوگ تھے۔ جیسے میں آج آپ سے کہہ رہا

Marfat.com

ہوں کہ لوگ نگلتے اُگلتے ہیں۔اس زمانے میں اشتراکیہ، یونانی فلسفہ، کچھ رومن Mythology کچھ یہ، کچھ وہ...... معتزلہ میں یہ ساری Reasons آ رہی تھیں۔اس وقت وہ جدید تر علم سمجھا جا رہا تھا اور ہمارے اس وقت کے سکالرز نے یہ گمان کر لیا تھا کہ مذہب بس سادہ سی، بدنی سی حقیقتیں ہیں۔ان کو کوئی جدید تر زندگی کا Cosmology کا پتہ نہیں ہے۔اس لیے ان لوگوں نے مذہب پر بے شمار اعتراضات کیے۔ابن رُشد سے جب کسی نے پوچھا کہ تو عاد و ثمود کے انجام سے نہیں ڈرتا تو اس نے کہا: ''تو عاد و ثمود کے انجام سے مجھے ڈراتا ہے۔میں تو ان کے وجود کا ہی قائل نہیں ہوں۔'' مگر کیا یہ لوگ سچے تھے؟ یہ سب لوگ غلط تھے۔اس لیے اس وقت کی Sciences غلط تھیں، Informations کمزور اور غیر محکم تھیں اور اس وقت بھی قرآن سچا تھا۔اب بھی قرآن سچا ہے اور اعتزال کی Movement پہلے بھی ناقص تھی، اب بھی ناقص ہے۔

آپ فرض کیجیے کہ آپ کو کہا جائے کہ جی! اسلام روشن خیال نہیں ہے۔یا علمیت میں یہ حدِ آخر نہیں رکھتا یا اس کے حکمت کے نتائج غلط ہیں تو پھر ان پر یہ دباؤ پڑتا ہے کہ وہ ایسا ثابت کریں۔اگر وہ ایسا ثابت کریں تو ہماری بھی قرآن سے جان چھوٹ جائے گی مگر ایسا نہ پہلے ہو سکا، نہ اب ہو سکتا ہے۔خدا کے کلام میں کسی قسم کا کوئی جھول نہیں ہے۔اب میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں ہے، اس میں فکری اغلاط نہیں ہیں۔وہ پہلے بھی سچائی تھی، اب بھی سچائی ہے۔اس لیے Sciences can change, the ideas of philosophy can change but God's way cannot change.

سوال: دعا کا مطلب مانگنا اور مزید مطالبہ کے ہیں جبکہ صبر کا مطلب ہے اپنے حال میں خوش رہنا، اس لحاظ سے کیا دعا اور شکر آپس میں متصادم نہیں ہیں؟

جواب: دعا اصل میں عرضِ مدعا ہے، دعا اُس قسم کی Insistance نہیں ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو دعا میں Insistance یا دباؤ ہی غلط ہوتا ہے اور دعا مانگ کر شرط لگانا یعنی کہ اللہ تجھے مانوں گا اگر پوری ہوئی، نہیں مانوں گا اگر نہ پوری ہوئی۔یہ اس قسم کی شرائط دعا میں شامل نہیں۔''دعا'' عرضِ مدعا ہے۔ایک بات کہنی ہے، وہ آپ کہہ گزرتے ہیں۔اس کی قبولیت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور شکر خدا کو یاد کرنا ہے۔اخلاص ہے، محبت ہے، ساری Feelings ہیں اور جب آپ

Marfat.com

شکر بھی کر رہے ہوتو اس میں بھی ذکرِ دعا ضرور ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی معنی ضرور ہوتے ہیں۔

بڑے بڑے اولیاء اللہ تعالیٰ اور بڑے بڑے بزرگ بھی اگر اللہ سے کچھ بھی نہ مانگیں تو اس سے اپنے عرفان اور آگہی کو ضرور مانگیں گے۔ اس لیے دعا شکر میں سے نہیں جاتی۔ ''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ'' (بے قراری میں بے قرار اور مضطرب کی دعا کون سنتا ہے) ''وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ'' (اور برائی کی گرہیں کون کھولتا ہے) ''وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ط'' (اور زمین پر تمہیں عزت و حرمت کے مقام کون عطا کرتا ہے؟) ''ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ'' (کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے) ''قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ'' (النحل، 62:27) (مگر تم اسے بہت کم یاد کرتے ہو) اور یہ یاد کرنا ہی شکر کرنا ہے۔ اگر آپ اس آیت کو پڑھیں: ''فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ'' (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) ''وَاشْکُرُوْا لِیْ وَ لَا تَکْفُرُوْنِ'' (البقرہ، 152:2) (اور شکر کرو اور فکر نہ کرو) یعنی یاد کرنا شکر ہے اور نہ یاد کرنا کفر..... تو یاد اللہ میں اس قسم کی کوئی پیچیدگی نہیں۔

سوال: تبدیلی کے بارے میں سوال ہے:

دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
دن بدلے نہیں فقیروں کے
ہر بلاول ہے وطن کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مظلوم ہمیشہ مظلوم رہتا ہے۔ حالات نہیں بدلتے لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ ظالم ہمیشہ ظالم نہیں رہتا، حالات بدلتے ہیں۔ آپ اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: خواتین و حضرات! جنہوں نے اس سوال میں یہ Observation دی ہے، وہ صحیح نہیں ہے بلکہ ایک بڑی معمولی سی Observation میں آپ کو دے رہا ہوں کہ انقلاب فرانس میں جو Basically بورژوا Bourgeois اور Proletariat کا انقلاب گنا جاتا ہے، یہ بڑی فساد کی جگہ تھی۔ اس وقت قید خانے میں جو پھانسیاں لگتی تھیں یا جو بھی ہوتا تھا، اس کے

Marfat.com

بارے میں ایک فقرہ مشہور ہے کہ ''صبح کے منصف رات کے مقتول ہوا کرتے تھے'' یعنی اتنی جلدی حیثیتیں بدلتی تھیں کہ صبح جو کیس سن کر دوسروں کو سزائیں دے رہے ہوتے تھے، رات ان کا کیس سنا جا رہا ہوتا تھا اور قتل ہو رہے ہوتے تھے اور سولی پر چڑھتے تھے۔

اب یہ پاکستان کے اندر دیکھ لیجیے تو میرا خیال ہے کہ عروج و زوال کی ساعتیں اتنی قریب ہیں کہ ان کو وہ وقت بھی نہیں ملتا جس میں ان کو مکمل اعمال کی اجازت ہوتی ہے اور ہمارے ظالم اور مظلوم کی جو داستانیں مشہور ہیں، ان میں حضرت حسینؓ کا واقعہ دیکھ لیجیے۔ عجیب و غریب واقعہ ہے کہ پورے اہلِ بیت میں سے ایک معصوم سا بچہ حضرت امام زین العابدینؒ کی صورت میں بچا اور جب زوال آیا تو بنو امیہ کے دو بچے زندہ بچے۔ ایک کے بجائے دو...... جب بغداد کی فوجیں، عباسی فوجیں دریا کے کنارے پر تھیں اور سلطان عبدالرحمن (الداخل) اور اس کا بھائی دونوں دریا میں تیر کے نکل رہے تھے تو انہوں نے آواز دی کہ دیکھو ہم تمہارا کچھ بھی نہیں کریں گے، تمہیں پورا تحفظ دیں گے، دوبارہ تمہارا تخت و تاج بھی بحال کر دیں گے، تم واپس آ جاؤ تو چھوٹا واپس آ گیا......

And there was only one man of the whole Ummayads who escaped. وہ جو کل کے ظالم تھے...... جیسے انہوں نے اہل بیت کا ایک بندہ زندہ چھوڑا تھا، عباسیوں کی زد سے بھی صرف ایک بندہ Ummayads کا نکل گیا اور وہ عبدالرحمن تھا، یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ ''عبدالرحمن الداخل'' بنا اور ہسپانیہ کی سلطنت کا بانی بنا۔

میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس سلسلۂ مکافات کو دیکھا جائے تو History does not confirm this idea. ظالم کو مظلوم بنتے ہوئے دیر ضرور لگتی ہے بلکہ اگر آپ غور کریں تو دورِ حاضر کے سب سے بڑے انقلابی لیڈر کارل مارکس نے بھی اپنا جو Basic dialectic thesis دیا ہے، جدلیاتی تھیس دیا ہے، اس کی بنیاد Hagglian dialect پر تھی کہ جب ایک خیال پیدا ہوتا ہے تو اس کا Equal ''ردِ خیال'' پیدا ہوتا ہے اور پھر ''ردِ خیال'' خیال پر غالب آتا ہے اور ایک synthetic خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب دو طبقے جنگ کرتے ہیں، غلام اور آزاد کی جنگ ہوتی ہے تو کچھ عرصے کے بعد آقا کمزور ہو جاتے ہیں اور غلام آقا بن جاتے ہیں اور اس کے اسی تھیس پر اتنے بڑے Communistic pattern کی بنیاد پڑی ہے جو ایک

Marfat.com

Proletariat یا مزدور کے انقلاب کے لیے ذہنی طور پر جدو جہد کر رہا تھا اور ایک Classless society کے Vision میں تھا جو شاید زمین پر کبھی بھی نہیں آئے گی تو اس لیے یہ سوال Historical based نہیں ہے۔

مولوی فضل: قرآن کے مطابق:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ"

(اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا)

پروفیسر احمد رفیق: یہ جو مولوی صاحب نے بات کی ہے، قرآن کے حوالے سے بڑی معقول بات کی ہے کہ اللہ یہ کہتا ہے کہ ہم ظالموں کو ہدایت نہیں دیتے تو مظلوم ضروری نہیں کہ ہدایت پر ہو۔ مثال کے طور پر اگر آپ نے حدیث پڑھی ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ظالم اور مظلوم دونوں جہنم میں جائیں گے تو پوچھا گیا: "یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم کیوں؟" کہا کہ اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ بھی اس کو قتل کر دیتا۔ ہم مظلوم کو اس لیے مظلوم کہتے ہیں کہ وہ جبر سہہ رہا ہے۔ اس لیے مظلوم نہیں کہتے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ وہ ایک صاحبِ دل بندہ ہے۔ خدا جب یہ کہہ رہا ہے کہ میں ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا تو وہ حجت تمام کر رہا ہے کہ ایسے ظالموں کو تو خدا ہی زندہ نہیں رہنے دیتا۔ اس پر تو مظلوم کا بس ہی نہیں چلتا اور پھر یہ بڑا مشہور شعر تو آپ نے سنا ہوگا۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از درِ حق بحر استقبال می آید

کہ مظلوم جب بددعا کرتا ہے تو پھر ظالموں سے اللہ ہی بدلہ لے لیتا ہے۔ جب اس کا بدلہ چُک جائے تو مظلوم پھر مظلوم نہیں رہتا مگر بہرحال ظالم و مظلوم کے جبر و قہر میں یہ ضروری نہیں کہ مظلوم ہمیشہ مسلمان ہو اور یہ ضروری نہیں کہ مظلوم ہمیشہ نیکی کرے۔

سوال: حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں سوال ہے سر کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف کرے گا اور بندوں کے حقوق معاف نہیں کرے گا جبکہ بندوں کے حقوق بھی اللہ ہی کے بتائے ہوئے ہیں تو پھر ایسا کیوں ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! میں نے پہلے بھی شاید دورانِ Dicussion آپ

Marfat.com

سے بات کی تھی کہ ہم ضمنی باتوں میں کھو جاتے ہیں۔ ہم اس بات میں کھو جاتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کیا ہے۔ ہم اس بات میں کھو جاتے ہیں کہ ملائکہ ہیں کہ نہیں ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی کا کوئی قرینہ اللہ کی ہدایات کے بغیر نہیں ہے۔ حقوق العباد تو کوئی شے ہی نہیں۔ اگر جبلی اقدار پر غور کیا جائے اور آج کے زمانے پر غور کر لیں تو یہ ظلم وستم، یہ لوٹ مار، لوگ لوگوں کے ہاتھ پر ہی کر رہے ہیں۔ لوگ کوئی جنات سے مال نہیں چھین رہے، رشوتیں کوئی ملائکہ سے تو نہیں کھا رہے، لوگ اپنے ہی لوگوں سے یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور اگر لوگ خدا کے خوف میں ہوتے، اگر ان کو خدا کے احکامات کی منظوری ہوتی اور وہ اس پر عمل کرتے تو شاید وہ بہت لوگ حقوق اللہ ہی کی وجہ سے حقوق العباد کو Maintain کرتے اور لوگوں کا خیال کرتے۔ حقوق العباد بذاتِ خود کہیں بھی Exist نہیں کرتے، مسلمانوں میں نہیں کرتے۔ مسلمانوں میں تمام حقوق العباد اللہ کے حقوق کے بعد ہیں۔ اللہ کو مانے بغیر حقوق العباد نہیں ہیں اور حقوق العباد اسی وقت قائم ہوتے ہیں جب آپ حقوق اللہ کا پوری طرح تحفظ کرتے ہو، اگر آپ نے خدا کو پوری طرح نہیں مانا، اگر آپ نے اس کی کتاب کو پوری طرح نہیں مانا، اگر آپ نے اس کے رسول ﷺ کی پوری طرح متابعت نہیں کی تو آپ حقوق العباد پورے کر ہی نہیں سکتے۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: استاد نے بڑا مفصل جواب دے دیا لیکن اس کا ایک چھوٹا سا پہلو یہ بھی ہے کہ جنگِ صفین میں غالباً طلحہ بن زبیرؓ شہید ہوئے تھے اور حضرت علیؓ کہا کرتے تھے (قرآن کی ایک آیت ہے کہ جو مومن یا اچھے لوگ اگر آپس میں رنجش رکھتے ہوئے فوت ہو جائیں تو اللہ قیامت کے دن ان کے دل صاف کر دے گا) کہ یہ آیت قیامت کے دن مجھ پر اور طلحہؓ پر بھی آئے گی کیونکہ ہم اس حال میں جدا ہوئے کہ ہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے، شکایت رکھتے تھے مگر چونکہ دونوں کی نیات صحیح تھیں تو اللہ اس دن ہمارے دلوں کو صاف کر دے گا۔

سوال: واقعہ کربلا میں یزید کی فوج نے امامِ عالی مقام کے خلاف جنگ لڑی جبکہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ پہلی بحری لڑائی لڑنے والے جنت میں جائیں گے، اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟

جواب: حدیث تو یہ بھی ہے کہ جو میدانِ جنگ سے بھاگیں گے، وہ جہنمی ہیں۔

Marfat.com

یزید اس جنگ میں گیا ضرور تھا مگر وہ وہاں رکا نہیں...... اس کو جب اپنے عیش وعشرت یاد آئے، اپنے صحرا کی صحبتیں یاد آئیں، شراب ورنگ یاد آیا تو وہ پلٹ آیا تھا۔ وہ وہاں رکا نہیں تھا۔ وہ اس مہم کے ساتھ رہا نہیں۔ اس نے یہ تفاخر حاصل کرنے کے لیے، یہ حدیث سن کر اس نے بھی یہ کوشش کی کہ میں بھی سرخاب کا پر لگا لوں مگر وہ یہ پوری نہ کر سکا۔ وہاں کی گرمی وہ سہہ نہیں سکا، نازک بدن تھا اور عیش وعشرت میں ڈوبا ہوا تھا تو میدانِ جنگ چھوڑ کے چلا آیا۔ دوسری حدیث کا بھی اس پر اطلاق ہو گیا کہ "کمزوری اور بزدلی سے جو میدانِ جنگ چھوڑ آئے وہ جہنمی ہے۔"

سوال: کیا انسانوں کی طرح باقی مخلوقات میں بھی روح موجود ہے۔ ان کی روحوں کی کیا حیثیت ہے اور ان کا بھی حساب کتاب ہوگا؟

جواب: اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مخلوقات کو Series میں تخلیق کرتا ہے اور ان کی ابتدائی کچھ پوزیشنیں بھی ہوتی ہیں۔ کچھ ان سے بہتر Positions ہوتی ہیں حتیٰ کہ Finalised positions تک جاتی ہیں یعنی ہو سکتا ہے کہ ابتدائی خلاقیت میں اس نے پتھروں کی ارواح تخلیق کی ہوں جیسے اشراقیہ کا تصور ہے جیسے Platinus (افلاطون) نے Concept دیا کہ خدا نے جب اپنے آئینے سے باہر اپنی روشنی کا انعکاس کیا تو پھر اللہ نے جمادات میں بھی طلوع فرمایا، نباتات میں بھی طلوع فرمایا، اسی طرح ملائکہ میں بھی طلوع فرمایا یعنی اس کے نور نے ہر چیز کو منور کیا مگر اگر فلسفیانہ نقطۂ نظر سے نہ دیکھا جائے تو جو طریقہ نظر آ رہا ہے کہ اللہ کی ہر چیز Basic form میں بھی ہے اور بہترین Form میں بھی ہے۔ لگتا ایسے ہی ہے کہ روح کی کچھ Basic forms جمادات میں بھی ہیں اور نباتات میں بھی ہیں جیسے کیونکہ اللہ روح سے کلام کرتا ہے، تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ زمین و آسمان سے کلام کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو میں نے تمہیں بنایا ہے، اب چاہو تو اپنی خوشی سے آؤ، چاہو تو ناخوشی سے آؤ، تو زمین و آسمان نے جواب دیا تھا "اے مالک وکریم! ہم تو اپنی خوشی سے آئیں گے۔" اسی طرح اس نے مکھی کو خطاب کیا کہ دیکھو میں نے تجھ میں یہ خصلت رکھ دی ہے، اب تُو جا اور کھیتوں اور کھلیانوں میں گلدانوں اور گلشنوں میں اپنا کام کر......! تو یہ ابتدائی Form of spirit بھی نظر آتی ہے مگر اس کی شاید Accountability اس کی فطرت کے مطابق ہے۔ ہماری قوتِ فیصلہ Accountability

Marfat.com

ہے، عقل کے لیے ہے، چناؤ کے لیے ہے اور دوسری اشیاء کی Accountability ان کی فطرت کی وجہ سے ہے جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے جو مجھے بعض اوقات بڑی حیران کن لگتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت وہ دن ہے کہ جب ایک بے سینگ کی بکری کو سینگ والی سے انصاف دلایا جائے گا'' یہ محاورتاً بھی کہا جا سکتا ہے مگر یہ سچائی بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی نہ کوئی Judgement کا معیار تمام زندہ چیزوں پر لاگو ہے اور تمام حیات پر کہیں نہ کہیں معیاری پرستش بھی ہے۔ ایک معیار ان پر لاگو ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سوال: جبلتیں تبدیلی کے مراحل سے گزرتی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ عقل اور جبلت میں توازن قائم ہو جائے اور انسان اللہ کو پہچان لے جس میں اس کی نجات ہے یا یہ ناممکن ہے؟

جواب: جبلت ایک جنگلی جانور کی طرح ہوتی ہے۔ یہ مرتی نہیں ہے۔ بہت ساری ایسی باتیں اور ایسے دعوے جو تصوف کے ضمن میں لوگوں نے کیے کہ نفس مر گیا یا مار دیا۔ اس قسم کے تمام دعوے صرف خرافات کے ضمن میں آتے ہیں مگر نفس مہذب ہو سکتا ہے، ایک ایسے جنگلی درندے کی طرح جس کو آپ گھر لاتے ہو، Trained کرتے ہو، رفتہ رفتہ اس کو سبق سکھاتے ہو۔ یہ دیکھیں کہ مشرقی Civilization میں حجابات کی وجہ سے مردوں اور عورتوں میں آپس میں کس قدر خدشات ہوتے ہیں، کتنے خوف ہوتے ہیں، کتنی وحشتیں ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس جب آپ کسی یورپی معاشرے کو دیکھتے ہو تو Free mixing کی وجہ سے اور بہت سے ایسے Problems نہ ہونے کی وجہ سے جو آپ کو اس معاشرے میں پیدائشی لاحق ہوتے ہیں جو بعض اوقات غیر فطری اور غیر مذہبی بھی ہوتے ہیں اور ناآگہی اور uneducation کی وجہ سے بھی ہم لوگ Self کی جبلت کے Lowest level پر ہوتے ہیں جو مغربی Society میں نہیں ہوتے اور وہ ہمیں اپنے سے زیادہ Free لگتے ہیں مگر جب وہ Excess میں جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ Excess of freedom کی وجہ سے Physical sex کی وہاں اتنی بھرمار پڑ گئی ہے کہ لوگ Natural means سے آگے نکل گئے ہیں۔ وہاں جبلت Free ہے اور یہاں جبلت زیادہ مقید ہے تو ان دونوں صورتوں میں آپ کو جبلت نقصان دے گی۔ ایک طرف جبلت آپ کو اکسائے گی، جرائم، غلط روش، غلط سوچوں پر اور ایک جبر پر آمادہ کرتی ہے اور دوسری طرف یہ

Marfat.com

جبلت total freedom میں خدا اور رسول تو بڑی دور کی بات ہے، وہ انسانی شرف سے بھی گریزاں ہے اور جس قسم کے وہ اخلاق اور کردار تخلیق رہی ہے اس پر خود اب اہل یورپ کو بھی شرم آنی شروع ہوگئی ہے حتیٰ کہ وہ امرد پرستی کے ضمن میں جائیدادیں دینا شروع ہو گئے ہیں۔ یورپ میں Marriage کا نقطۂ نظر ہی ختم ہوگیا ہے اور Partnership اور living together کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ یہ ایک ہی جبلت ہے جو متضاد عمل کرتی ہے مگر دونوں روّیے ناقص ہیں۔ اس کے برعکس اگر ہم ایک Natural انسانی و خدائی تعلیمات کی طرف جائیں اور دونوں طرف کے حقوق ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اپنے نفس کو Trained کریں کہ یہ Allowances ہیں جو ہم نے Create کرنی ہیں اور یہ بندشیں ہیں جو ہم نے اس پر لگانی ہیں تو شروع شروع میں تو یہ Instinct یقیناً ہم پر بڑا دباؤ رکھے گی۔ مختلف عمروں میں اس کے مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ آپ نے بڑا مشہور فارسی کا مصرعہ سنا ہوگا کہ ''وقتِ پیری گرگِ ظالم می شود پرہیز گار'' کہ (جب دانت نکل جائیں تو بھیڑیا بھی متقی ہو جاتا ہے) مگر یہ جبلت صرف ایک ہی چیز سے قابو میں آتی ہے کہ جب اس جبلت کے اوپر محبت غالب آجاتی ہے اور خدا کی محبت اور آرزو غالب آجاتی ہے۔ جو خدا کا خوف ہے وہ یہ نہیں ہے کہ جیسے لوگوں نے سمجھا ہے کہ کانپتے رہنا، ڈرتے رہنا، Guilty feel کرتے رہنا، یہ خدا کا خوف نہیں ہے۔ خدا کا سب سے بڑا خوف اس کی محبت کی جدائی ہے۔ جو لوگ اللہ کو چاہتے ہیں، جو لوگ اللہ سے پیار وانس رکھتے ہیں ان کی زندگی کا سب سے بڑا خوف یہ ہوتا ہے کہ ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے ہمارا اللہ ہم سے دور وہ جائے۔ جبلت کے لیے، جنس کے لیے، شدتِ آرزو کے لیے سب سے بڑی موت اللہ کی محبت ہے جو اتنی بڑھ جائے اور خدا کی یاد جس میں ہم اتنے رہ جائیں کہ ہمیں ہر اس چیز سے ڈر لگنے لگے جو ہمیں اللہ سے دور کردے، یہ ہے خشیتِ الٰہی...... یہ محبت خداوند سے پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ آرزو پیدا ہو جائے تو بڑی سے بڑی جبلت بھی سرنگوں ہو جاتی ہے۔

سوال: My question is about education and ubpringing of children in the present society, there exist two systems, one religious madrassas where narrow image of

Marfat.com

Islam is presented, the second is English medium school, where western culture is promoted. Parents are upset where to educate childre?

جواب: I think this is some of the social and some of the modern problem کہ جو بچے چھوٹے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا مستقبل اندھیر ہے۔ اس کے برعکس جو Beacon House میں پڑھ رہے ہیں، پبلک اسکولز میں پڑھ رہے ہیں، خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ Brilliant ہو جاتے ہیں۔ آگے بڑھ کر ان کو جاب کی سہولتیں ہوتی ہیں مگر تجربتاً جو اس وقت سامنے آیا ہے کہ زندگی اس کے مابین ہے۔ ہم نے پبلک اسکولز Built کیے ہوئے ہیں، ماڈرن انگلش اسکولز Built کیے ہوئے ہیں۔ English تو ایک زبان ہے۔ اس میں کیا ایسی عجیب بات ہے، مجھے کوئی سمجھ نہیں آتی۔ I myself have done post graduation in English مگر اس کا میری زندگی پر کیا اثر ہوا یا اس زبان نے کتنا مجبور و محکوم مجھے کر دیا ہے۔ مجھے اپنی زبان پر انگریزی سے زیادہ قابو حاصل ہے مگر فکر تو یہ ہے کہ آپ اُس کے ساتھ ایک Mentality خریدتے ہو۔ You are not buying English you are buying an entire mentality. مجھے بتاؤ جب میں شیکسپیئر پڑھتا ہوں یا مارلو پڑھتا ہوں، میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میں نے اس کے علاوہ فرنچ ادب پڑھا ہوا ہے، Russian ادب پڑھا ہوا ہے، Chinese ادب پڑھا ہوا ہے، میں آپ کو ایمانداری سے رائے دیتا ہوں کہ انگریزی ادب ادبیت کے لحاظ سے کمزور ادب ہے۔ آپ دنیا کے کسی بھی ادیب سے پوچھ لیں تو آپ کو پتہ لگے گا کہ انگریزی ادب ادبیاتِ عالم میں سب سے زیادہ کمزور ہے۔ Realism میں Russian ادب کا کوئی مقابلہ نہیں۔ خیال اور معرفت میں فرنچ ادب کا کوئی مقابل نہیں ہے۔ Chinese ادب کا اپنا ایک مقام ہے۔ عرب کی شاعری اور عرب کے ادب کا کوئی جواب نہیں ہے۔ problem ہمیں یہ ہے کہ ہم انگریزی ادب کو نہیں پڑھ رہے ہوتے، ہم انگریزی ادب کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ہماری Inferiority کی وجہ سے ہے۔ ہزاروں اسکول بھی اگر انگلش میڈیم کے قائم ہو جائیں

Marfat.com

اوران میں انگریزی ادب کے ساتھ ان کے اخلاق اور معاشرتی اقدار کو بھی ساتھ میں لے آؤ تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں We have to change the mentality of English school. Similarly we have to change the inferiority of the lower schools. ایک زبان ہے جو آپ نے سیکھ لی ہے۔ عربی اس سے کئی ہزار درجے مشکل ہے، انگریزی تو کوئی ایسی زبان نہیں۔ میرے خیال میں Sub-continent میں ہر بندہ تھوڑی بہت سیکھے ہوئے ہے۔ تھوڑی بہت بول بھی لیتا ہے۔ اب اس سے کیا یہ لازم ہے کہ آپ انگریزی Society کے اثرات بھی سارے لے کر آؤ۔ ہماری Ineriority کا اس میں دخل ہے۔ نظامِ تعلیم کی Inferiority کا اس میں دخل ہے۔ اس میں کوئی ایسی اخلاقی قدر نہیں ہے کہ جس پر اعتراض کیا جا سکے۔

سوال: ہم یقین رکھتے ہیں، خدا کہتا ہے کہ میرے علاوہ کسی کو وسیلہ نہ بناؤ۔ چھوٹے موٹے دنیا کے کاموں میں اگر کوئی رشتہ دار کسی کام کا وسیلہ بن جائے یا بن سکتا ہو تو اس سے مدد لینی چاہیے؟ ان وسیلوں کو Please واضح کریں۔

جواب: یہ آیت میں نے نہیں پڑھی۔ یہ آیتِ وسیلہ اور چیز ہے اور عبادات کو Share کرنا اور چیز ہے۔ وسیلہ تو خدا Recommend کرتا ہے۔ وسائل کے بغیر تو انسان پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا کو شروع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دو دن لگائے میں نے اس میں زمین کو ٹھہرانے میں اور دو دن لگائے اس میں وسائلِ انسان تخلیق کرنے میں۔ ظاہر ہے جسے وہ اقوات کہتا ہے کہ انسان کو وسائل تک پہنچانا تھا۔ پھر انسان کو جب اس نے تعلیم کرنی تھی تو اس نے وسائلِ پیغمبر تخلیق کیے۔ پیغمبر تمام وسائل ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو ہمارا Feed back نہ ہوتا۔ ملائکہ وسائل ہیں جو پیغمبروں کے وسائل بنے اور پیغمبر ہمارے وسائل ہیں جن کے ذریعے ہم علم تک پہنچے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ ایک نبی پیدا بھی نہیں ہوتا تو بھی وہ وسیلہ بنتا ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہود کو اللہ تعالیٰ نے ایک سرزنش کی ہے کہ تم کیسے بد بخت لوگ ہو کہ جب ابھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو تم اس کے وسیلے سے مجھ سے دعائیں مانگتے تھے اور میں تمہیں بخش دیا کرتا تھا۔

Marfat.com

یہود کی عادت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو ان کا عَلَم ساتھ رکھتے تھے۔ ان کا نام لے لے کر دعائیں مانگتے تھے اور اللہ قرآن میں اس بات کو خصوصاً Mention کرتا ہے کہ ابھی میرا پیغمبر پیدا بھی نہیں ہوا تھا تو اے قومِ یہود تم اس کے وسیلے سے مجھ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اب یہ پیدا ہو گیا ہے تو تم اس کا انکار کرتے ہو یعنی جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے تو ہم ان کے وسیلے سے انکار کر رہے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ ہم قومِ یہود کی طرح ہو جائیں کہ جب وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا تو تم اُس کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے۔ اب اگر پیدا ہو گئے تو تم کہتے ہو کہ رسول وسیلہ نہیں ہوتا۔ اگر رسول وسیلہ نہیں ہوتا تو خدا کی شناخت کا اور کوئی ذریعہ زمین پر نہ ہوتا کیونکہ عادتِ خداوندیہ ہے کہ اپنی پہچان کے لیے، اپنے فکری رستوں کے لیے، اپنے مذہبی واخلاقی رستوں کے لیے اگر اس نے کوئی Guide چنے تو یہ وسائلِ پیغمبر چنے ہیں۔

دنیا میں کوئی کام بے وسیلہ نہیں ہوتا۔ نہ کوئی دنیاوی کام بے وسیلہ ہوتا ہے۔ نہ کوئی آسمانی کام بے وسیلہ ہوتا ہے مگر وسیلے کو خدا سمجھنا کسی قیمت پر بھی جائز نہیں۔ وسیلہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ اسباب اور وہ ذرائع جو آپ کو اپنے مقصدِ حیات تک پہنچانے میں مدد دیں، ہم ان کو وسائل کہتے ہیں اور یہ ایک Technical definition ہے۔ اس میں کسی قسم کا عباداتی تغیر نہیں ہوتا۔ وہ تمام وسائل اور وہ تمام ذرائع جو کسی کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچانے میں مدد دیتے ہیں، ہم ان کو وسائل کہتے ہیں یعنی آج کا پاکستان اگر ایٹمی ہے، اگر آج کی دنیا ایٹمی ہے تو اس وسیلہ کو انسان تک پہنچتے ہوئے دو ارب سال لگے ہیں۔ خدا نے جو دو ارب سال پہلے زمین میں Lead crytal رکھی تھی، وہ دو ارب سال کے بعد یورینیم میں Change ہو کر وسیلۂ ایٹم بن گئی۔ یہ تمام وسائل جو ہیں یہ اول و آخر Mention ہیں اور ان کا موجود ہونا لازم ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں I don't think they exist on earth. وہ شاید ہوا میں معلق ہوتے ہیں۔ میرے ایک بڑے اچھے دوست تھے بڑے ہی کٹر اہلِ حدیث تھے۔ میں چونکہ جنیدیہ سلسلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے استاد و مرشد سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ ہیں کہ علم و منطق میں ماشاء اللہ ایسا استاد بہت کم دیکھنے میں ملتا ہے۔ میرے ان دوست کو علی بن عثمان کے علم سے تو کوئی غرض نہیں تھی...... ساتھ ہی مسجد تھی اور وہ روزانہ اونچی آواز میں پکارا کرتے تھے کہ جو

Marfat.com

داتا کو داتا گنج بخش کہتے ہیں، وہ بڑے کافر ہیں اور یہ کہ وہ بندہ ہے، یہ ہے، وہ ہے...... اتفاق سے سب سے زیادہ زور یہ تھا کہ وہ وسیلہ وغیرہ نہیں ہیں۔ ان کے وسیلے سے دعا نہ کیا کرو۔ یہ نہ کیا کرو، وہ نہ کیا کرو۔ ایک دفعہ اتفاق سے میری بھی Transfer ہوگئی، ان کی بھی Transfer ہو گئی۔ میں نے as usual اللہ پر چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے واقف ہیں، بڑے شناسا ہیں، کسی سے سفارش کروالو۔ میں نے کہا کہ اگر خدا کو میرا یہاں رہنا منظور ہے تو میں ادھر رہوں گا۔ میں استادوں والا تھا مگر میں کسی کے پاس گیا نہیں۔ ایک دفعہ وہ مجھے ملے، کہنے لگے "پروفیسر صاحب! میری بھی ٹرانسفر ہوگئی ہے۔" وہ بھی پروفیسر تھے اسلامیات اور عربی کے فاضل تھے۔ میں نے کہا "ٹھیک ہے، میری بھی ہوگئی ہے۔" کہنے لگے "پروفیسر صاحب۔ آپ نے کسی سے کچھ کہا نہیں۔" تو میں نے کہا کہ میں کیوں کسی سے کہوں، جتنا وقت اللہ نے جس زمین پر لکھا ہے، کافی ہے۔ میں تو نہیں کسی سے کہتا۔ کہنے لگے "پروفیسر صاحب! آپ کے تو بہت واقف ہیں۔ میری ہی سفارش کرادیں کسی سے۔" تو یہ سن کر دل میں مجھے بہت ہنسی آئی کہ صبح وشام تو یہ سفارش اور وسیلے کی اتنی مخالفت کرتے رہتے ہیں .What is impossible is impossible .Man is a social animal ایک دوسرے کے اوپر تکیہ کیے بغیر وہ گزر نہیں کرسکتا، ایک دوسرے کی مدد کیے بغیر وہ گزر نہیں کرسکتا۔ اگر وسیلہ ناجائز ہوتا، امداد طلب کرنا ناجائز ہوتا تو آپ کو پتا ہے کہ تمام حقوق العباد سلب ہوجاتے۔ غور کرو اس پر! اگر وسیلہ غلط ہوتا، مدد غلط ہوتی تو تمام حقوق العباد کی نفی ہوجاتی۔ اس لیے کہ حقوق العباد کی بنیاد ہی مدد و وسیلہ پر ہے۔ ایک بندہ کسی دوسرے کا وسیلہ بنتا ہے، ایک بندہ کسی دوسرے کی مدد کرتا ہے، ایک بندہ کسی کے کام آتا ہے۔ اگر آپ اللہ کو ماننے والے ہو، آپ گھر سے نکلتے ہو کہ میں اپنوں کا وسیلہ بنوں، کسی کی روٹی کا اور کسی کے پانی کا، کسی کی ترقی کا، کسی کو عزت دوں، کسی کو مصیبت سے نکالوں تو یہ حقوق العباد سارے کے سارے کہاں دفن ہوجائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بندہ لوگوں کی خدمت کرنے نہیں نکلے گا۔ آپ کچھ بھی کہہ لیں، پھر خدمتِ خلق کا نام ختم ہوجائے گا کیونکہ خدمتِ خلق میں ایک آدمی کرنے والا ہے مگر باقی لوگوں کا تو وہ وسیلہ بنے گا، سبب بنے گا، باقی لوگوں کی عزت وتکریم کا وہ سبب بنے گا تو یہ تمام حقوق العباد ختم ہوجاتے ہیں۔ ہاں ہر چیز میں غلو برا...... ہر چیز کی

Marfat.com

Excess بری ہے۔ ہر چیز کی Exaggeration بری ہے۔ وسیلہ طلب کرنے سے کوئی بندہ کسی کا خدا نہیں بنتا مگر وہ لوگ جو آج موجود ہیں اگر وہ اپنی زندگی پر غور کریں، اگر پاکستان کی زندگی پر غور کیا جائے تو یہ جو مصیبت اب پاکستان میں آئی ہے، یہ غیر مذہبی نہیں، مذہبی لوگوں کی وجہ سے ہے۔ آپ غور کرو کہ اس طاقت میں جو اس وقت ایک غیر معقول طاقت کو حاصل ہے۔ اس طاقت کا سبب غیر مذہبی نہیں، مذہبی لوگ تھے۔ وہ شق جو انہوں نے مل کر اس کے حق میں پاس کروائی ہے جس کی وجہ سے آج وہ سپر پاور بنے بیٹھے ہیں، وہ غیر مذہبی نہیں، مذہبی لوگ ہیں اور وہ مذہبی لوگ جن کو وسیلہ پسند نہیں ہے مگر ایک سیکولر کا وسیلہ بن کے انہوں نے اس کو اتنی بڑی پاور بنا دیا کہ وہ مکمل طور پر مذہب سے انکاری ہیں۔

سوال: کیا اللہ کے پیغمبروں کو بھی ان کا نفس بہکاتا ہے یا وہ اس سے مبرا ہیں؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ پیغمبروں کی خطا بھی حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق ان کی امتوں کے لیے فلاح و بہبود کا باعث بنتی ہے۔ ان کی جو خطا سمجھی جا رہی ہوتی ہے، وہ Calculated ہوتی ہے۔ Well understood ہوتی ہے جیسے یونس علیہ السلام سے خطا ہوئی، یہ Calculated تھی۔ چونکہ ان کی زندگی Totally controlled ہوتی ہے تو ہم ان کی خطا کو علم کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اگر حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے خطا نہ کروائی جاتی تو ہمیں ایک انتہائی بڑی نعمت نہ ملتی، وہ بڑی نعمت کیا تھی؟

قیامت تک مسلمانوں کو، مومنین کو ایک وعدہ دیا گیا ہے کہ یہ طرز جو ہے یونس علیہ السلام کا، یہ خوبصورت انداز جو ہے یونس علیہ السلام کا توبہ کرنے کا، یہ اتنا حسین ہے اور ہمیں اتنا پسند ہے کہ قیامت تک جو اس لہجے میں ہم سے معافی مانگے گا تو ہم اسے "كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ" ضرور نجات دیں گے اور یہ ہے: "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" ایسی خطا کو خطا نہیں سمجھا جا سکتا جو Calculated ہو، Well understood اور رہتے زمانوں تک انسانوں کے لیے فلاح و بہبود کا باعث ہو۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے کو دیکھ لیجیے کہ اگرچہ اس نے خطا کا ارادہ کیا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے نفس کی برائی، نفس کے اشکال، اس کی طاقت کا مظاہرہ ایک پیغمبر پر کر کے اس کی نجات کے لیے آپ کو تسبیح دے دی جو

Marfat.com

میں نے ابھی پڑھی تھی ''اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ '' پیغمبروں کی نسیان Calculated ہوتی ہے۔ان سے سرزد کروائی جاتی ہے کیونکہ ان کی خطا میں بھی ان کی امت اور آنے والے انسانوں کی بھلائی کا بہت بڑا عنصر شامل ہوتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام سے انجانے میں بغیر نیت کے ایک Murder کروایا گیا حتیٰ کہ وہ بھاگتے ہوئے ایک درخت کے نیچے پہنچے تو میں نے ایسی خوبصورت دعا بہت کم دیکھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت کے نیچے پڑھی:

''رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ''

(اے رب میں اس خیر کا محتاج ہوں جو تو میری طرف نازل کرے اور میں فقیر ہوں۔)

اور پھر نبوت، بیوی اور حضرت شعیب علیہ السلام کی سرپرستی ان کو عطا کی گئی۔کیا آپ یقین کرسکتے ہو کہ کوئی خطا اتنی قیمتی بھی ہوسکتی ہے کہ جس کے کیے بغیر یہ سب کچھ نصیب نہ ہو اور جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک ہمیں اتنی بڑی نعمت مل جائے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کی دعا ہے اور جیسے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے اور جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے مبارکہ ہیں جو صبح و شام ہم پڑھتے ہیں۔اسی لیے میں کہتا ہوں کہ پیغمبر نفس کی پیچیدگیوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ Guided soul ہوتے ہیں، Well protected ہوتے ہیں اور ان کی خطا جو ان سے سرزد ہوتی ہے، وہ جان بوجھ کر ان سے کروائی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو نفع پہنچے۔

سوال: ولی اللہ کا خدا کو پانے کا طریقہ مختلف کیوں ہے؟

جواب: مختلف نہیں ہے۔نیت وہی ہے، انداز وہی ہے مگر ہر انسان دوسرے سے تھوڑا تھوڑا مختلف ضرور ہے۔کسی میں ایک جبلت کا تناؤ ہے اور کسی میں دوسرا ہے۔کوئی ایثار سے اللہ کو پہنچتا ہے، کوئی شگفتگی مزاج سے پہنچتا ہے، کوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے اعتدال سے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔کوئی اپنی کمزوری کو دیکھ کر مجاہدات کے ذریعے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ مقاصد مختلف نہیں ہوتے۔ Approach Individual ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

Change ہو جاتی ہے۔

سوال: کیا انسان کا نفس ہی اس کے اندر کا شیطان نہیں؟

جواب: اندر کے شیطان اور باہر کے شیطان میں بڑا فرق ہے۔ نفس شیطان نہیں ہے۔ نفس ضمیر ہے اور جبلت ہے اور شیطان ایک خارجی وجود ہے۔ ایک مکمل وجود ہے۔ شیطان ایک گروہ کا سردار ہے۔ افواج رکھتا ہے۔ آپ کی فائلیں رکھتا ہے، بڑا Clever، بڑا ذہین ہے۔ اُس کے پاس ہر آدمی اور اس کے آباؤ اجداد کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ اگر ایک جگہ سے آپ نہ بہکو تو آپ کی فائل طلب کرے گا کہ اس کا باپ کہاں سے بہکا تھا۔ ماں کہاں سے بہکی تھی۔ وہ بڑا Scientific ہے، اس کا سارا سسٹم بڑا Scientific ہے۔ اس کی فائلیں بے شمار ہیں۔ صرف آپ کو وہ نظر نہیں آتا ورنہ وہ ایک باقاعدہ ہماری حریف جماعت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اکٹھے ہو کر چلو ورنہ کنارے پر چلنے والے کو شیاطین اس طرح اُچک کے لے جاتے ہیں جیسے ریوڑ سے بچھڑی ہوئی کسی بکری کو لے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ خارجی حقیقت ہے، داخلی نہیں ہے۔

سوال: کیا جسمانی ریاضتیں خدا تک پہنچنے اور اسے پانے کا ذریعہ ہیں؟

جواب: یہ بڑا خوبصورت سوال ہے۔ آپ اس کو یوں مختصر کر لیجیے کہ کیا انسانی Attitude میں Physical extremities کہیں خدا کو Lead کرتی ہیں؟ تو قطعاً ایسا نہیں ہے، جیسے اللہ نے اس وقت قومِ عیسوی کے رہبانی لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے از خود یہ چیزیں نکال لیں تھیں۔ میں نے انہیں نہیں کہا تھا۔ پھر کچھ لوگ انہیں نبھا گئے اور زیادہ تر لوگ انہیں نبھا نہیں سکے۔ میں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ یہ ہوتا کیوں ہے؟ Basically this is phychological fact, some people know کہ ان میں ایک عادت کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی قابلِ مثال یا قابلِ تقلید کام نہیں ہوتے مگر کچھ لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ ہم میں بھوک غالب ہے، خوف غالب ہے، ہم میں خلق کی توجہ کی آرزوئیں غالب ہیں تو وہ اپنے آپ کو طویل مدت کے لیے اس Situation میں رکھتے ہیں مثلاً اگر بھوک غالب ہے تو اپنے آپ کو بھوکا رکھتے ہیں، اگر خلق غالب ہے تو خلق سے جدائی پر زور دیتے ہیں۔ یہ اُن کا Individual اعراض ہے۔

Marfat.com

اس کا کوئی واسطہ تصوف سے نہیں۔ اگر مجھے پتہ ہو کہ مجھ میں ایک عادت ہے اور میں اُس سے آگاہ ہوں تو پھر اُسے روکنے کی خاطر میں سمجھتا ہوں کہ ہمالیہ کی بالائی پر چلا جاؤں اور برف کی تنہائی میں قید ہو جاؤں۔ ایک شخص سمجھتا ہے کہ میں خلق کی گفتگو میں اپنے آپ کو ضائع کر رہا ہوں تو وہ اپنے آپ کو جدائی کی سزا دے گا۔ Self کو سزا دینے کا یہ طریقہ صوفیائے قدیم میں رائج تھا۔ یہ Normal نہیں تھا۔ اگر وہ لوگ اپنے اندر ایک ابنارمل کیفیت محسوس کرتے تھے تو اس کو دور کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''تذکرہ'' میں بیان فرمائی۔ کہا کہ میں ہر روز جامع بغداد میں رات کے نوافل میں قرآن ختم کرتا تھا اور اس طریقے پر میری مدت گزر گئی تو ایک دن میں جامع بغداد کی سیڑھیوں پر چل رہا تھا تو میرے نفس نے مجھے کہا کہ اے عبدالقادر آج اگر تو آرام کرے اور مجھے بھی آرام دے دے تو کیا تعجب ہے۔ تو شیخ نے کہا کہ تو نے مجھے خدا کے رستے میں تساہل پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس کی سزا تجھے میں یہ دوں گا کہ اسی سیڑھی پر تمام نوافل ادا کروں گا اور یہیں میں قرآن ختم کروں گا۔ Some where extremity becomes a part of somebody. جس کو یہ خوف زیادہ ہوتا ہے کہ نفس کو کوئی رعایت دینے سے شاید میرا راستہ خراب ہو جائے گا مگر یہ عمومی لوگوں کے لیے نہیں۔ چونکہ خدا نے جسمانی اور نفسی کیفیات پر درجات نہیں رکھے اور بہترین علم خدا کا اگر کسی کو حاصل تھا تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور بہترین علم کو جس استعداد میں رکھا وہ نہ Extremism تھی، نہ وہ Abnormal تھی، نہ وہ Subnormal تھی بلکہ Normalcy بہترین قاعدۂ زندگی ہے۔ Normalcy سے بہترین علم پیدا ہوتا ہے۔ Normalcy سے بہترین شناخت پیدا ہوتی ہے اور اعتدال کو ہر چیز پر غلبہ ہے۔

سوال: اگر آپ نے دینِ اسلام کو عام کرنا ہو تو ہمیں سب سے پہلے کیا کرنا ہوگا؟ اور اس کے علاوہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کے لیے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ اس کے بارے میں کوئی جواز پیش کریں۔

جواب: آپ نے کیوں دینِ اسلام عام کرنا ہے؟ دیکھو جی ایک وقت ہوتا ہے تبلیغ کا، ایک وقت ہوتا ہے اپنے آپ کو تبلیغ کرنے کا...... بخدا میں انگلینڈ میں تھا تو ایک

Marfat.com

Anthropologist ملنے آئے، دو چار گھنٹے ملاقات بھی ہوئی تو اٹھتے ہوئے مجھے کہنے لگے Should I convert? تو میں نے کہا" بابا! کیوں؟ کس لیے؟" کہنے لگے" پروفیسر صاحب میں بڑا متاثر ہوا ہوں I never expected کہ چھوٹے سے ایک شہر کے ایک پروفیسر تو آپ کہلاتے ہیں. But I didn't expect this. میں Anthropology پر ان سے گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے کہا" دیکھو پروفیسر! نہ مجھے شوق ہے اخبار میں دینے کا کہ میں نے انگلینڈ میں پانچ ہزار مسلمان کیے، نہ مجھے خدا سے اس بات کا انعام لینا ہے کہ ایک احمق کو میں نے اپنی باتوں میں بے وقوف بنا لیا ہے، نہ مجھے اس قسم کی کوئی Publicity چاہیے۔ میں نے ایک کام کیا ہے کہ تُو پڑھا لکھا آدمی ہے، تجھے میں نے ایک اور Angle سے تھوڑی سی Information دی ہے۔ اگر تجھے صحیح لگتی ہے تو جا! گھر جا! سوچ! تیرے اسلام کی ذمہ داری مجھ پر نہیں، تجھ پر ہے۔ غور کر جا کے! تو Misinform تھا۔ میں نے کوشش کی ہے کیونکہ تو نے مجھ سے Dreams پر سوال کیا ہے۔" سوال وہ یہ لایا تھا کہ" مُلّا عمر" کی Dream اور پیشین گوئیاں پڑھی ہیں کہ فتح ہو گی مگر ہوا کچھ نہیں تو Dreams میں تو یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو نظر آئیں، وہ حقیقتاً نظر آتے ہیں تو پھر یہ Dreams کیسے غلط ہو گئی۔ آپ کو پتہ ہے کہ اشارہ وہ یہ کر رہا تھا کہ آپ کے پیغمبر کی یہ روایت بھی غلط ہے اور اگر وہ بھی خواب میں آ کر کچھ بتائیں تو غلط ہو گا تو میں نے کہا" پروفیسر صاحب! یہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ ملا عمر کے Dreams صحیح ہیں؟ کیا آپ کو پتہ ہے کہ چاہے وہ خواب میں ہوں یا حیات میں ہوں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کریں گے تو وہ حدیث ہو جائے گی، جب وہ حدیث ہو گی تو اس پر روایت اور درایت کے قوانین لاگو ہو جائیں گے، پھر ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ یہ شخص کتنا سچا ہے، کتنا جھوٹا ہے۔ اس شخص کے مفاد کیا ہیں، اس کی Personality کیا ہے، یہ شیزوفرینک تو نہیں ہے؟ یہ لوگوں کو قائل کرنے کے لیے تو نہیں خواب سنا رہا؟ اس Standard پر جاؤ تو ملا عمر جھوٹا نکلے گا۔ ہمارے Prophet پر کوئی ضرب نہیں آتی۔" وہ ایک کتاب چھاپ رہے تھے، America سے چھپ گئی ہے Most probably شاید ہمارے نئے Intellectuals کے ہاتھ چڑھ جائے تو کل کو یہ بھی ایک Subject بن جائے۔

تو خواتین و حضرات! مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اسلام کی تبلیغ اس وقت کرنی ہے...... اگر کرنی

Marfat.com

بھی ہے تو میں آپ کو حضرت ابن عباسؓ کا ایک قول بتا دیتا ہوں "ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: "ابن عباس! مجھے تبلیغ کا بڑا شوق ہے۔" تو فرمایا "تجھے قرآن آتا ہے؟" کہنے لگا "ہاں پڑھا ہوا ہے، ناظرہ پڑھا ہوا ہے۔ تھوڑا سا ترجمہ بھی جانتا ہوں۔" "حدیث آتی ہے؟" کہا "ابن عباس! تھوڑی سی تو آتی ہے۔" کہا "فقہ آتی ہے؟" کہا "عباس! فقہ کے دو چار مسائل تو آتے ہیں۔" جب انہوں نے کافی سوالات سیرت پر اور مغازی پر کیے اور جواب میں وہی "ٹائیں ٹائیں فش" نکلی...... وہی چار مسائل تو ابن عباسؓ نے کہا "دفع ہو جا! میں تجھے کوڑے مار مار کر تیرا سر پلپلا کر دوں گا۔ جا اپنے گھر بیٹھ۔ اگر شوق ہے تو کچھ پڑھ اور اس کے بعد بھی نہ نکل۔"

خواتین و حضرات! تبلیغ کے تو قوانین ہی اللہ نے مختلف دیئے ہیں۔

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ"

پہلی بات یہ ہے کہ علم و حکمت سے خدا کی طرف بُلا...... پھر خالی یہ نہیں، تیرا لہجہ اور کلام بھی اللہ کے مطابق ہونا چاہیے اور تیرے لہجے میں بھی نفاست ہونی چاہیے اور اگر یہ بھی ساتھ شامل ہو جائے تو ایک اور کام بھی ہونا چاہیے۔ "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" "خوبصورت بات، اعلیٰ علم اور بحث کا سلیقہ...... خواتین و حضرات! آپ کے پاس ایسی شہادتیں تو بڑی ہوں گی کہ نہ شکل و صورت اچھی، نہ انداز عالمانہ، گفتگو ایسے جیسے بھٹیار خانہ اور بحث میں پڑے تو کہتے ہیں "نہیں بابا! ہم چلے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ مسجد میں چلے جاؤ وہاں عالم بیٹھتا ہے۔" یہ طریقہ تبلیغ ہے کیا؟ یہ مبلغین ہیں؟ اور پھر سب سے بڑھ کر خواتین و حضرات! مبلغ تو سب سے پہلے دو چیزوں سے جانا جاتا ہے، امانت اور صداقت سے۔ کون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتبار کرتا؟ کون کہتا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں؟ کون کہتا ہے کہ امانت دار ہیں اگر چالیس برس انہیں لوگوں میں نہ رہے ہوتے؟ کیا یہ شرط نہیں بنتی تبلیغ کی؟ کہ تبلیغ وہ کرے جس کو لوگ اچھی طرح جانتے ہوں، کم از کم اس کا شہر تو گواہی دے، اس کے ارد گرد کے لوگ تو گواہی دیں کہ اس عالم محترم نے کسی کا مال نہیں غصب کیا، یہ سودے کا اچھا ہے، اس کا حال مناسب ہے۔ یہ عہد و پیمان نہیں توڑتا، اللہ کا ٹھیک بندہ ہے۔ یہ امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ خواتین و حضرات! پہلے چند ایک دنیاوی اوصاف ساتھ لے کے جائے گا تو لوگ کہیں گے نا کہ جو یہ کہہ رہا ہے یار! ٹھیک ہے۔

Marfat.com

اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ امانت، دیانت اور صداقت جو ہے یہ تبلیغ کی Physical شرط ہے۔اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ وہ علم کیا دیتا ہے اور کیا نہیں دیتا۔

مجھے یہ بتائیں کہ اگر چارسدہ سے کوئی شخص آپ کے پاس آجائے جو تبلیغ شروع کر دے تو آپ کو پہلے یہ شک نہیں ہوگا کہ اسی بہانے کوئی جیب تراش نہ آنکلا ہو۔ I am not insulting them but I am asking you a question. کہ اس مبلغ کا کیا فائدہ کہ جس کی ہیئت اور حلیے کے بارے میں ہزاروں شبہات آپ کے ذہن میں جنم لیں کہ یہ Genuine انسان ہے بھی کہ نہیں کہ یہ واقعی مبلغ ہے بھی یا نہیں۔ تبلیغ کے بہانے ہی تو چور گھروں میں گھستے ہیں، ہزاروں حادثات ان لوگوں کے بہانے ہوتے ہیں جو بڑی بزرگ صورت میں ہوتے ہیں۔ معزز خوبصورت خواتین آتی ہیں، گلے میں منکے ڈالے ہوئے، تسبیحیں ہاتھ میں لیے ہوئے، انہی کے بہانے وارداتیں ہوتی ہیں۔ آپ کبھی اخبار اٹھا کے دیکھتے ہو کہ What is the problem with tableegh? کیا مسئلہ ہے؟ تبلیغ کس کا حق ہے؟ تبلیغ اسی کا حق ہے کم از کم جس کے لیے آپ یہ سمجھیں کہ یہ ہم سے بہتر تعلیم یافتہ ہے یا یہ ہماری گتھیاں سلجھا دے گا یا یہ ہمارے سوال کی تشنگی کو دور کرے گا یا کم از کم رائے مسلط نہیں کرے گا مگر ہمیں سوچنے کا موقع تو دے گا۔ ایک نئی روشنی تو دے گا، ہمارے ذہن کے کچھ تاریک گوشے کھول تو دے گا۔

عجیب سی بات ہے، میرے پاس ایک گروہِ تبلیغ ماشاء اللہ آ گیا تو آدھے، پونے گھنٹے گفتگو میں مَیں نے کوئی پندرہ احادیث سنائیں تو میں نے کہا ''چلو جواباً آپ مجھے ایک حدیث سنا دیں۔'' کہنے لگے ''وہ بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ آپ نے بڑی اچھی بات کی، ہم بڑے متاثر ہوئے، اب آپ ہمارے امیر کے ساتھ اگر چلّہ تین دن کا لگا لیں تو آپ کا علم اور بڑھ جائے گا۔'' میں حیران و پریشان ہوں کہ پتہ نہیں یہ چلّے میں کون سا علم ہے کہ تین دن کے چلّے میں مَیں اس سے بہتر عالم ہو جاؤں گا مگر میں نے ان سے کچھ کہا نہیں۔ میں نے کہا ''جتنے معذور ہو، بس اتنی ہی تعلیم بہتر ہے۔''

سوال: سوال آیا ہے کہ میوزیکل نعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: وہ میوزک اگر پہلے کسی فلم سے گزر گیا تو اور بات ہے۔ میں آپ کو ایک

Marfat.com

مصدقہ چیز کی طرف لے جاتا ہوں کہ حضورِ گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں داخل ہوتے ہیں تو مدینہ کی بچیاں دف بجا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ ایک نعت گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا　　مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

اب آپ خود سوچو کہ میوزک بھی تھا، یہ دف بھی بجا رہی تھیں اور وہ نعت بھی سنا رہی تھیں۔ یہ واقعہ ایسے ہی ہے نا؟ آپ نے بھی ایسے ہی پڑھا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ Reasonable, respectable, background جو ہے موسیقی کا، جو شائستہ ہے، جسے سادہ لوگ سادہ سمجھتے ہیں، وہ نعت کے ساتھ منع نہیں ہے مگر وہ میوزک جس کو Normally jampacked کہتے ہیں یعنی ایک تو میوزک ہوتا ہے، ایک رجز ہوتا ہے، رجز جو دھواں دار عشقیہ شاعری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو پہلے کوئی ہیرو صاحب، ہیروئن کے لیے گا چکے ہوں اور خاصی فلمی Situation میں...... تو اگر آپ اس کو نعت کے لیے استعمال کرو گے تو وہ توہینِ رسالت کا باعث بنے گا مگر جہاں تک صرف ایسے میوزک کا تعلق ہے جس کی مثال آپ کو پہلے مل چکی ہے کہ موزوں ہو، یعنی دف کو آپ دف نہیں سمجھو بلکہ It's a kind of musical instrument کہ جو اس وقت لڑکیاں بجاتی بھی تھیں اور ساتھ ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح بھی کرتی تھیں اور ہمیں مکمل اطلاعات موجود ہیں کہ یہ جو نعت اس وقت پڑھی گئی:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ

کہ وداع کی گھاٹیوں سے چاند نے طلوع فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہر شکر کرنے والے کو اس وقت تک شکر کرنا واجب ہے جب تک اس کی زندگی رہے کہ اللہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں یہ نعمت عطا فرمائی۔ میرا خیال یہ ہے کہ افراط و تفریط کے درمیان میں اس کا جواب ہے کہ نہ تو اتنی سختی کہ سرے سے اس کا انکار کر دیں مگر یہ جو کسب ہم نے پکڑا ہوا ہے، نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا Particularly جب سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی موقع یا میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتا ہے تو اس وقت کبھی گمان نہیں ہوتا کہ یہ میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ دور سے سننے پر لگتا ہے کہ مختلف فلمی گانوں کی بھرمار ہوئی پڑی ہے اور ان کے میوزک چل رہے ہیں،

Marfat.com

تھرکتے ہوئے نوجوان ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا خرافات ہیں جو میلاد کے نام پر ہوتی ہیں۔ میلاد منانا جرم نہیں ہے مگر معیار decency ہونا چاہیے۔ اس صاحبِ وقار کے منافی نہ ہو۔ اس لیے یہ تمیز اور ادب اور لحاظ کی judgement اپنی اپنی ہے۔ خدا ہمارے لوگوں کو توفیق بخشے۔

سوال: کیا کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز ہے؟ اور دوسرا سوال تھوڑا Interesting ہے کہ موجودہ حالات میں یونیورسٹی میں لڑکیوں سے دوستی کرنا جائز ہے؟

جواب: خالی لڑکیاں کیوں......؟ عجیب بے تکا سوال ہے۔ اگر تو آپ یہ سوال کرتے کہ کیا لڑکے اور لڑکیوں کی آپس میں دوستی جائز ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ حدود اللہ کو دیکھیں تو یہ دوستی مرد اور عورت میں نہیں ہو سکتی۔ دوستی ایک قسم کی اجناس میں ہوتی ہے، ایک قسم کے Pattern میں ہوتی ہے۔ لڑکی اور لڑکا مختلف اجناس ہیں، اس لیے ان میں دوستیاں نہیں ہو سکتیں۔ اس دوستی کے پیچھے ایک ہی غرض ہے اور وہ Procreative مقاصد کے لیے اکٹھا ہونا ہے۔ جیسے پطرس نے کہا تھا کہ کوئی پتہ نہیں کب بھونکنے والے کتے بھونکنا بند کر کے کاٹنا شروع کر دیں۔

یورپ کی اصطلاح میں جو Friend اور Boy friend کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، کچھ پتہ نہیں ہے کہ Boy friend اور Girl friend کس وقت...... Friendship ختم کر کے Boy اور Girl ہونا شروع کر دیں اور Normally اس قسم کی تقسیم کا کوئی پیمانہ انسانی معاشرے میں بالکل موجود نہیں ہوتا۔ Hostilities موجود ہیں۔ Both the sexes are very very different in nature. اور ان کو پتہ ہے کہ ہمارے مقاصد کیا ہیں اور ان کو پتہ ہے کہ ہماری صحبتوں کے اثرات کیا ہیں۔ اس لیے اگر تو یہ معاملہ یونیورسٹی اور کالج میں صرف دعا و سلام تک رہے جس کے مقاصد تعلیم ہیں تو یقیناً جب ایک جگہ پڑھیں گے تو اس دعا و سلام میں تو کوئی حرج نہیں ہے مگر جب یہ لفظ دوستی استعمال کیا جائے تو دوستی بعض معاملاتِ ظاہرہ اور باطنیہ میں Interdependence ہے۔ دوستی بہت بڑا لفظ ہے جس کو ہم انتہائی قربت کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک Interdependence ہے۔ Feelings کی اور Emotions کی...... اگر کوئی بھی لڑکا اور لڑکی اس Interdependence تک پہنچ جاتے ہیں کہ

Marfat.com

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست

در پریشاں حالی و در ماندگی

اگر دوستی کا اصل مطلب دیکھا جائے تو وہ صرف سلام دعا نہیں ہوتا۔ دوستی تو بہت ہی قریب کی چیز ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کی Feelings کسی مرد اور عورت میں پیدا ہوتی ہیں تو I don't think that's a local condition وہ ایک مستقل تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی دوستی صرف میاں اور بیوی میں ہو سکتی ہے۔

آپ دیکھیے کہ تاج محل بنایا گیا۔ دنیا میں محبت کی بہت ساری علامات ہیں۔ وہ ایک احمقانہ سا Valentine's day بھی منایا جاتا ہے۔ کسی کو صحیح Valentine کا پتہ، نہ اس کے Origin کا پتہ ہے، نہ یہ پتہ ہے کہ وہ کون صاحب تھے؟ کیا تھے؟ بس منائے جاتے ہیں۔ بھئی! ایک ''تاج محل ڈے'' نہ منایا گیا کبھی...... کیوں؟ میاں بیوی کی محبت کا جو اس دنیا میں سب سے بڑا Symbol ہے، وہ تاج محل ہے مگر کمال کی بات ہے، ہمارا حال دیکھیں کہ ''تاج محل ڈے'' تو آج تک ہم نے کبھی منایا ہی نہیں، جس کے بارے میں ایک top class historian کے ذرا جملے آپ سن لو کہ:

It's a lyric in stone, It's a dream in marble, It's an eternal tear on the cheeks of mortality and the finest monument of conjugal love and fidelity.

یہ تو آپ نے کبھی نہیں منایا۔ صرف Valentine Day ہی منائے جا رہے ہوتے ہیں Now I again repeat ذرا ان الفاظ پر غور کرنا۔ بڑا ہی مشکل ہے کہ اتنے خوبصورت الفاظ میں کسی چیز کی تعریف کی جائے۔ اس نے کہا: It's a dream in marble ''یہ ماربل کا ایک خواب ہے۔'' It's a lyric in stone ''یہ پتھر میں ہی ایک غزل لکھی ہوئی ہے'' and the eternal tear on the cheeks of mortality. ''فنا کے عارض پہ دمکتا ہوا یہ لافانی قطرۂ آرزو ہے۔'' اور The finest monument of conjugal love and fidelity کہ ''یہ ازدواجی زندگی کی محبت اور دوستی کا خوبصورت ترین نشان اور نمونہ ہے'' اس کو تو

Marfat.com

کوئی بھی نہیں مناتا and I must say this particular concept of friendship in female and males had never been before. اور جہاں بھی یہ concept زیادہ مستعمل ہوا ہے جیسے یورپین Life flash کر رہی ہے جس کے نتائج میں شادی ختم ہوگئی ہے، ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔ آپ غور کریں کہ Fifty percent there are no marriages in England باقی 50 فیصد میں صرف Partnership لکھی جاتی ہے، Marriage نہیں لکھی جاتی ہے۔ Living together کے Concepts آ گئے ہیں۔ دوستی کے عنوان سے شروع ہوتے ہوئے چار پانچ بچے عورت کے ذمے چھوڑ کر آپ چلتے بنتے ہیں۔

خواتین و حضرات! This is a very very irresponsible to the youth کیونکہ Youth کو بغاوت کی عادت ہوتی ہے۔ وہ ابھی محبت کے معنی نہیں سمجھتا اور محبت کر رہا ہوتا ہے۔ ابھی بھی یہ جو لفظ دوستی استعمال ہوا ہے، غلط استعمال ہوا ہے۔ They are only asking for the submissive attitude to love somebody and to be loved in retun.

جو مسئلہ بیعت کا ہے، وہ میں آپ کو بتاؤں کہ بیعت کیا چیز ہے؟ ایک حدیث ہے:
"اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِی رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ" (اے اللہ مجھے خیالِ خیر الہام کر اور مجھے نفس کے شر سے بچا) تو Basically جب کوئی بھی انسان خدا اور رسول ﷺ کو اپنی ترجیح اول قرار دیتا ہے، Priority چنتا ہے تو اس کی دوسری طلب ان وسائل کی ہوتی ہے کہ جو آپ کو منزل سے قریب تر کر دیتی ہے۔ بسا اوقات آپ اس شخص کو، تصوف میں اس شخص کو ڈھونڈتے ہیں جو دعویٰ نہیں شعور رکھتا ہو اور آدمی جب اس کی خدمت میں جاتے ہیں تو اس سے ایک سودا کرتے ہیں۔ خواتین و حضرات! بیعت ایک سودا ہے۔ جب یہ سودا کرتے ہیں تو استاد پوچھتا ہے کہ بھئی کیا چیز چاہیے تمہیں؟ تم اتنے دیوانے کیوں ہو کہ جان بیچنے آ گئے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں آگہی چاہتا ہوں، میں شناختِ ذات چاہتا ہوں، میرا مقصد خدا کی پہچان ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ سودا آپ کے پاس ہے۔ میں جان بیچنے آیا ہوں، میں اس کی قیمت دینے آیا ہوں۔ دراصل بیعت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ خدا کی پہچان، اس کے علم، اس کی قربت، اس کی محبت کے سودے

Marfat.com

پر آپ اپنی زندگی کو داؤ پر لگاتے ہو اور کسی مرشد کے حوالے کرتے ہو کہ آپ جو چاہو مجھ سے لے لو، اس غلامی کے بدلے......

جب چشتیہ بزرگوں کے پاس لوگ جاتے تھے، Young لوگ جاتے تھے، بڑے مشتاق ہوتے تھے کہ ہم آپ سے اللہ کی محبت چاہتے ہیں، آپ لوگ خدا کے برگزیدہ ہیں تو وہ کہا کرتے تھے:

''وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ'' (البقرہ،196:2)

کہ قربانی بغیر سر منڈائے نہیں ہوتی اس لیے پہلے سر منڈا کے آؤ تو اس زمانے کے اساتذہ Early narcistic pressure کو توڑنے کے لیے نوجوانوں کو خوبصورت زلفیں تراشنے کو کہتے جیسے آج کل نوجوان لڑکوں میں لمبے لمبے بالوں کا Trend ہے۔ حسین فیشن جو آج چلے آتے ہیں، اوٹ پٹانگ بھی ان میں سے لگتے ہیں تو اس وقت اس نوجوان کو راہِ ہدایت میں قدم بہ قدم چلانے کے لیے سب سے پہلے کہا جاتا تھا کہ چلو ٹنڈ کرلو، اس کا سر منڈاؤ۔ مگر بات یہ ہے کہ ہدایت نہ سر منڈانے میں تھی، نہ لمبے بالوں میں تھی۔ یہ ایک Attitude تھا کہ Love is only known for what you'r ready to give for it? کہ تم محبتِ خدا کے لیے کیا دینے کو تیار ہو۔

اگر محبت کا کوئی پیمانہ ہوتا کہ محبت کس کو کہتے ہیں؟ تو اس کی واحد Definition یہ ہے کہ ''محبت'' ایک چیز ہے جس کو کسی اور چیز سے Replace نہیں کیا جا سکتا کہ ''الصَّفَآءُ صِفَةُ الْاَحْبَابِ'' کہ یہ صفائے قلب جو ہے، جو اللہ کے دوستوں کی علامت ہے۔ ''وَهُمْ شُمُوْسٌ بِلَا سَحَابٍ'' اور یہ وہ آفتاب ہے جس پر بادل کے سائے نہیں پڑتے تو یہ جو محبت ہے، جو خدا کی محبت ہے، یہ کسی چیز کا نعم البدل نہیں ہے اور اللہ نے بھی آپ کو سنا کے کہہ دیا ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' مجھ سے دعویٰ محبت نہ کرنا۔ یہ محبت کا دعویٰ مجھ سے نہ کرنا...... میرے حضور اس طرح نہ آنا، یہ کہنے کہ اللہ! ہمیں تم سے بڑی محبت ہے۔ یہ نہ کہنا...... حتیٰ کہ تم اپنی محبتوں (باقی محبتوں) کی قربانی نہ دے دو مگر خواتین و حضرات! خدا یہ نہیں چاہتا کہ لوگ دیوانے ہو کے اس کے لیے نکل پڑیں۔ اگر خدا کو دیوانگی اور ''جنونِ محبت'' مراد ہوتا تو محمد

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی جنوں میں آپ کو تبلیغ کرتے مگر ایسا نہیں ہے، جو اللہ کو سب سے زیادہ خوبصورت انسان لگا، جس نے سب سے زیادہ خوبصورت انداز میں خدا کی تعریف کی جو سب سے زیادہ اپنے پروردگارِ عالم سے ڈرا اور محبت کی، وہ اتنا معتدل ہے، اتنا معتدل ہے کہ لگتا یہ ہے کہ بہترین علم، بہترین اعتدال خدا کی محبتوں کا بہترین مرکز ہے۔ سو اگر آپ بیعت کے لیے نکلنا چاہو، جب آپ بیعت کے لیے جاؤ اور مقصد علم ہو، مقصد شناخت ہو، مقصد اعتدال ہو تو پھر اگر کوئی استاد ملے تو بہتر ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ آج کے دنوں میں بیعت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے آپ کو آزاد رکھو اور جہاں سے بھی علم ملے، حاصل کرو۔ علم حاصل کرو چاہے اس کے لیے تمہیں چین جانا پڑے (مفہوم حدیث) تمہیں اتنی دور دراز سے علم ملے تو حاصل کرو، اگر تمہیں Self کی شناخت یورپ سے ملتی ہے تو وہاں سے حاصل کرو مگر وہاں آپ بیعت تو نہیں نا کر سکتے مگر خدا کو سامنے رکھو، گائیڈ کرنے والے اصحاب کی معرفت کو اپنا مقصد نہ بناؤ۔ کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ آپ کو مل جائے گا اور اللہ آپ کو مقامِ معرفت ضرور عطا کرے گا۔

آخر میں اس سوال کے جواب میں سید ہجویریؒ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ وہ میرے شیخ و مرشد ہیں، سلسلۂ جنیدیہ کے استاد ہیں اور میرے دل میں اپنے شیخ کا بڑا اُنس ہے، ان کے علم کا بڑا اعتراف ہے۔ فرمایا کہ "جب ہم خدا کی تلاش میں نکلے تو میں نے خراسان میں صرف تین سو پینسٹھ اولیا کو محوِ عبادت دیکھا اور میں نے ان پر نظر کی۔ کچھ خوش بخت تھے، کچھ خوش نظر تھے، کچھ خوش مقام تھے اور میں نے کسبِ علمِ تصوف میں ہزاروں شیوخ سے ملاقات کی مگر اے طالبِ اللہ! اے طالبِ حق! ایک وقت آئے گا جب تو خدا کی تلاش میں نکلے گا تو تجھے کوئی بھی 'صاحبِ نظر' نظر نہیں آئے گا تو پھر کیا تو خدا کی تلاش ترک کر دے گا؟ تو میری اتنی بات یاد رکھنا کہ جو قدیم کا ربّ ہے اور جو زمانہ آخر کا ربّ ہے، وہ تیرا بھی ربّ ہے اور اس کو اخلاص مراد ہے اور جب تو اپنا اخلاص اس کے حضور پیش کرے گا تو بغیر واسطہ، بغیر کسی شیخ کے بھی وہ تیرے دل پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے گا اور بغیر بیعت کے بھی وہ تجھے رشد و ہدایت دے گا۔" اللہ ہمیں ایسا ہی عطا فرمائے۔

سوال: Sir, What do you say about the use of credit card in respect of Islamic principles?

Marfat.com

جواب: Why in respect of Islamic principles? you just tell me why? There is no Islamic principle. نہ نظامِ حکومت ویسا، نہ نظامِ عدالت ویسا، نہ نظامِ معیشت ویسا...... آپ کیوں بیچارے Islamic System کو بیچ میں Involve کرتے ہو۔ You are asking this question in one single individual capacity. آپ ایک آدمی ہو جس کو اس سے واسطہ پڑ رہا ہے؟ اگر آپ کے پاس Choice ہوگا تو اس کو Change کر سکو گے۔ You have no other option, you have no option to chage the present monitory system or banking system. Why are you insisting on those questions? جن کا جواب سن کے صرف آپ کو ذہنی کوفت ہو سکتی ہے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ ایک مسلمان ہو تو پہلے آپ اسلامی نظام تخلیق کرو گے۔ آپ سود سے نجات کا نظام تخلیق کرو گے۔ یہ تو اس کے بچے ہیں چھوٹے چھوٹے، سودی نظام کے بچے ہیں، آپ کا ملک سود پر چل رہا ہے، آپ کی مسجدیں سود پر بن رہی ہیں، آپ کی سڑکیں سود پر بن رہی ہیں، پانی سود پر مل رہا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے...... مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہوں نے پندرہ سو سال پہلے آپ کا حال دیکھ لیا...... فرمایا ''وہ وقت آئے گا، میری امت پر وہ وقت آئے گا جبکہ سود نہیں تو اس کا دھواں ہر گھر میں پہنچے گا۔'' کیا یہ وہی وقت نہیں ہے کہ آپ میں شعور نہیں تبدیلی کا۔ آپ کو اسلامی نظام کی Acceptance کا شعور نہیں ہے؟ خدا تو صاف کہہ رہا ہے کہ تم میرے ساتھ یہ دھوکا نہ کرو...... آدھی Democracy ملا رہے ہو، آدھا یورپی Monitory system ملا رہے ہو، آدھا Communist system ملا رہے ہو۔ اس نے کہا، ایسا نہ کرو میرے ساتھ۔ خالی نماز میری رکھ لی ہے، روزے میرے رکھ لیے ہیں، باقی System اِدھر اُدھر سے لے کر مجھے بدنام کرنے کے لیے یہ سلسلہ چنا ہے۔ اگر تم نے اسلام کا فائدہ اٹھانا ہے، اگر تم نے دیکھنا ہے کہ کونسا System اچھا ہے تو جیسے تم پورے Democratic system کو in full قبول کرتے ہو جیسے communist system کو full قبول کرتے ہو جیسے Control demoracies کو تم مکمل استعمال کر رہے ہو۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی

Marfat.com

السِّلْمِ کَآفَّۃً'' تو اے اہل اسلام! اگر تم نے System کو اسلامی بنانا ہے تو پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ نظام صدقات ہو، زکوۃ ہو، حکومت کے پاس اپنے حقوق ہوں۔ عوام کے یہ حقوق ہوں کہ عمرؓ کا گریبان پکڑ سکیں۔ آپ کی شرع آپ کے ساتھ موجود ہو، آپ کے قوانین ادب اسلامی ہوں، آپ کے قوانین فلاح و بہبود اسلامی ہوں، پھر جب سارا مل کے تمہیں اسلام سے کوئی تکلیف ہوئی نا پھر مجھے آ کے گلہ کرنا۔ اللہ کہتا ہے کہ پھر مجھ سے گلہ کرنا۔ یہ تم کیا کرتے ہو؟ آدھا اصول اُدھر کا پکڑ لیا، آدھا مسلمانوں کا لے لیا۔ .You are just maintaining me تم نے روایتی taboos کی طرح مجھے قبول کیا ہوا ہے اور ساری دنیا کو تم Credit دے رہے ہو، میرے مذہب کو تم Discredit کر رہے ہو:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ''

If you want to accept my religion and Islam then do it fully and completely, don't mix it.

''وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ'' اس میں میرے علاوہ جو تمہیں System دے رہا ہے وہ شیطان ہے۔ اس میں ان کے سسٹم کی ملاوٹ نہ کرو ''اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ'' میرے نظام کے علاوہ بالآخر ہر نظام شیطانیت کا نظام ہے اور ہر نظام تباہی، بربادی اور ہلاکت پر جا کے ختم ہوگا۔ اس لیے Credit card تو بہت معمولی سی چیز ہے۔ ویسے میرے تجربات میں کریڈٹ کارڈ کے بارے میں کافی لوگوں نے یہی گلہ کیا ہے کہ ہم Over spend کر گئے ہیں، ہمارے قرضے بڑھ گئے ہیں۔ اب کوئی صورت قرضے اتارنے کی نظر نہیں آتی Partically speaking آپ نہ ہی لو تو بہتر ہے۔

سوال: یا علی مدد کہنا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں آپ کی رائے چاہیے؟

سوال: اگر مجھے Choice ہوتی تو میں تو پھر اللہ ہی کو مدد کے لیے پکاروں گا۔ یہ نہیں کہ مجھے علیؓ سے محبت نہیں ہے، اب آپ دیکھیں کہ ''یا علی'' ہیں تو مدد طلب کرنا ایک رسم ہے...... چلیے ہمارا ایک گروہ ہے جو بڑا Firmly faith رکھتا ہے جناب علی کرم اللہ وجہہ پر، ان کو

Marfat.com

حل المشکلات سمجھتا ہے مگر کبھی آپ نے سنا ''یا ابوبکرؓ میری مدد فرماؤ'' یا کبھی سنا ہے ''یا عمرؓ میری مدد فرماؤ۔'' یہ جملہ آپ نے نہیں سنا ہوگا۔ میرا خیال ہے نہیں سنا۔ تو وجہ یہ ہے کہ یہ Total convertrative ہے مگر اگر آپ اس سے نیچے اتر آؤ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں Particular کچھ ایسے بھی لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ''یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شَیْئًا لِلّٰه'' ایک طرف ایک طبقہ یہ کہتا ہے یعنی اس وقت اگر یہ استمداد مانگنا اس طرح ہو کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں چلتا تو میرا خیال یہ ہے کہ سب سے زیادہ حقدار تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں جیسے یہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں، عمرؓ ہیں، ابوبکرؓ ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے پاس ان سے بہت بزرگ و برتر ہستیاں مدد مانگنے کے لیے موجود ہیں اور اگر آپ نے ان چھوٹے چھوٹے رستوں سے ہی بالائی منزل تک پہنچنا ہے تو آپ کے پاس براہِ راست ایک آفر (Offer) موجود ہے۔ مثلاً ایک بہت بڑی جنگ تھی، والی حطین (صلاح الدین) کی، والی کرک سے جنگ ہوئی۔ رجنالڈ نے مسلمانوں کے ایک قافلے کو پکڑ لیا۔ جب وہ قافلہ پکڑا تو ان میں سلطان صلاح الدین کی رشتے کی ایک بہن بھی تھی۔ جب رجنالڈ قتل و غارت کرتا ہوا آیا تو اس کے پاس آ کے رکا۔ اس کو خبر تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین کی بہن ہے تو اس نے اسے کہا کہ صلاح الدین تو بڑی دور کی بات ہے۔ آج تو تیرا خدا اور تیرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تجھے نہیں بچا سکتا، تجھے میرے ہاتھ سے نہیں چھڑا سکتا۔ اس عورت نے رو بہ مدینہ کیا اور آواز دی کہ ''وا محمدؐ'' پھر وہ قتل کر دی گئی تو اس قافلے میں سے جو بھاگ گئے تھے، انہوں نے آ کے سلطان صلاح الدین کو یہ بات بتائی کہ یہ ہوا۔ وادیٔ حطین کی جنگ کے بعد جب ایک سو بتیس Princes of Europe قید ہو کے صلاح الدین کے سامنے لائے گئے اور ان کو پانی پلایا جانے لگا تو صلاح الدین نے قسم کھائی کہ اس شخص کو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔ جب رجنالڈ کو پانی دیا جانے لگا تو اس نے ہاتھ مارا اور پانی گرا دیا کیونکہ عرب کا دستور ہے کہ جس کو پانی دے دیں، اس کو امان دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور اٹھ کے تلوار کا ایک ہاتھ مار کر رجنالڈ کو نیچے گرا دیا تو تمام بادشاہ گھبرا گئے، ڈر گئے کہ اب صلاح الدین ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کرے گا تو صلاح الدین نے کہا کہ Kingsdo not kill the kings (بادشاہ بادشاہوں کو نہیں مارتے) مگر اس کا اتنا بڑا جرم تھا کہ اس نے

Marfat.com

میرے Prophet پر طنز کیے تھے۔ اس نے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طنز کیے تھے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ، مدینے والے کو، تمہاری مدد کو پہنچے...... Exactly یہی واقعہ اسپین میں طارق بن زیاد کے ورود کا باعث بنا۔ وہاں بھی اس طرح Travel کرتے ہوئے مسلمان پکڑے گئے تو "راڈرک" جو اس وقت اسپین کا حکمران تھا، اس نے بھی قافلے کی عورتوں کو بلا کے یہی کہا کہ بلاؤ اب تم اپنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو...... اصل میں جو اس وقت کی مخاصمت کی بنیاد بنتی تھی، وہ اللہ نہیں بنتا تھا کیونکہ کہیں نہ کہیں عیسائی بھی خدا پر یقین رکھتے تھے۔ دراصل پوری Christian world کو مسلمانوں سے جو دشمنی تھی، Middle East سے نکلنے کی دشمنی، اس دشمنی کی ایک وجہ عیسائیوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں مختلف علاقوں میں شکست کھانا تھا۔ اس وجہ سے ان کا main enemy اللہ نہیں بنتا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتے تھے تو جب بھی وہ کوئی Negative remarks دیتے تھے مسلمانوں کو تو ان کے پیغمبر کے بارے میں دیتے تھے۔ جب بھی مسلمان پکارتے تھے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے اور انہیں پکارتے تھے۔ ان بڑی جنگوں میں بھی ایسا ہوا اور جب بھی وہ الزام دیتے تھے تو محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے حتیٰ کہ ایک فرنچ پادری تھا، بڑا محقق بڑا Research کرنے والا تھا۔ اس نے اپنی Research میں لکھا کہ مسلمان ایک دیوتا کو پوجتے ہیں جس کا نام "مہیت" ہے۔ یہ اس نے اپنی Research فرمائی تھی کہ مسلمان Generally ایک دیوتا کو پوجتے ہیں جس کا نام مہیت ہے یعنی اس کو لفظ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ادا کرنا نہیں آیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پکار تو آپ لوگ صبح و شام کرتے ہو، جب آپ تشہد میں بیٹھتے ہو تو آپ "اَیُّھَا النَّبِیُّ" ہی پکارتے ہو۔ یہ پکار جو آپ صبح، دوپہر شام کرتے ہو، اس سے تو کوئی انکار نہیں۔

خالق و مخلوق کا فرق اگر ملحوظِ خاطر رہے تو اللہ کے بعد اگر کوئی محبت کا مرکز ہے، ایمان کا مرکز ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ جس شخص سے جس حضرتِ گرامی سے جس ذاتِ پاک سے آپ اتنی محبت کرتے ہو، دن میں اپنے بال بچوں سے زیادہ اس کی یاد نہ آئے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر آپ واقعی اس ذاتِ گرامی سے اتنا انس رکھتے ہو، اتنی محبت رکھتے ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن اور رات میں یاد نہ کرو؟ اور درود ایک صورتِ

Marfat.com

یاد ہے جو آپ صبح و شام ان کے لیے پڑھتے ہو، سنتے ہو یا جس کا ذکر کرتے ہو......اور ایمان کی علامات تین ہیں۔ خدا کو ایسے ماننا کہ اس میں کسی کو شریک نہ کرنا، جب ایمان یہاں تک آیا تو تمام احتیاطیں ختم ہو گئیں، تمام اعتقاد ختم ہو گئے۔ اللہ کو ایسے ماننا کہ اس میں کسی ذات کو شریک نہ کرنا مگر ایمان کی حلاوت بقولِ حدیث دوسرے نمبر پر یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا پیار رکھنا کہ اس جیسا کسی سے نہ رکھنا۔ فرمایا ''عمر فاروق! تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے۔'' فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جان و مال ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت رکھتا ہوں مگر اپنے نفس سے کم۔'' فرمایا ''عمر تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک تم مجھے اپنی جان سے زیادہ نہیں چاہو گے۔'' فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔'' اس وقت تک آپ کے ایمان کا حصہ نہیں پورا ہوتا جب تک آپ ایک اللہ میں کسی کو شریک نہ کریں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر، اس ذاتِ گرامی سے بڑھ کر کسی کو نہ چاہیں۔ امام ابن تیمیہؒ بڑے سخت مزاج تھے، ہر وقت لٹھ ہاتھ میں رہتا تھا۔ ہر دوسرے بندے کو جاہل و کافر بھی کہہ دیتے تھے، مجاہد اور متقی تھے مگر سخت مزاج تھے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ اکثر مسلمان اس قابل ہی نہیں ہوتے۔ سخت مولوی کو سہارنا بڑا مشکل ہے، سو وہ گریزاں بھی رہے، بعد میں قید بھی ہوئی، جیل میں بھی گئے تو امام ابن تیمیہؒ نے خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ کو ایک خط لکھا۔ خواجہ ابوالحسن شاذلی ''امامِ مغرب'' کہلاتے ہیں۔ الجزائر وغیرہ تمام ان علاقوں میں پہچانے جاتے ہیں جس طرح آپ کے یہاں شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں اسی طرح تمام مغرب میں امام خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ ہیں۔ یہیں سے شاذلیہ فرقۂ تصوف نکلا تو خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ کو امام ابن تیمیہؒ نے ایک خط لکھا کہ آگاہ رہو کہ تم لوگوں کو عباداتِ ظاہرہ کے بغیر بھی مغفرت کا سبق دے رہے ہو۔ تم لوگوں کو ان کے اعمال سے غافل کر رہے ہو۔ تم اپنی بات کی حفاظت کرو......(ان دنوں ان کا اختیار بڑا تھا......اللہ تعالیٰ کسی سخت آدمی کے ہاتھ میں اختیار نہ دے) ورنہ میں تمہیں بلا کر سختی کروں گا اور گردن ماروں گا۔ خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ بھی بہت بڑے محقق تھے۔ انہوں نے ایک متفقہ علیہ حدیث ابن تیمیہ کے پاس بھیجی اور ساتھ لکھا کہ تو امامِ حدیث ہے، تو عالمِ زمانہ ہے، مجاہد ہے، اگر تجھے اس حدیث میں نقص نظر آئے تو مجھے واپس کر دینا۔ اگر اس حدیث کے مطابق میرا رویہ نہ ہو تو مجھ سے گلہ کرنا۔

Marfat.com

اس حدیث میں تھا کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، پوچھا "یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ" "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی؟" فرمایا "قیامت کا پوچھتے کیوں ہو؟ کیوں پوچھتے ہو؟ کیا تم نے اس کے لیے بڑی عبادات کی ہیں؟" کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ایسے ہی بس گئی گزری عبادت تھی، نمازیں تھوڑی پڑھیں۔" پوچھا "کیا اے بندۂ خدا! تم نے صدقات اور خیرات کیے ہیں؟" اس نے کہا "نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے تو پلے ہی کچھ نہیں ہے۔ میں نے کیا دینا، کیا لینا تھا۔" "بھئی کیا تو نے روزے بڑے رکھے ہیں؟" "نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ رکھے، کچھ چھوڑے۔ میرے اعمال میں یہ بھی نہیں ہے۔" تو پوچھا "کس برتے پر تو قیامت کو پوچھتا ہے؟" کہ میاں نہ تیری عبادت پوری، نہ تیری خیرات پوری، نہ تیرے صدقات پورے، نہ تیرے انفال پورے، نہ روزے پورے...... کس برتے پر قیامت کو پوچھتا ہے؟ فرمایا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے محبت بڑی ہے۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن لوگ اسی کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن سے انہیں بڑی محبت ہے۔"

خواتین وحضرات! یہ وہ بات ہے جسے حلاوتِ ایمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک Ultimate محبت رکھنا مگر یہاں تھوڑا سا میں Add کر دوں کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت ہوگی، وہ یقیناً ان اعمال کی ضرور جدوجہد کرے گا جن اعمال کی رغبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ کرتے تھے اور جن کی تلقین آپ کو زیادہ کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو یہ عالم ہے، کہا: اے نالائقو! تمہارا یہ حال ہے اور میرا یہ حال ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ گڑھے میں آگ جل رہی ہے اور جیسے پروانے اس میں گرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمہارا یہ حال ہے کہ دنیا کی اس آگ میں (جہنم کی آگ کی طرف) پروانوں کی طرح آگے بڑھتے جا رہے ہو اور دونوں ہاتھوں سے تمہیں میں پیچھے کھینچ کھینچ کر تھک گیا ہوں یعنی ہمارا حال یہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شفاعت اور کرم نصیب فرمائے۔ قیامت کے دن ان کے امان کا خیمہ عطا فرمائے۔ ان کے مقامِ وسیلہ کا توسط عطا فرمائے جو ہم صبح وشام نماز میں پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس محترم ومقدس ہستی کے خاکِ پاک کے طفیل کرم بخشے ان کی زیارت کا۔ اس کے حضور جانے کا شرف بخشے، اللہ سے اپنے لیے امن مانگنے کی استطاعت بخشے اور اللہ تعالیٰ کے رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملے میں ہمارے ضامن بھی ہوں، شافع بھی ہوں اور ہماری طرف سے ان کے دل پر ملال بھی نہ ہو۔ (آمین)

سوال: You have said that all professions, skills and science are just way to spend a sort of healthy and constructive life. But how you place the people who are non-believers, for example who invented small pox vaccine which eradicated whole of the small pox and that is a great victory to mankind and still they are non believers. How will you put a place these non believers?

جواب: دراصل قرآن حکیم نے جب کرامتِ ظاہرہ کا ذکر کیا تو اللہ نے اسے مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ فرمایا:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ" (بنی اسرائیل:70)

(ہم نے تمام بنی آدم کو کرامت بخشی۔)

Intellect کے تین درجے ہیں۔ ایک کو Common instinctive پر Base کرتے ہوئے Instinctive knowledge کہتے ہیں۔ جب پڑھتے لکھتے ہیں اور دانش وری اختیار کرتے ہیں تو ہم Intellectual ہو جاتے ہیں۔ Intution تک مسلم اور غیر مسلم سب برابر ہیں۔ انہوں نے چونکہ Concentration کی ہیں۔ انہوں نے غور وفکر کیا ہے جیسے Organic Chemistry کے فارمولا بنانے والے حضرت جب بہت غور وفکر فرما رہے تھے تو آتش دان سے آگ لپکتی دیکھ کر ایک Snake- tail formula تک پہنچ گئے۔ جیسے Newton ہیں تو آٹھ سال کا غور وفکر تو شامل تھا، سیب کا گرنا تو بہانہ ہو گیا تھا۔ وہ ایک Intutive الہام تھا۔ وجدانی کیفیت پیدا ہو گئی تو خدا نے کسی بھی محنت ومشقت کرنے والے کو ایک وجدانی ترفع بخشا ہے جو کسی مسلم اور غیر مسلم میں یکساں ہو سکتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں میں ایسی Concentrations موجود نہیں ہیں۔ مسلمانوں میں تو اپنی Knowledgibility بھی کھو

Marfat.com

گئی۔ Religious sentiment بھی کھو گیا۔ نہ اُدھر تحقیق ہوئی نہ اِدھر تحقیق ہوئی تو Obviously inferiority پیدا ہوئی تھی۔ باقی رہا ان کے اوصاف۔ یہ تو سوال ہے ان کی صلاحیت کا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت تخصیص نہیں لگائی بلکہ ایک دور کو دجال کا عصر کہا جب Genetics اتنی ترقی کر جائیں گی کہ نیا انسان تخلیق ہو سکے گا۔ ہمارے Religion نے ہمیں یہ Probability دی ہے کہ نئے انسان کو انسان تخلیق کر سکے گا۔ ظاہر ہے کہ Genetics engineering اور Micro Biology اگر مل جل کر اتنی کوشش کریں تو They will be able to recreate an exact replica of a human being. یہاں تک اشارات ہمیں قرآن و حادیث سے ملتے ہیں مگر اس وقت ایک اور سوال آئے گا۔ بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں ہیں جو خدا کے علم میں تھیں اور قرآن میں یہ لکھا گیا تھا کہ یہ چیزیں تو صرف اللہ جانتا ہے۔ اس میں سونوگرافی نے ایک چیز کو غلط کر دیا کہ بچے کا پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں ہی جانتا ہوں کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟ مرنے کی جگہ کون سی ہے؟ جینے کی جگہ کون سی ہے؟ رزق کے مقامات کیا ہیں تو آج کے دور میں آپ دیکھیں کہ People are getting fixed in their professions differently. The people almost know what they have to do on the places, they choose. اور یہ کہ تین یا چھ مہینے پہلے Judgement دے دی کہ لڑکا ہو رہا ہے، لڑکی ہو رہی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا کی آیات غلط ہو گئیں تو Normally ہمیں دیکھنا پڑتا ہے کہ حدیث جو ہے وہ Explaining documentry of the Quran ہے اور بعض آیات کی وضاحت اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہمیں explaining doucumentaries نہ ملیں۔ Particularly یہ جو آیاتِ زمانہ آخر ہیں جن میں سے ہم ابھی گزر رہے ہیں، یہاں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ انسان بعینہٖ وہ کام کرے گا جو اللہ کرے گا اور وہ عصرِ دجال ہے۔

عصرِ دجال کا مطلب یہ ہے کہ انسان Claimant ہوگا ان کاموں کا جو خدا کر رہا ہے۔ خدا اگر زندگی اور موت دے رہا ہے تو دجال Claim کرے گا کہ میں زندگی اور موت

Marfat.com

دے رہا ہوں۔ اگر اللہ یہ جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے تو یہ ہوگا۔ خدا نے کہا ہے کہ میں لڑکا اور لڑکی دیتا ہوں۔ آپ دیکھیے کہ جاپانی Micro Biologian, Biologain اور Genetics کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق You may choose the sex of your body تو یہ سارا ایک Exception ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح کیا کہ یہ Exceptional period دجال کا عصر ہے اور اس کے بارے میں واضح کیا کہ لوگ زیادہ تر دجال کے عصر میں دجال کی طرف جائیں گے۔ Youngs جائیں گے، Ladies جائیں گی اور وہ ہر چیز کو حاضر کرے گا۔ اس کے پاس ایک شخص جائے گا اور کہے گا کہ میرا بھائی مر گیا ہے۔ کیا تو اس کو زندہ کر سکتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں! کر سکتا ہوں and he will relive the dead person. تو لوگوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ وہی شخص ہوگا؟ فرمایا نہیں، اس کی مثال ہوگا۔ اب دیکھیے! کتنی عقل مندی کی بات ہے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے کتنی Openings چھوڑ دی ہیں کہ اس کی مثال ہوگا۔ It will not be the same man. May be out of his own genes and exact replica of the same man will be created and not the same man. تو عصرِ دجال میں تمام جو حیرت انگیز واقعات ہونے والے ہیں یا ہوں گے، ان تمام کا ذکر ہے اور یہ تمام چیزیں ہم پر اس بات کا دباؤ ڈالیں گی کہ You stop believing in God and start believing in a new God. that's man himself. جو اس پر یقین رکھیں گے، وہ انہیں جنت دے گا۔ جو اس پر یقین نہیں رکھیں گے، وہ انہیں دوزخ دے گا۔ البتہ جہاں تک صلے کی بات ہے تو خدا نے کہا کہ جو محنت کرتے ہیں، میں زمین پر ان کا صلہ انہیں دے دیتا ہوں۔ ان کو عزت، محبت، شہرت سب کچھ دے دیتا ہوں مگر اس کی مثال یہ ہے جیسے ریگزاروں میں سراب۔ جب یہ اس کے قریب جائیں گے تو باقی صرف ریت رہ جائے گی۔ ان کے ایمان اور اعمال کی نسبت یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا، اس کا صلہ ہم ضرور ان کو اس زمین پر دیں گے۔ مگر جہاں تک ایمان کی بات ہے، جہاں تک اگلی دنیا میں ان کے صلے کی بات ہے، I am silent انہوں نے میری طرف رجوع ہی نہیں کیا۔ مجھے مانا ہی نہیں، مجھے چاہا ہی نہیں تو کہاں سے یہ مجھ سے کوئی چیز طلب

Marfat.com

کریں گے۔تو ان کے تمام نیک اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے سرابِ ریگِ صحرا، دور سے پانی لگتا ہے اور قریب جاؤ تو ریت رہ جاتی ہے۔

سوال: مذہب اور دین میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پر کچھ پڑھا تو کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ انہوں نے کیا پڑھا؟

جواب: یہ برکت کے الفاظ ہیں''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ'' احادیث میں یہ برکت کے الفاظ درج ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا ہی تمام قوتوں کے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر آپ کو''حصن حصین'' کتاب مل جائے جسے حضرت امام بن محمد بن ادریس الشافعی الجزریؒ نے نقل کیا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام دعائیں نقل کیں اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اسے اردو ترتیب میں مرتب کیا۔ یہ بڑی خوبصورت حدیث کی کتاب ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام دعائیں موجود ہیں جو مختلف مواقع پر مختلف چیزوں کی برکت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگیں۔ اگر احادیث سے ان دعاؤں کو Collect کرنا مشکل ہو تو اس کتاب سے Collect کرلیں۔ حصن حصین کا مطلب ہی ہے مضبوط ترین قلعہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا مومن کا قلعہ ہے اور اسی نام سے شیخ جزریؒ نے دعاؤں کو نقل کیا۔

دوسری بات جو آپ نے پوچھی: مذہب چلنے کے رستے کو کہتے ہیں اور رستے کے سارے قواعد کو دین کہتے ہیں۔ مذہب کا مطلب ہی چلنے کا رستہ ہے۔ It's a way to God. اور دین اس تمام طریق کار کو کہتے ہیں جو کسی مذہب میں آپ وصول کرتے ہیں۔ اسی لیے دین کا مطلب ہے، پورا پورا دینا۔ اسی لیے قیامت کے دن کو''یوم الدین'' کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی آپ کر چکے ہوں گے اس کا صلہ پورا پورا ملے گا تو دین اس کو کہتے ہیں جو پورا پورا ملے۔ چونکہ پروردگار نے اسلام کے بارے میں پہلے ہی یہ کہہ دیا تھا کہ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ''(مائدہ:3)(آج ہم نے جو کچھ تمہیں دینا تھا، وہ پورا پورا دے دیا ہے)یعنی جو System ہم نے آپ کے لیے ضروری سمجھا، جو Function کرنا ہم نے آپ کے لیے ضروری سمجھا وہ تمام، ہم نے آپ کو پورا پورا دے دیا اور System کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ خالی دین نہیں ہے بلکہ''اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ'' یہ نعمت ہے جو ہم نے آپ کو دے دی۔

Marfat.com

اب دین چاہیے کس کے لیے؟ مذہب کے لیے اور مذہب کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ خدا تک پہنچنا ہے۔ ''وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا'' (اگر اسلام کے سوا کوئی کسی اور دین پر چل کر میرے پاس آیا) ''فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ'' (آل عمران: 85) (تو میں قبول نہیں کروں گا) تو اسلام چلنے کا رستہ ہے اور جو Processing ہے اسلام کی، وہ دین ہے اور پورا پورا آپ کو دیا تا کہ اگر دس ارب انسان مسلمان ہو جائیں اور وہ Functionary طریقہ اسلام پر چلیں تو ان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور خدا تک پہنچے گا۔ کوئی نہ کوئی تو اس پانچویں جماعت سے ضرور آگے بڑھے گا۔ اسلام میں داخل ہونا، نماز پڑھنا، قرآن پڑھنا، روزے رکھنا یہ ابتدا ہے۔ خدا تک پہنچنا، یہ انتہائے مقصدِ زندگی ہے۔ We start with it and we move on to God.

عبادت جھکنا اور جھکانا نہیں ہے۔ عبادت موڈ اور Attitude کا نام ہے۔ قرآنِ حکیم میں عبادت سے مراد پوری کی پوری Identification لی گئی ''صِبۡغَةَ اللّٰهِ'' (اللہ کا رنگ) ''وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً'' (البقرہ: 138) (اور اللہ کے رنگ سے بھی کوئی رنگ بہتر ہے، جس میں وہ رنگتا ہے) ''وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ'' (اور ہم عبادت کرنے والے ہیں) تو یہاں عبادت ہے: ''صِبۡغَةَ اللّٰهِ'' (اللہ کا رنگ) یہاں اس کے پورے مفہوم میں خدا کے رنگ میں رنگا جانا عبادت ہے۔ Identification with the properties of God. اسی لیے تصوف میں صفاتِ الٰہیہ کو صفاتِ انسانیہ کی جگہ اختیار کرنے کو ''فنا فی اللہ'' کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر میں غصے میں ہوں تو میرا غصہ میرے اور خدا کے بیچ میں حائل ہے تو میں ایسے Processes اختیار کروں گا جو میرے غصے کو کم کریں اور جب میرا غصہ کم ہوگا تو اس کی جگہ اللہ کی شانِ رحیمی داخل ہوگی اور میں صفاتِ انسانی سے گزر کر صفاتِ رحم و کرم تک پہنچوں گا۔

سوال: پروفیسر عشرت حسین مرزا کا سوال ہے کہ Islam is no longer a dogma. It does not believe in dogmatism. It has its own set of suitable principles laid down in Holy Quran. It however, believe in evolution. Please clear it.

جواب: جہاں تک تو پروفیسر صاحب نے بات کی تو مجھے اس سے قطعاً کوئی

Marfat.com

اختلاف نہیں ہے۔ It's not a dogma. It is a book of knowledge revolution and evolution also. مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے طویل عرصے میں ہمارا جو ایک پرابلم رہا ہے کہ بارہویں اور پندرہویں صدی کے بعد ہم قرآن کے معیار سے گرتے رہے۔ کبھی لوگوں نے اتنی دست درازیاں اور جرأتِ خیال بھی کیا، جیسے ابنِ سینا نے کیا کہ ملائکہ کوئی شے نہیں ہیں، یہ صرف ہماری علوی تخلیقات یا ہماری اعلیٰ ترین جوملکی صفات ہیں ان کا اظہار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جیسے اشاعرہ، ماتریدیہ معتزلہ اور عقلی Movement کے بہت سے فلاسفرز نے اسلام کو Interpret کرتے ہوئے بعض اوقات اس کے Basic سے بھی اعراض کرنا شروع کیا۔ پھر اس کے Defence میں صوفیائے اسلام جیسے ''سیدنا جنید بغدادیؒ''، ''سیدنا شیخ علی ہجویریؒ'' اور ''شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' نے تعلیماتِ تصوف کا دفاع کیا مگر مسئلہ جب آگے بڑھا اور اجتہادِ فکر کے دروازے بند ہوتے گئے تو آج بھی اگر آپ قرآن کی تفاسیر پڑھیں تو آپ کے مسائل کا حل یا تو ''ابن کثیر'' سے نکلے گا یا ''شوکانی'' سے یا ''زرکانی'' سے یا ''امام ابن تیمیہ'' سے اور معاملات کی تشریح و وضاحت اس عہد سے کی جائے گی جہاں وہ لوگ موجود تھے اور کوئی بھی ایسی Challenging differentiation ہمارے آج کے مسائل اور Challenges کے حوالے سے ہمارے سامنے نہیں ہوگی۔

اب میں آپ کو دو باتیں چھوٹی سی بتاؤں کہ کسی نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ آج تو آپ لوگ موجود ہیں جو ہمیں قرآن پڑھا دیتے ہیں، سکھا دیتے ہیں، اس کی تفاسیر بتا دیتے ہیں مگر کل کیا ہوگا؟ جب آپ لوگ نہیں ہوں گے تو قرآن ہمیں کون پڑھائے گا اور کیسے پڑھائے گا؟ فرمایا

''اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُہُ الزَّمَانُ''

کہ ہر زمانہ قرآن کی اپنی تفسیر کرتا ہے اور خواتین و حضرات! ہر زمانے میں ایسے ذہین و دانش ور لوگ جو خدا کو اپنی توجہ کا مرکز بنائیں گے۔ جو حقیقتِ عالیہ کو تلاش کریں گے جو قرآن کو کتابِ علم اور علم و حکمت سمجھیں گے۔ وہ ضرور قرآن کے ان مطالب تک پہنچیں گے جو جدید تر سے جدید ترین ہیں۔

ابھی میں آپ کو صرف ایک قرآن کے عالم کی فراست کا حال بتاتا ہوں کہ ابتدائے

Marfat.com

حال میں بھی وہ لوگ اس قدر ذہین و دانش ور تھے کہ زمانے ان کی دانش کے سامنے کھل جاتے تھے اور وہ اس فراست کا مظہر تھے کہ جس پر حدیثِ رسول ناطق ہے کہ ”فراستِ مومن سے ڈرو۔ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔“

ابھی آپ دیکھیے کہ امام زین العابدین کے پاس ایک شخص گئے اور ان سے سورۂ حدید کی آخری آیات کی تفسیر پوچھی اور وہ آیات کچھ ایسی تھیں:

”اللہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم کہیں بھی ہو۔“ (حدید:4)

امام زین العابدین نے فرمایا:

”نُزِلَتْ لِلْمُتَعَمِّقِيْنَ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ“

کہ یہ تمہیں سمجھ نہیں آئیں گی مگر زمانہ آخر میں جو خدا پہ غور و خوض کریں گے۔ ان کو یہ آیات بڑی اچھی طرح سمجھ میں آجائیں گی۔ خواتین و حضرات! غور کریں کہ یہ زمانہ آخر ہے اور اب جب ایک اسکائی لیب آسمان سے گزرتے ہوئے زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے خزانوں کی خبر دیتی ہے، دھاتوں کی خبر دیتی ہے اور آج ایک چھوٹا سا آسمانوں پر چلتا ہوا کیمرہ زمین پر چلتی ہوئی چیونٹی کی خبر بھی لے لیتا ہے تو آج ہمیں اس آیت کا بڑی وضاحت سے علم ہے کہ انسان اگر اتنا باخبر ہوسکتا ہے، بغیر کسی Source کے، بغیر کسی درمیانی رابطے کے۔ اگر زمین ایسی ایجادات کی مالک ہے کہ وہ آسمانوں سے زمین کے خزانوں کی خبر لیتی ہے تو یقیناً اللہ بھی ایسے Sophisticated system کا مالک ہوگا جو کائنات کے کسی بھی پرت میں موجود ہو، اسے اس کے ذرّے ذرّے کی خبر ہوتی ہے تو Evolution تمام تر عقلی ہے، ذہنی ہے۔ اور جب علم کا بحران آیا تو دو Attitude جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے، وہ قطعاً غیر قرآنی تھے۔ ایک Attitude جو اب بھی جاری و ساری ہے اور سب سے زیادہ خطرناک ہے کہ عملیت کے بہت سارے فلاسفرز نے علوم کو تقسیم کر دیا، For example، اگر کوئی دینی عالم آپ سے کہے کہ یہ دنیا کا کام ہے۔ یہ دنیا کا علم ہے۔ آؤ کچھ خدا کے لیے کریں اور اگر ایک شخص Cosmology پڑھ رہا ہے، علمِ ہیئت پڑھ رہا ہے اور اس کے پاس ایک صاحب چلے جائیں اور کہیں کہ یہ تو دنیوی

Marfat.com

وجاہت کا کام ہے۔ آؤ چلتے ہیں! کچھ تبلیغ وغیرہ ہو جائے۔ اصل میں بہت ضروری ہے اور یہ معلومات بہت ضروری ہیں تو آپ دیکھیے کہ قرآن کی اس آیت پر کتنی زد پڑے گی کہ خدا جب قرآن میں لکھتا ہے کہ میرے بہترین بندے وہ ہیں ''الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ'' (آل عمران:191) (جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔)

خواتین وحضرات! علم کوئی بھی ہو وہ خدا کا ہے۔ اگر آج یورپ کے لوگوں کو اس نے علم وتحقیق وجستجو کی آرزو بخشی ہے تو وہ خدا کے بغیر نہیں ہے، چاہے وہ اپنی اہلیت کے کتنے بھی بڑے بڑے دعوے کیوں نہ کر لیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ نے ان کو بھی جستجوئے علم کا ثمر بخشا ہے۔ ادھر مسلمان کا یہ عالم تھا کہ وہ یورپ کے متقابل ایک ایسے احساسِ کمتری کا شکار ہوا کہ وہ اپنے مذہب کے چند اعمال کو ان کا جواب سمجھا اور خواتین و حضرات! یورپ سے بہترین اعتراضات آتے تھے اور مسلمانوں کے بدترین لوگ ان کا جواب دیتے تھے۔ یہ Parallels نہیں بنتے تھے۔ یہ علم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہم نے شاید تاریخ کا مطالعہ چھوڑ دیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ یہی حال، یہی Comparison جو آج ہمارا اور اہلِ یورپ اور امریکہ کا ہے، یہی Comparison پہلے عالمِ اسلام اور یورپ کا تھا۔ جب قرطبہ میں اسّی ہزار حمام تھے اور ہر سٹریٹ لائٹ سے مزین تھی تو ''شان ایلیزے'' میں اس وقت گھٹنے گھٹنے گندگی اور پانی کھڑا ہوتا تھا اور بڑے طبقات کی بیگمات اپنے پورے کپڑے اٹھا کر اس کیچڑ میں سے گزرتی تھیں جیسے آج بھی آپ کے دیہات کے نالوں سے خواتین گزرا کرتی ہیں اور اس دورِ جہالت میں جب مسلمان اپنی Top of the knowledge پر تھے اور جہاں جابر بن حیان کیمسٹری کی بنیاد رکھ رہا تھا۔ ''الیوسف الخوارزمی'' الجبرا کی بنیاد رکھ رہا تھا اور جہاں ''ابنِ سینا'' ''قانون الشفاء'' کو ترتیب دے رہے تھے۔ وہاں اس وقت یورپ کے Classical houses میں یہ حال تھا کہ اگر کسی کو سر درد ہوتا تو اس کو ایک بڑے سے پتھر سے کچلا جاتا کہ اس کو شیطان اور جن ہے۔ بچ گیا تو بچ گیا ورنہ جن تو نکل ہی جائے گا تو خواتین وحضرات! یہ Evolution جو ہماری رک گئی ہے، ہم

Marfat.com

نے بارہویں اور پندرہویں صدی کے تسلسل سے اسے پھر اٹھانا ہے۔ ہمیں حاضر و غائب اور موجود سے آشنا رہنا ہے۔ ہمیں اس علمی تسلسل کی کڑیاں مرتب کرنی ہیں۔ ہماری زندگیوں سے جب تک وہ لوگ نہیں اٹھیں گے جو علم کو غرض و غایتِ حیات بنائیں گے جو خدا کی تلاش کو اپنی جستجوئے علم بنائیں گے تو وہ تیسرا درجۂ علم حاصل نہیں ہوگا۔ دنیا میں وہ تیسرا درجۂ علم صرف مسلمان کو نصیب ہے۔ صرف اور صرف مسلمان کو۔

اب دیکھیے کہ اہلِ یورپ نے عقل کو تین اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔ ایک Intelligence جو ہماری اور جانور کی Common ہے۔ ایک Intellect جو Data information سے مہیا ہوتی ہے اور ایک intution ہے جو intellectual concentration سے آپ کسی Intuitive نقطے پر پہنچتے ہیں جیسے بارہ سال کی مشقت کے بعد Alexander Flemming پینسلین تک پہنچ گیا اور اسی کے ساتھ ساتھ جیسے Newton آٹھ سال کے تفکر اور ارتکاز کے بعد ایک Intuitive نقطے پر پہنچ گیا۔ یہاں تک تو مسلمان اور کافر برابر ہے یعنی Intuition ایک غیر مسلم کو بھی نصیب ہو سکتی ہے، آپ کو بھی نصیب ہو سکتی ہے مگر جو آخری درجۂ فکر ہے جسے الہام کہتے ہیں۔ جو غیر معمولی نہیں ہے مگر عقل کا آخری درجۂ ترفع ہے، وہ صرف اور صرف مسلمان کو نصیب ہے مگر جو مسلمان Intellectual calibre تک نہیں آ رہا، وہ الہام تک کیسے پہنچے گا۔

خواتین و حضرات! Basic بات یہ ہے کہ ہم کسی قسم کی تعلیم کو بھی جدا نہ کریں۔ ان مسلمانوں کے جذبۂ علمی کی تحصیل دیکھیے! البیرونی بارہ سال ایک مندر میں ہندو بن کر رہا اور سب سے قیمتی کتاب جو ماخذ تاریخِ ہند ہے، وہ البیرونی کی ''اخبار الہند'' ہے۔ اس وقت مسلمان کیا کیا روپ بدلتے تھے، کیا کیا رنگ اختیار کرتے تھے حصولِ علم کے لیے اور کیسی کیسی کاوشیں اور کیسے کیسے سفر انہوں نے کیے۔ بخاری نے تین تین ہزار میل کا سفر ایک حدیث کی تحصیل کے لیے کیا۔ اتنی محنت اور مشقت کہ وہ علم کے انسان نہیں بلکہ جنات لگتے تھے مگر آج کے دور میں تمام تر علم کی تحصیل صرف ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے لیے ہے مگر ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے بعد بھی تو علم موجود ہے۔ یہ ڈگریاں تو صرف آپ کو Instrument دیتی ہیں۔ جس ڈگری کو آپ علم سمجھتے ہیں، یہ آپ کو صرف Instruments دیتی ہے۔ یہ وہ آلات ہیں جن کی مدد سے اب آپ نے علم کا حصول

Marfat.com

شروع کیا۔

بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ایک ڈگری لینے کے بعد آپ سمجھتے ہیں کہ ہم نے علم کو حاصل کر لیا ہے۔ اس سے بڑی تفنن کی بات کیا ہوگی؟ علم سے اس سے بڑا تمسخر کیا ہوگا کہ بال کاٹنے کے لیے آپ نے قینچی لی، آپ اسی پر اکتفا کر بیٹھے۔ اتنی بڑی کائنات کو جس کو آپ نے سر کرنا تھا، اس کو نظر انداز کر بیٹھے۔ دیکھیے میں آپ کو Instrument کی بات بتاتا ہوں۔ آج میں آپ کو خدا پر دلیل دینے لگا ہوں، مجھے چاہیے کہ میں جس مخالف سے مخاطب ہوں اس کے پاس میرے Instrument کو دیکھنے کی صلاحیت بھی تو ہو۔ غور کیجیے کہ آپ یورپ سے کیوں پسماندہ ہیں؟ آپ کے پاس ان کے Instruments کی تحصیل نہیں ہے۔ چہ جائیکہ آپ ان کے رمزِ خیال تک پہنچیں۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم ان کے Instrument of تحقیق و جستجو نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ہمیں ایک بحرانِ علمی درپیش ہے۔ وہ اللہ جو اس زمانے کا مالک ہے، اس نے اس زمانے میں جہاں اوروں کو علم و یقین بخشا ہے، ہمارا اس سے زیادہ اس علم پر حق ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ تحصیلِ علم سے غفلت نے ہمیں بہت سارے بحرانوں میں ڈال دیا ہے اور یہی Evolution میں کمی کا باعث ہے۔ "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" وہ پیغمبر جو ہر وقت علم کی جستجو کرتا ہے، وہ پیغمبر جو خدا سے آرزو کرتے ہیں۔ میں تھوڑا سا آپ کو Evolutionary process کا تقابل بتادوں کہ لارڈ رسل تو یہ کہتا ہے:

"We don't know the nature of things, we only know the relationship of things.

(ہم میں سے کوئی بھی اشیاء کی اصل کو نہیں جانتا)

اور آپ کا پیغمبر یہ دعا کرتا ہے:

"اَللّٰھُمَّ نَبِّئْنِیْ بِحَقِیْقَةِ الْاَشْیَاءِ"

(کہ اے اللہ مجھے حقیقتِ اشیاء کا علم دے)

تو کتنا فرق ہے دونوں کی Approaches میں مگر وہ اپنی Approaches سے کچھ دینوی مقاصد حاصل کر چکے ہیں اور ہم جن کا واحد مقصدِ علم خدا کی شناخت تھا، ہم بہت پیچھے رہ

Marfat.com

گئے ہیں۔ یہ علمی بحران ہے۔ اللہ ہمیں توفیق بخشے۔

سوال: بزرگانِ دین جواب اس دنیا میں نہیں ہیں، کیا ان کا ہماری زندگیوں سے کوئی تعلق ہے؟ کیا ہم ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگ سکتے ہیں؟

جواب: خواتین وحضرات! میں اس بارے میں بہت مرتبہ گفتگو کر چکا ہوں کہ اس دنیا سے تعلق نہ ہونا اور زندگی کا نہ ہونا یہ دونوں بڑے عجیب وغریب مسائل ہیں۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص ہم میں موجود نہیں ہے یا میرے پاس نہیں ہے یا میرے گھر میں نہیں ہے یا میرے کمرے میں نہیں ہے تو کیا میں اس شخص کی زندگی سے انکار کر دوں یا اس کے ہونے سے انکار کر دوں یا یہ سمجھوں کہ ایک شخص جو ایک دفعہ ایک جگہ سے گزر گیا، دوبارہ کبھی ابدی یا لاانتہائی سطح پر اس کی واپسی ممکن نہیں ہے تو Main question شاید یہ نہ ہوگا۔ اگر کسی طور بھی دنیا سے گزر گئے لوگ زندہ ہیں، برزخی حیات میں ہیں یا برزخی وجود میں ہیں یا اپنی قبروں میں، یا اپنی زندگیوں میں تو کیا ہم ان سے کسی قسم کی استمداد طلب کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میں نے اپنے ایک لیکچر ''مقامِ وسیلہ'' میں یہ تمام باتیں Expain کی ہیں مگر میں ایک بات، ان تمام لوگوں سے جو قرآن کو پڑھتے ہیں، پوچھنا چاہتا ہوں کہ قرآن کی ایک آیت ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ میں چھوٹی موٹی مثال اس لیے نہیں دیتا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی ہماری تمام پناہ اور ہماری علم کی محبت پوشیدہ ہے تو قرآن کہتا ہے کہ:

''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا''

(النساء:64)

''اے پیغمبر! اگر لوگ تیرے پاس آئیں اور خدا سے مغفرت کی دعا مانگیں اور آپ بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں تو پھر ہم بخشنے والے ہیں۔''

یہاں ایک بڑی عجیب سی بات ہے کہ اللہ نے اپنا ذکر پہلے کیا کہ اگر وہ اللہ سے اپنی مغفرت کی دعا مانگیں اور تو بھی ان کی مغفرت کی دعا مانگے۔ تو مجھے یہ Process بڑا عجیب سا اس لیے نظر آتا ہے کہ جب اللہ سے دعا مانگ لی تو اس کو معاف کرنے میں کیا حرج تھا؟ Why

Marfat.com

should he relegate the order of "Maghfirat" back to the Prophet. اس کو یہ کیوں ضروری تھا؟ وہ خود ہی کہہ دیتا کہ میں بخش دوں گا مگر اس نے کہا کہ اے پیغمبر! اگر تیرے پاس لوگ آئیں اور مجھ سے اپنی بخشش کی دعا کریں اور تو بھی ان کے لیے بخش کی دعا کرے تو میں بخشنے والا ہوں۔

خواتین و حضرات! بات صرف اتنی سی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ پوشِ جہاں ہوئے اور قرآن کی جو آفاقی آیات تھیں، وہ صرف ایک دور کے لیے نہ تھیں۔ اب تو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُس طرح نہیں جاسکتا جیسے حضور زندگی میں تھے اور یہ حدیث موجود ہے کہ:

"جس نے میری قبر کو دیکھا، اس نے گویا مجھے دیکھا۔"

اب بھی اگر آپ میں سے کوئی وہاں جائے اور بقولِ قرآن اللہ سے اپنی مغفرت کی دعا مانگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہے کہ یارسول اللہ! آپ بھی میرے لیے بخشش کی دعا مانگیں تو قرآن کی آیت تو تبھی پوری ہوتی ہے کہ پھر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سوال: لفظ مولانا کی وضاحت کریں، کیا اس میں شرک کا شائبہ ہے؟

جواب: صاحب! یہ Languages کے Differences ہیں۔ بہت سے وہ الفاظ جو شاید عربی میں کچھ اور معنی رکھتے ہوں۔ مولانا اپنے آقا و سردار کے معنوں میں ہوتا ہے۔ مولا، ولی اور مددگار کے معنی پر ہوتا ہے۔ مولانا کے General استعمال پر قطعاً کوئی قید نہیں ہے اور میرا خیال ہے، یہ صرف لفظی تغیرات ہیں جیسے ہم اللہ کے لیے لفظ خدا اور یزداں استعمال کرتے ہیں تو ہمارے معنی وہ ہوں گے مگر اگر لفظ مولانا سے ہماری مراد خدا اور رسول نہیں ہے اور صرف General dgree of respect ہے تو ایسے بہت سے الفاظ ہیں جو خدا کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور General degress of respect کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں مگر ایسے بولتے ہوئے کوئی ان سے اللہ مراد نہیں لیتا۔ یہ آپ کی Language کے قصور ہیں۔ Language میں اگر اللہ کے لیے لفظ "رؤف رحیم" ہے تو اللہ خود اپنے پیغمبر کے لیے یہی دو لفظ "رؤف الرحیم" استعمال کر رہا ہے تو وہ ہمیں اس قسم کی غلطیاں permit کرتا ہے کہ Language سے مراد یہ نہیں ہے کہ ضرور ہی آپ ایک لفظ کو پکڑ کر بیٹھ جائیں کہ مولانا صرف اللہ

Marfat.com

کے لیے استعمال ہو سکتا ہے، بندوں کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ مولانا ایک General cadre کا لفظ ہے جو کسی کے لیے بھی اپنے General معنی میں استعمال ہو سکتا ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے جبکہ انسان تو بہت بری فطرت والے بھی ہوتے ہیں؟

جواب: کہا تو نہیں جاتا بلکہ یہ خاصی Confirmed بات ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے مگر اس میں صرف ایک فطرت نہیں رکھی۔ Perfection نہیں رکھی۔ عادات تو اللہ نے دی ہیں۔ اگر اللہ رحمان ہے تو آپ بھی رحمان ہو سکتے ہیں، اگر اللہ رحیم ہے تو آپ بھی رحیم ہو سکتے ہو۔ جب اس نے اپنے رسول کو بہت پیار کیا، لاڈ کیا، اس کی عزت افزائی فرمائی، اس کو بڑا رتبہ عالیہ بخشا تو اس کو یہ نہیں کہا کہ یہ میرا پیغمبر بڑا عبدالرحمن اور بڑا عبدالرؤف ہے۔ فرمایا، یہ میرا پیغمبر بڑا رؤف ہے، بڑا رحیم ہے۔ اپنے نام اس کو دیئے۔ ناموں کی اور عادات پروردگار کی جو فہرست ہے اس کے Level ہیں۔ ایک وقت وہ ہے جو اللہ کا ہے، ایک وقت وہ ہے جو اس نے کائنات کی تخلیق کا رکھا، ایک وقت اشیائے زمین کی تخلیق کا رکھا۔ ایک وقت اس نے انتظامات کا رکھا۔ دورانِ زمانہ اور مختلف تقسیمات میں آ کر، ultimately پروردگارِ عالم کی اپنی صفات جب خدا کی سطح پر Move کریں گی تو وہ انتہائی بالا سطح پر ہوں گی۔ اگر انسانوں کی سطح پر آپ نے رؤف و رحیم دیکھنا ہوں تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ لیجیے۔ پھر جب ان سے بھی ذرا کمتر درجات آئیں گے تو رحیمیت کا Level قریباً قریباً ہر انسان میں پایا جائے گا۔ جیسے اللہ نے کہا کہ میں انسان کے لیے سو ماؤں سے بھی زیادہ محبت رکھنے والا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کی محبت سو ماؤں کے برابر ہے تو ماں کا بھی تو کوئی رتبہ ہوگا کہ جس کی محبت خدا کی محبت کی طرح ہے تو سو میں سے ایک حصہ ماں کے پاس ہے اور ننانوے حصے اللہ کے پاس ہیں۔ خدا کی صفات انسانوں میں موجود ہیں، ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ صرف اس کی جبلتیں مختلف ہیں۔

ہماری جبلتیں دو ارب سال سے Progressive جبلتیں ہیں۔ ہم جانوروں کی سطح سے اٹھ کر آئے ہیں، دنگا فساد، قتل و غارت، بغیر عقل کے یہ جبلتیں ہمیں Motiviation دیتی تھیں۔ جب سے ہمیں عقل آئی ہے، ہم نے ان جبلتوں کو Motivate کرنا شروع کر دیا مگر

Marfat.com

دیکھیے! زمانہ حاضر ہے کہ دورِ حاضر کے سب سے بڑے So called مہذب ملک کا جو سب سے بڑا صدر ہے، وہ اپنے قیدیوں کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کر رہا ہے۔ دیکھیے کہ اس زمانے میں بھی اس تہذیبِ حاضر میں بھی انسان کی فطرت و جبلت حیوانیہ نہیں بدلی۔ باوجود اس کے کہ اتنے طویل عرصے سے خدا کے نام اور خدا کی صفات انسان کے پاس موجود ہیں اور دورِ حاضر تک انسان آیا ہی اللہ کی صفاتِ کریمانہ کے بل پر ہے مگر اس کے باوجود آج کے دور میں بھی So called مہذب ترین معاشروں کے حکمران اپنی حیوانی جبلتوں پہ موجود ہیں، جو آج سے دو ارب سال پہلے موجود تھیں۔

سوال: کچھ دانشورانِ عصر کا خیال ہے کہ prophet صرف اپنے زمانے اور علاقے کے لیے ہوتے ہیں؟

جواب: میرا خیال یہ ہے خواتین و حضرات! کہ اس سے زیادہ ناقص Statement شاید کسی امتی کے ذہن میں نہیں آ سکتی۔ یہ سوال اگر وہ لوگ کریں جو کسی رسول کے امتی نہیں ہیں تو ہم اس کو دوسری طرح سے Tackle کریں گے۔ اگر ایک امتی اپنے رسول کے بارے میں یہ سوال کرتا ہے کہ پیغمبر علاقائی ہے یا Local ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبر پر ایمان نہیں لایا۔ اس لیے کہ ہم نے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ زمانہ آخر تک علم کیا حیثیت اختیار کرے گا؟ زمانہ آخر تک علم کس نوعیت کا ہے؟

اگر آپ غور کریں تو Anthropology کے Reference سے آپ کو پتہ چلے گا کہ سب سے پہلا انسانی معاشرہ Priest معاشرہ تھا۔ سب سے پہلا استاد، سب سے پہلا حکمران Priest تھا یعنی پیغمبر اور شروع ہی سے پیغمبر تمام کام سرانجام دیتے تھے۔ وہ پیغمبر بھی تھے، وہ حکمران بھی تھے۔ وہ Teach بھی کرتے تھے، Preach بھی کرتے تھے اور دنیوی معاملات میں صلاح کار بھی دیتے تھے۔ معاشرہ آگے بڑھتا رہا۔ پیغمبر اس کثرت سے نہ آئے۔ بیچ کے ادوار میں لوگوں کو انہی پیغمبروں کی تعلیمات پر Trained کیا گیا۔ پھر ان کے دوار میں تعلیمات خراب ہوئیں۔ پھر نوحؑ کے زمانے میں مکمل عالم کی تباہی ہوئی۔ دوبارہ جب معاشرے کا اجرا ہوا تو وہ بھی پیغمبر کی سرپرستی میں ہوا یعنی نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ اگر آپ قرآن پڑھیں تو اس

Marfat.com

کی Historical references اتنی Correct ہیں کہ اب جو آثار و شواہد اور آثارِ باقیات نکل رہی ہیں، وہ قرآن سے بالکل مطابقت رکھتی ہیں۔ قرآن پہلے کہہ چکا ہے، اب وہ باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔ قرآن یہ کہتا ہے نوح علیہ السلام کو کہ دیکھو اے نوح! میں تیرے کچھ لوگوں کو ''اصحابِ بجرا'' کو بچا کر لے تو آیا ہوں مگر یہ لوگ پھر وہی غلطیاں کریں گے جو اُن سے پہلے کرتے آئے ہیں اور پھر میں ان پر اسی طرح کے عذاب توڑتا رہوں گا۔ تو معاشرہ پیغمبر کے بغیر بڑھا نہیں۔ البتہ جب زمانے نے سرکشی اختیار کی، خدا کے خلاف ہوتے رہے، گاہے گاہے، کبھی موہنجوداڑو ہلاک ہوا اور یہ ہلاکت اس طرح کی نہیں ہے جیسے جنگوں میں ہلاکت ہوتی ہے۔ یہ Total ہے۔ اس میں سے بچتا کچھ نہیں ہے۔ آثارِ قدیمہ بھی نہیں، بندوں کا حساب کوئی نہیں، کوئی کتاب نہیں، کوئی Document نہیں، لے دے کے چند استعمال شدہ چیزیں بچتی ہیں۔

پیغمبر اپنے زمانے کا سب سے بڑا Intellectual ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو دانشور اس کی بات کیسے مان لیں؟ اگر اپنے زمانے کا وہ ذہین ترین انسان نہیں ہے۔ سب سے بڑا عالم نہیں ہے۔ سب سے موزوں عقل والا نہیں ہے تو لوگ اس کی بات کیسے مانیں گے؟

اہلِ عرب انساب کے بڑے ماہر تھے، بڑے بڑے دانش ور تھے، تیز طراز تھے، فصیح الزمان تھے مگر جب قرآن اترا۔ پیغمبر کے پاس کوئی ایسی چیز تھی جس نے انہیں گم کر دیا، عاجز کر دیا۔ پیغمبر کی زبان سے ایسے الفاظ نکل رہے تھے جو غیر معمولی تھے، Unusual تھے، پیغمبر خبر دے رہا تھا۔ پیغمبر اگر قیامت کی خبر دے سکتا ہے، پیغمبر اگر زمانوں کے بیچ کی خبر دے سکتا ہے، اگر مہدی وعیسیٰ علیہ السلام کی خبر دے سکتا ہے، وہ آپ کی تمام تر علم کی معراج، مستقبل کے رستے متعین کر سکتا ہے تو پھر پیغمبر Local کیسے ہو سکتا ہے۔ دو اقوال ہیں پیغمبر کے۔ ایک طرف انہوں نے آپ کو قرآن دیا۔ دوسری طرف انہوں نے آپ کو اپنی زبان دی، اپنا عہد دیا، حدیث دی۔ اگر آپ کا مطالعہ اچھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ زمانہ آخر تک کی کوئی ایسی بات نہیں ہے جو خدا کے رسول نے آپ کو بتا نہ دی ہو۔ ابھی سائنسز ان اطلاعات تک نہیں پہنچیں۔

''اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ''

(اللہ ہی تو ہے جس نے سات کائناتیں تخلیق کیں اور اسی کی طرح کی سات زمینیں۔)

Marfat.com

''یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ''

(اور ان تمام زمینوں پر ہمارا حکم اترتا ہے۔)

''لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' (الطلاق:12)

(تاکہ تم جان سکو کہ وہ کتنی قدرت والا ہے۔ کتنا بڑا قادر ہے۔)

آپ مجھے بتائیے کہ کیا ابھی تک کسی دوسری زمین کا سراغ Cosmologist نے ڈھونڈ لیا؟ .But the option is alive اللہ آپ کو سات کائناتوں کی خبر دے رہا ہے اور اب پندرہ سو برس کے بعد انیس سو چورانوے یا پچانوے میں یا آگے جا کر آپ صرف اتنے قابل ہو سکے ہیں کہ Multi Universe کا Concept پیدا ہوا ہے۔ Multi Universes کا تصور پچھلے تین یا چار مہینوں میں پیدا ہوا ہے جس کی خبر پندرہ سو برس پہلے قرآن، رسول کی زبانی دے رہا ہے۔ وہ رسول کیسے Local ہو سکتا ہے؟ کیسے وہ ایک وقت کا پیغمبر ہو سکتا ہے؟ جب قرآن یہ کہہ رہا ہو اور رسول کی زبان سے کہہ رہا ہو ''اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ O وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ'' (سورج لپیٹ لیا جائے گا، ستارے گدلے پڑ جائیں گے)

آپ James Jeans سے پوچھو، ہاکنز سے پوچھو: Is there any way, the Sun could die? وہ آپ کو بتائیں گے کہ .The sun is dying سورج مر رہا ہے۔ اس کی روشنی ماند پڑ رہی ہے۔ اٹھارہ ہزار ایٹم جو فی سیکنڈ پھٹ رہے ہیں، جس کی توانائی ہم تک پہنچ رہی ہے، وہ کسی بھی Anti reaction میں مبتلا ہو کر Grdaually یا Suddenly ختم ہو جائیں گے۔ سائنس دان کہتا ہے کہ Gradually ختم ہونے میں سورج کو دس ارب سال لگیں گے۔ دس ارب سال! ...... .The only probable end of the sun

قرآن کہتا ہے، ذرا غور کریں! بھئی تم زمین والے بڑا اِتراتے ہو! ایک تو انسان کا بچہ بہت ہے۔ یہ غیر معقول اپنے آپ کو کائنات میں تنہا پاتا ہے۔ اسی لیے تو اپنے آپ کو اتنا Important سمجھتا ہے۔ اگر اس کو پتہ ہو کہ سات زمینیں اور بھی ہیں۔ ادھر بھی قرآن ڈھل رہا ہے تو یہ اپنے ٹھکانے پہ آ جائے، مقابلہ ہو جائے مگر چونکہ ابھی کوئی زمین Discover نہیں ہوئی مگر According to scientist, the option is there, always

Marfat.com

there. ابھی کبھی مریخ کی تہوں کو "پھرولا" جا رہا ہے۔ کبھی کسی ستارے کو کھنگال رہے ہیں کہ ہمیں مخلوقات کا مزید سراغ ملے۔

آخر وہ کیا Source ہے؟ نہ کوئی لیبارٹری، نہ کوئی Astrolabe نہ کوئی ہبل کی ٹیلی سکوپ، کیا ایک آدمی ہے؟ جو آپ کو خبریں دیئے جا رہا ہے زمانوں کی۔ زمانہ آخر کی بھی نہیں...... ہاکنز کہتا ہے کہ:

اگر مجھے پتہ ہو کہ Big Bang سے پہلے ایک لمحے کے لیے کیا تھا تو میں سارا فلسفۂ کائنات Explain کر دوں۔

مگر Bing Bang سے پہلے پتہ تھا ایک آدمی کو کہ کیا تھا۔ خدا کے رسول کو پتہ ہے۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! زمین و آسمان کی تخلیقات سے پہلے اللہ کہاں تھا؟ فرمایا، "دھند میں تھا۔" پوچھا گیا، یا رسول اللہ! زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ کہاں تھا؟ فرمایا، "اس کا عرش پانی پر تھا۔" بھئی! پانی پہ کیا کر رہا تھا اللہ؟...... وہ پانی پہ عرش رکھ کے کیا کر رہا تھا؟...... اب ذرا دیکھیے کہ وہ دھند میں بیٹھا ہوا کیا کر رہا تھا؟ آپ نہیں سمجھ سکتے There is no knowledge with you. مگر اگر کوئی Cosmologist بیٹھا ہو تو وہ ایک پل میں کہے گا حیرت انگیز! ...... Oh, wonderful, Oh, this is so true وہ پاگل ہو جائے گا "اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا" How dare you deny me. او! تم کیسے میرا انکار کر سکتے ہو، نالائقو، چھوٹے چھوٹے بندو، تمہیں پتہ ہی نہیں ہے میرا۔

"اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا" (الانبیاء، 30:21)

(تمہیں نہیں پتہ کہ زمین و آسمان پہلے ایک وجود تھے۔)

ایک Cosmologist میرے پاس آیا۔ P.hd تھا، مجھے کہنے لگا کہ میں بڑا عالمِ اسلام گھوما ہوں۔ ایک سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ عالمِ اسلام آج کل ذرا سستی کا شکار ہے۔ بہرحال ہو سکا تو میں آپ کو جواب دے دوں گا تو اس نے کہا Chirstian theology میں کائنات کی عمر چھ ہزار سال ہے اور Indian mythology

Marfat.com

میں اٹھارہ ہزار سال ہے تو اسلام کیا کہتا ہے origin of the universe کے بارے میں۔ تو میں نے کہا کہ یار بات سن! تو یہ گمان نہ کرنا کہ میں کوئی تاویل دے رہا ہوں۔ آیت سنا دیتا ہوں۔ اندازہ تم خود لگا لینا۔ میں اسے انگریزی میں Literate translate کر دیتا ہوں۔ تو میں نے اسے سنایا "اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا" In the begining the heavens and Earths all are the one single mass. then I tore them in parts تو وہ کرسی سے اچھل پڑا۔ کہنے لگا This is Big Bang تو میں نے کہا کہ یار تو تھوڑی سی Cosmology جانتا ہے تو اس لیے تجھے اس آیت سے Big Bang کا پتہ لگ گیا ہے۔ میں اپنے تمام علما کے سامنے یہ آیت پڑھوں تو انہیں Big Bang نہ پتہ لگ سکے۔ یہ ایک ٹریجڈی ضرور واقع ہوئی ہے۔ اب ایک دوسری آیت سنیے، اسی سے ملحقہ آیت ہے "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ" (الانبیاء، 30:21) (ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا ہے۔) یہ بات آپ قرآن میں ہزاروں برس سے پڑھ رہے ہیں۔ آپ کو کبھی سمجھ نہیں آئے گی۔ کسی مسلمان نے دعویٰ نہیں کیا۔ کسی نے اس پر فلسفہ نہیں رکھا۔ کسی نے اس پر Scientific استدلال کی بنیاد نہیں رکھی لیکن جب سر James Jeans نے کہا "All life is created out water" تو فوراً یقین ہو گیا۔ Why? it's simple کہ قرآن کا مطالعہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ صاحبِ قرآن اٹھ گئے۔ جس علم کے لیے خدا نے آپ کو پیدا کیا، وہ آپ نے چھوڑ دیا۔ آپ کیوں برطانیہ اور امریکہ کے فلاسفرز اور Scientists پر اعتبار کرتے ہیں، وہ جڑے ہوئے ہیں۔ انسانی محنت کے شواہد کے ساتھ قائم ہیں۔ انہوں نے تجسس کی راہیں ڈھونڈیں۔

اللہ کو مولوی پسند ہے؟ قطعاً نہیں۔ میں اور آپ پسند ہیں؟ قطعاً نہیں۔ ہم اور آپ اس کے پسندیدہ بندے نہیں ہیں۔ نہ کوئی داڑھیوں والے، نہ بغیر داڑھیوں والے۔ نہ کوئی مہاجر، نہ لوکل۔ اللہ کے پسندیدہ ترین بندے کون ہیں؟ "اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ" (اٹھتے بیٹھتے، کروٹوں کے بل اللہ کو یاد کرتے ہیں)

"وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" (آلِ عمران: 191) (اور

Marfat.com

زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں)۔ایک حصہ ہمارے پاس رہ گیا۔ہم تسبیح کے لیے رہ گئے۔غور و فکر کے لیے رہ گئے۔بھئی جڑو گے تو کوئی دلیلِ خداوند پیدا ہو گی! وہ پروردگار یہ کہتا ہے۔''لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ م بَيِّنَةٍ'' (جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا)۔''وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ م بَيِّنَةٍ (الانفال: 42)'' اللہ نے کیوں نہ کہا کہ اندھا دھند اعتقاد والے مراد کو پہنچ گئے۔۔۔اندھے اعتقاد کو پہنچ گئے۔۔۔مراد وہ پا گئے جو بے عقل تھے۔خدا کو کہنا چاہیے تھا کہ جس کو وراثت میں دین ملا وہ کامیاب ہو گیا۔مگر، خدا نے یہ نہیں کہا: ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ'' (الانفال، 8:22) (بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برے جانور وہ لوگ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور عقل استعمال نہیں کرتے)۔

ملاحظہ کیجیے یہ محاورہ قرآن کہ انسانوں میں وہ جانور ہیں اور جانوروں میں بدترین جانور ہیں کہ جو میری آیات پر بغیر غور و فکر عمل کرتے ہیں۔ میں کیا کروں اگر مجھے قرآن کی وضاحت ہاپکنز دے رہا ہے، آئن سٹائن دے رہا ہے۔مگر مغرب کے نصیب میں ایمان نہیں ہے۔آپ کے پاس ایمان کی رتی ہو سکتی ہے لیکن آپ کے پاس وضاحت نہیں ہے۔بحران ہر سمت ہے۔۔۔مشرق و مغرب میں بحران ہے۔۔۔وہ خدا کے بغیر بحران میں مبتلا ہیں اور ہم خدا لے کے بحران میں مبتلا ہیں۔۔۔

خواتین و حضرات! اعتدال، علم، غور و فکر، سوچنا سمجھنا، عقل کے ہتھیار ہیں۔اللہ نے جب عقل کو پیدا کیا تو کہا:

''مجھے چل کے دکھا!'' پھر عقل آگے بڑھی۔پیچھے ہٹی۔خدا نے کہا: ''تو مجھے اچھی لگی، تیرے جیسی کوئی چیز میں نے پیدا نہیں کی۔'' پھر اسے انسان کو دے دیا گیا۔وہ بیچاری تب سے رسوا و ذلیل ہے۔۔

سوال: ایمان کو مستحکم کرنے کا کوئی نسخہ بتائیں؟

جواب: اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ لوگ ہیں: ''فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ'' (النساء: 103) کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ غور و فکر اور علم کی تحصیل کرتے ہیں اور اگر آپ کو ایمان بڑھانا ہے تو یہی

Marfat.com

دو طریقے ہیں۔ پھر علم میں تمام تر وہ باتیں آئیں گی جو قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسلام کے Basic علوم ہی آٹھ ہیں جو بنیادی شناختِ مذہب کے لیے ضروری ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، مغازی، اسماء الرجال، روایت و درایت، تاریخ۔ جب تک آپ تمام علوم پر جستہ جستہ تھوڑے سے حاوی نہ ہوں گے۔ سید ہجویرؒ سے جب پوچھا گیا کہ علوم کی تحصیل کیسی ہے؟ تو فرمایا:

''تمام علوم میں سے اتنا ضرور حاصل کرو جو خدا کی شناخت اور محبت کے لیے ضروری ہو۔''

تو اس سے معلوم ہوا کہ اس دور میں مشرق و مغرب کے تمام علوم کی تحصیل ہمارے لیے ضروری ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے Skepticism کے لیے، ان چھوٹے چھوٹے سوال و جواب میں نہ پڑیں جن کی Reasoning ہمیں قید کر دیتی ہے بلکہ خدا سے انس اور محبت کے لیے علم حاصل کریں۔ جب میں ایک بار امریکہ گیا تو لوگ مجھ سے ایک ہی سوال کر رہے تھے How to know God? How to reach God. آسٹن یونیورسٹی کے Head of the department نے مجھ سے کہا I tried to find God for fourteen years. I did't find it. How you found the God. لوگ کہتے ہیں کہ تمہیں خدا نصیب ہے۔ مجھے چودہ سال Research کے بعد بھی خدا کیوں نصیب نہیں ہوا؟ میں نے اس سے کہا کہ Professor! God is not a bi-product of mathematical research. It has to be the top priority of intellectual curiosity. جب تک خدا آپ کی ترجیحِ اول نہیں بنتا، آپ خدا کو نہیں پا سکتے۔ لیکن کہی سنی باتیں آپ کی ترجیح ہیں۔ یہ علم نہیں ہے۔ علم یہ ہے کہ آپ یہ جاننے کی کوشش کرو کہ آپ کو کیا نہیں آتا۔ حضورِ گرامی مرتبت نے فرمایا:

''عالم وہ ہے کہ جس کو علم نہ ہو اور کہے کہ مجھے نہیں علم۔''

بجائے اس کے کہ وہ دعویٰ علمیت کو اتنا فراخ کرے کہ بہت سارے شرفا کی پگڑیاں اچھلنا شروع ہو جائیں۔ خواتین و حضرات! اللہ کی طرف علم ہی بڑھاتا ہے۔ خدا خود کہتا ہے کہ ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' (فاطر: 28) (بے شک اللہ سے سب زیادہ وہی

Marfat.com

لوگ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) تصوف میں ایک قول مشہور ہے:

(عارف عالم ضرور ہوتا ہے لیکن ہر عالم عارف نہیں ہوتا)

اس لیے خدا کو جاننے کے لیے علم بہت ضروری ہے اور اس کی تحصیل ہر سطح پر ہو سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کلی عالم ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بھی موقع مہیا کرے کہ آپ خدا کی راہ میں استغراق کریں۔

معین الدین چشتی اجمیریؒ آپ ہی کی طرح تو تھے۔ ایک باغ میں نوکر ہی تو تھے۔ باغ کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے تو خواجہ عثمان ہارونیؒ کا گزر ہوا۔ انہوں نے بشرہ دیکھا، ماتھا دیکھا۔ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ انہوں نے کہا، کھانے کو کچھ لاؤ۔ آپ نے پلیٹ دھوئی، انگور صاف کیے۔ حضرت نے سلیقہ بھی دیکھا۔ جب قریب آئے تو انگور کا ایک دانہ لیا۔ اپنے منہ میں چبا کر ان کے منہ میں دیا۔ لوگ کیا کہتے ہیں کہ غایت ہی بدل گئی؟ ہیت ہی بدل گئی؟ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس دعا سے اور انگور کے دانے کی برکت سے ایسی تحصیلِ علم بڑھی، ایسا شوقِ علم پیدا ہوا کہ چودہ سال خواجہ نے تحصیلِ علم میں گزارے اور جب دوبارہ ہند میں داخل ہوئے تو "ولی ہند" کہلائے۔

خواتین و حضرات! سب سے پہلی چیز جو اللہ کی طرف لے جاتی ہے، وہ علم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ دانشوری کے لیے مشرق و مغرب کے علم کا مطالعہ کریں۔ ضروری ہے کہ آپ قرآن و احادیث کا براہِ راست مطالعہ کریں۔ ضروری ہے کہ آپ جاننے کی کوشش کرو کہ اللہ نے قرآن میں کیا کہا: "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ" (کتاب کی تلاوت کرو) اوامر و نواہی سے آگاہی حاصل کرو اور پھر "وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" (نماز قائم کرو۔ یہ آپ کے اسلام کی تصدیق کرتی ہے) اور اس کے بعد: "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" (العنکبوت:45) (اللہ کی یاد تو بہت بڑی بات ہے)

کچھ لوگ مدرسی علم حاصل کرتے ہیں۔ مکاتب سے گزرتے ہیں۔ ان کے مقاصد مکاتب سے فارغ ہو کر رزق و روزگار تک رہ جاتے ہیں۔ بے شمار قرآن کے حفاظ روٹی کمانے تک اور تراویح پڑھانے تک رہ جاتے ہیں۔ پھر کوئی حافظ قرآن کے مطالب تک پہنچ جاتا ہے۔ کوئی تقابل ادیان کا مطالعہ کرتا ہے۔ پھر کوئی نہ کوئی خداوند کریم کا عالم ضرور بنتا ہے۔ زمین خالی

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ اللہ آپ پر بھی احسان فرمائے اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سب سے بڑی ترجیح کو اختیار کریں۔ خدا کو مقصد و محورِ توجہ رکھیں اور حصولِ علم اللہ کے لیے ہو۔

علم را بر دل زنی یارے بود
علم را بر تن زنی مارے بود

علم کو اگر دل پر لگاؤ گے۔ دل جو ایمان کی جگہ ہے، دل جو خدا کی جگہ ہے تو علم آپ کا دوست ہے۔ اگر علم دنیا کے لیے استعمال کرو گے، وجاہتوں کے لیے، اقتدار کے لیے تو علم سانپ کی طرح آپ کو ڈسے گا۔ آپ کی کبھی بے چینی دور نہ ہوگی۔ اللہ ہم سب کو امن و سکون اور عافیتِ قلب عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال: رزق کیا ہے؟ جو ہم کھاتے ہیں یا جو ہم کماتے ہیں؟

جواب: نہ کھاتے ہوئے...... نہ کماتے ہوئے...... یہ رزق نہیں ہے بلکہ رزق ایک اضافی حیثیت رکھتا ہے۔ جو تمام زندگیوں کے لیے ہے خواہ وہ زندگی کی اقسام کسی بھی قسم کی ہوں اور ان کی Necessary Life کے لیے یا ان کو زندہ رکھنے کے لیے جو چیز بھی ان کو چاہیے وہ رزق کی تحصیل میں آئے گی۔

ربوبیتِ عالم صرف ایک شخص، ایک فرد یا ایک قوم یا ایک حیثیت کے اجناسِ غذائیہ پر نہیں ہے بلکہ اگر سورج کو اپنی زندگی کے لیے اٹھارہ ہزار ایٹم فی سیکنڈ چاہئیں تبھی اس کی حرارت قائم رہتی ہے تو سورج کا رزق ان دھماکوں اور حادثوں میں ہوگا، اس مسلسل ایٹمی Reaction میں ہوگا جو سورج کو زندگی دیتا ہے۔ اسی طرح چاند کا رزق اگر اس کو سورج کی روشنی مستعار نہ ملے اور اس کے وجود کو منور نہ کرے تو چاند کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے چاند کی روشنی وہ انعطاف ہے جو سورج کی حیثیت سے اسے ملتا ہے۔ اسی طرح درختوں کی زندگی کاربن ڈائی آکسائیڈ میں ہے۔ ہماری زندگی آکسیجن میں ہے، تو رزق اتنا متنوع، اتنا عجیب و غریب ہے کہ کسی بھی چیز پر جب آپ کا Survival ہوگا، کسی بھی چیز پر جب کسی بھی چیز کا وجود ہوگا تو اس کو ہم رزق کہیں گے، اس لیے خالی کھانا پینا جو ہماری صف میں ہے، اس کو رزق نہیں کہتے۔ رزق بہت وسیع لفظ

Marfat.com

ہے اور ربوبیتِ عالم کا ایک بہت بڑا Choice ہے اور اس کو Differentiate کرنا مشکل ہوتا ہے۔

سوال: نمازِ جنازہ کے بعد دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا دعا مردے کو فائدہ پہنچاتی ہے؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ دعا زندہ و مردہ ہر حال میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہت سے غلط مسائل جو ہمارے اندر پیدا ہو گئے ہیں اس میں سے بعض مسائل تو احمقانہ سے لگتے ہیں۔ مثلاً مرنے سے پہلے...... مرنے کے بعد...... دفن ہونے سے پہلے دعا نہیں ہو سکتی اور مرنے کے بعد دعا ہو سکتی ہے یا اس طرح دعا ہو سکتی ہے یا اُس طرح دعا ہو سکتی ہے...... تو دعا کے بارے میں ایسی کوئی تخصیص موجود نہیں ہے کہ مرنے سے پہلے نہیں ہو سکتی...... مرنے پہ نہیں ہو سکتی...... مرنے کے بعد نہیں ہو سکتی...... مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے اچھے بھلے عالم ان فضول مسائل میں کیوں الجھے ہوئے ہیں۔

دعا تو وہ چیز ہے جو شاید زندگی اور موت اور پھر موت کے بعد بھی حتیٰ کہ جنت اور جہنم میں بھی مداخلت کرتی ہے۔ جہنم سے بچانے والی دعا ہے۔ جنت میں مراتب بڑھانے والی دعا ہے اور تمام احادیث اس پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد مردے کو فوائد پہنچانے والی دعا ہے۔ صدقہ بہت ساری چیزوں پر محیط ہے اور سب سے خوبصورت صدقہ دعا ہے۔ کسی کے لیے دعا کرنا احسن ترین صدقات میں سے ہے۔ جب حضرت سعدؓ کی والدہ وفات پا گئیں اور بخاری و مسلم کی یہ مصدقہ حدیث ہے اور خواتین و حضرات! یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ جب ایک عالم کو بخاری و مسلم کی کوئی حدیث Suit کرتی ہوئی لگتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے اور جو ذرا اس کے ذاتی مسلک کے خلاف جاتی ہے، تو وہ کہتا ہے کہ بخاری کی یہ حدیث متفق علیہ نہیں ہے۔ یہ کمزور ہے۔ حالانکہ یہ Decision ہو چکا ہے کہ بخاری اصح الصحیحین ہے۔ اگر بخاری غلط ہے تو تمام احادیث کا اجماع غلط ہو جاتا ہے اور اس کے مختلف Status غلط ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ آج کے دور کا کوئی بندہ یہ اہلیت نہیں رکھتا کہ اس وقت کی کسی حدیث میں کوئی نقص نکال سکے۔ آپ قبول کریں یا نہ کریں، یہ آپ کی بات ہے مگر اسماء الرجال دس لاکھ

Marfat.com

انسانوں کا علم ہے جن سے احادیث Collect کی گئیں اور آج کا کوئی بھی انسان اسماء الرجال کی گرفت نہیں لے سکتا، اس لیے یہ بڑا احمقانہ سا فعل ہوگا کہ آج پندرہ سو برس بعد میں یہ کہوں کہ یہ کذّاب ہے یا صحیح ہے۔ اس وقت کے Specialists نے یا اس وقت کے محدثین نے جو رائے دے دی ہے، ہم اس کو نہ صرف فائنل قبول کریں گے بلکہ امام مسلم بن حجاج جو ایک Specialist ہیں، انہوں نے بخاری کے بارے میں ایک جملہ کہا کہ ''خدا کی قسم! یہ پیغمبر فی الحدیث ہیں۔'' کہ اگر حدیث میں پیغمبر ہوتے تو وہ بخاری ہوتے، پھر ان کی نیات دیکھنی پڑتی ہیں، پھر ہمیں تصدیق کرنی پڑتی ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیحین ہیں اور پھر اصح الصحیحین بخاری ہے۔ اس کے بعد کسی حدیث کا سمجھ نہ آنا کوئی اور بات ہے، کسی حدیث کے مفہوم کو نہ پانا کوئی اور بات ہے۔ میں آپ کو صرف اپنی ذاتی تحقیق کی وضاحت کردوں کہ بخاری، مسلم اور ابی داؤد میں مَیں نے کوئی حدیث غلط نہیں پائی اور جو بھی ان پر اعتراضات ہیں مجھے کم علمی کے باعث لگے، ناقص لگے، اس لیے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت سعدؓ کی وہ حدیث فائنل ہے اور جب وہ صحیح ہے تو پھر کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ مردے کو ثواب پہنچتا ہے کہ نہیں، زندہ کو پہنچتا ہے کہ نہیں......

کہ جب حضرت سعدؓ پیش ہوئے حضورِ گرامی مرتبت کے حضور...... فرمایا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں باہر تھا، میری والدہ فوت ہوگئیں۔ ان کو دفنا دیا گیا، اب اگر میں ان کے لیے کوئی کارِ خیر کروں تو ان کو ثواب پہنچے گا کہ نہیں۔''...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا **''نعم''** (ہاں) خواتین وحضرات بڑی عجیب سی بات ہے کہ جیسے پیغمبر کی آنکھ ان تمام فتنہ سوال کو دیکھ رہی تھی جو پندرہ سو برس بعد آنے تھے، تو اس جواب میں ایک لفظ بھی نہیں Add کیا گیا۔ فرمایا **''نعم''** (ہاں) کوئی اشتباہ نہیں چھوڑا گیا، سیدھا جواب دیا گیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گواہ رہیے کہ میں نے اپنا فلاں باغ اپنی والدہ کے لیے صدقہ کیا۔'' یہ احادیث موجود ہیں، پھر مجھے کوئی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کہ میں کسی اور عالم کے پاس جا کر سوال کروں، البتہ اس سے زیادہ ایک خوبصورت حدیث ہے:

ایک شخص آیا اور کہا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری ماں نے حج کی نیت کی اور وہ فوت ہو گئی۔ اب اگر میں اس کے لیے حج کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟'' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک

Marfat.com

جواب دیا جو آپ کو بڑا اچھا لگے گا، پوچھا ''اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور وہ مرجاتا، پھر تو اس کے مرنے کے بعد اس کو ادا کرتا تو وہ ادا ہوتا کہ نہ ہوتا؟'' اب ذرا اپنی عقل سے جواب دیں کہ اگر وہ ادا ہو جاتا ہے تو پھر ثواب بھی اس کو پہنچے گا۔

خواتین و حضرات! ایک تیسری اتنی مستند حدیث نہیں مگر بڑی خوبصورت حدیث ہے کہ جنت میں ایک Low grade مکان میں رہنے والے ایک شخص کو بلایا گیا۔ جنت میں مکانات تھوڑے مختلف ہیں مگر ہیں سارے خوبصورت...... دنیا سے تو بہر حال بہتر ہیں یعنی اس کا کم ترین مکان بھی آپ کے Windsor palace سے بہتر ہے تو ایک Low grade house میں رہنے والے ایک شخص سے کہا گیا کہ چل بھئی تیری پروموشن ہو گئی ہے، تیرا Grade بھی بہتر ہو گیا ہے اور تیرا گھر بھی تجھے نیا الاٹ ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی ایسا کام نہیں کیا، کوئی اچھی بات نہ کی، پھر یہ کیسے ہوا؟ تو کہا گیا کہ تو نے پیچھے ایک بیٹا چھوڑا تھا، اس نے تیرے لیے بہت خیرات کی، بہت قرآن پڑھا اور تیرے لیے بہت دعا کی اور تجھے اس کا ثواب پہنچایا ہے۔ اللہ نے قبول کیا ہے اور جنت میں تیرا ایک درجہ بڑھا دیا ہے۔

خواتین و حضرات! ایک آخری بات...... کچھ محبتوں میں پشیمان لوگ بھی جنت میں اداس ہوں گے...... روز فکر مند...... باپ جہنم میں...... اماں جان وہاں سڑ رہی ہیں۔ بیٹے نے جنت لے کر کیا کرنی ہے یا بیٹے آگ میں پڑے ہیں...... بھلا کیا خاک خوشی نصیب ہو گی...... تانک جھانک تو چلتی رہتی ہے، جنت والے اُدھر بھی جھانک لیتے ہیں، جہنم والے جنت کو دیکھتے رہتے ہیں اور جنت والے ذرا خوفزدہ ہو کر دیکھتے کہ اگر اچھے کام نہ کرتے تو ہم بھی اُدھر ہوتے۔

تانکنا جھانکنا کبو نہ گیا
دل سے شوقِ رخ نکو نہ گیا

اس تانک جھانک میں کچھ لوگ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ کچھ بیویاں اچھی لگتی ہیں اور بہت سی بیویاں اُدھر ہوتی ہیں:

''ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ o وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ'' (واقعہ، 40,39:56)

(تھوڑے اگلوں میں سے اور تھوڑے پچھلوں میں سے)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''زمانہ آخر میں دجال کے ساتھ زیادہ جوان لڑکے اور عورتیں ہوں گی۔'' کیونکہ دونوں فیشن کے نقال ہوتے ہیں اور جو نقل زیادہ کرتا ہے، وہ اصول سے انحراف کرتا ہے، اس میں پائیداری اور استقلال نہیں رہتا۔ Psychologically Speaking یہ جو ڈانس، رومانس اور یہ جو الجھنیں ہیں، یہ دجال کی روایات کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں۔ اسی طرح خواتین کے بارے میں سنیے۔ میرے ایک بڑے اچھے دوست ہیں اہلِ حدیث کے استاد ہیں، حضرتِ علامہ ساجد میر صاحب میرے بڑے دوست ہیں، میرا بڑا انس ہے ان کے ساتھ۔ میں نے ایک مرتبہ کہا کہ تم نے اتنی عمر جدو جہد کی، علامہ صاحب! لیکن لوگوں کے پائینچے نہ اٹھا سکے لیکن ایک فیشن آیا اور سب عورتوں نے بھی پائینچے اٹھا لیے...... تو بہتر یہ ہے کہ تم فیشن ایبل طریق سے کوئی حدیث Issue کیا کرو تو خواتین وحضرات! اسی طرح ناخنوں کے مسائل کہ ناخن پر یہ لگا ہو وہ نہ لگا ہو۔ ہمارا فقہ بجائے کچھ اچھے اور اعلیٰ مسائل حل کرنے کے فضول اور احمقانہ مسائل میں الجھ گیا ہے اور علما کے رزق اس پر قائم ہیں کہ لوگوں کی توجیہات کو پست ترین مسائل کو لے جاؤ اور ان کو اسلام کے بلند تر فضائل کو حاصل نہ کرنے دو۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے مگر علما کو اس سے بہتر کوئی کام آتا ہی نہیں ہے اور اقبال نے درست کہا تھا:

''دین ملا فی سبیل اللہ فساد''

سوال: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ سخت گرمیوں میں جو لوگ روزہ رکھنا چاہیں وہ رکھیں اور جو نہ رکھنا چاہیں وہ نہ رکھیں۔ کیا یہ معاملہ آپ نے صرف سفر کے لیے فرمایا تھا کہ عام زندگی کے لیے بھی؟

جواب: عام زندگی کے لیے تو یہ استطاعت پر ہے۔ روزہ استطاعت پر ہے، جسمانی استطاعت پر ہے۔ فرض کیجیے کہ ہمارے بہت سارے لوگوں کو دردِ گردہ ہے۔ They have a medical advice اور بظاہر وہ ٹھیک بھی ہیں۔ But can't keep fast ویسے بھی اگر کسی موسم میں حدت بڑھ جائے تو Local تصرفات فقہ کے کہتے ہیں...... جیسے جمعہ کا دن تھا، بادل تھے اور کیچڑ تھا مدینہ میں تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مسجد ہی سے اعلان کروایا کہ لوگو! آج جمعہ کے لیے مسجد نبوی میں مت آنا، اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو...... کیونکہ ظاہر

Marfat.com

ہے اس مسجد کا کیا حشر ہوگا، جب سب کیچڑ لے کر اس میں آئیں گے اور میرے خیال میں نماز سے زیادہ کپڑے جھاڑنے میں وقت گزاریں گے۔ اسی طرح ابھی پچھلے دنوں شاید آپ کی توجہ سے یہ بات گزری ہوگی کہ الجزائر اور مراکش میں بڑی سخت گرمی پڑی تو I appriciate that scholar of religion. کہ اس نے اعلان کیا کہ اتنی سخت گرمی ہے کہ Survival مشکل ہے تو اے مسلمانو! روزہ نہ رکھو۔ اس سے پیشتر بھی سخت حالات میں جیسے معرکہ عینِ جالوت میں جنگ ہونے والی تھی تو امام ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا کہ اے لوگو! آج مشقت کا دن ہے، تلوار چلانے کا دن ہے تو بھوکے ایسا نہ ہو کہ تم غش کھا جاؤ تو آج روزہ نہ رکھو۔ اس لیے In exceptional conditions decisions can be made. مگر ایک اور بات بھی ہے، اس پر غور کیجیے، وہ ہے روزے کا فدیہ یعنی کیا آسان سا اس میں ذکر ہے، جو اللہ نے کہا کہ:

"فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" (البقرہ، 184:2)

یعنی اگر آپ روزہ نہیں رکھ سکتے ہو تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو۔ اگر آپ بھوکے نہیں رہ سکتے تو ایک بھوکے کو کھانا کھلا دو۔ This is a very handsome treatment یہ بڑا ہی خوبصورت صلہ ہے مگر ایک بات کا مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ سخت گرمیوں کے مہینے میں جب رمضان کے دن ہوں اور میں سڑکوں سے گزرتا ہوں تو کراچی سے لے کر پشاور تک سارے ہوٹل بند...... یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تو گزشتہ ساٹھ برس سے روزے رکھتا چلا آ رہا ہوں اور میری یادداشت میں کوئی روزہ ایسا نہیں ہے جو کہ نہیں ہے...... روزہ ہی ہے، مگر مجھے سمجھ میں نہیں آتی کہ کراچی سے پشاور تک سارے ہوٹل بند ہیں اور عنوان لگا ہوا ہے کہ "احترامِ رمضان" بھئی کیا یہ فضول سا احترام رمضان خدا کی اس آیت پر بھاری ہے کہ جس میں اللہ نے کہا:

"فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ" (البقرۃ، 184:2)

کیا عجیب بات ہے کہ منہ دکھاوے کی خاطر، ایک دوسرے کی Respectability قائم رکھنے کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے۔ اس سے مذہب کو کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر کوئی مسافر جا رہا ہو اور کوئی روزہ دار اس کو پانی پلا دے تو میرا خیال یہ ہے کہ روزے دار کو زیادہ ثواب ہوگا بہ نسبت اس کے کہ پانی پیتے ہوئے وہ بے روزہ دار کو اینٹ نکال کر مار دے۔

Marfat.com

خواتین و حضرات! ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور غور کیجیے کہ کیا آج کل کے مقدس عالم اس بات کی اجازت دیں گے کہ جب ایک غزوہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو روزہ دار تھے اور وہ اصحاب بھی جو روزہ دار نہ تھے۔ ان لوگوں نے یہ نہ سوچا کہ ہم رسول کے ساتھ جا رہے ہیں، ہمیں تو بڑا پاک باز ہونا چاہیے، چھ مرتبہ وضو کرنا چاہیے، صائم الدہر ہونا چاہیے، روزے رکھنے چاہئیں مگر ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے رخصت لی ہوئی تھی۔ جب لشکر نے پڑاؤ کیا تو بے روزہ پہلے اٹھ گئے، وہ فریش تھے۔ انہوں نے خیمے لگائے، بستر بچھائے، پانی چھڑکا اور اس پر مسندیں لگائیں اور آواز دی کہ اے ہمارے روزہ دار بھائیو! آؤ اور آرام کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج تو روزہ نہ رکھنے والے روزہ داروں پر بازی لے گئے۔ یہ تو ہے دین۔

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ" (الحج:78)

(اور نہیں رکھی تم پر دین میں کوئی تنگی۔)

ہم نے تو کوئی سختی نہیں رکھی ہوئی۔ "مولوی نور دین" نے سختی رکھنی ہے تو رکھ لے......

یہ کیا مذہب ہے جو پیش کیا جا رہا ہے؟ میں آپ سے قسمیہ کہتا ہوں I have found that religion is the most easy way to follow, easiest path to walk on. اس لیے کہ مجھے اللہ کا یقین ہے، اس لیے کہ جب اللہ یہ فرماتے ہیں:

"طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى" (طٰہٰ:2)

(ہم نے قرآن کو مشقت کے لیے نہیں اتارا)

تو وہ آپ کا بوجھ کیسے بن سکتا ہے؟ وہ آپ کے کسی بھی کام کے لیے مصیبت کیسے بن سکتا ہے؟

میں نے آپ سے عرض کیا کہ اسلام کے ہر قانون میں استثناء ہے۔ قتل میں استثناء ہے۔ قتل سے بڑا کیا جرم ہو سکتا ہے مگر وہاں دیت کی صورت میں استثناء ہے۔ وہاں بھی اگر وارث معاف کر جائیں تو چند پیسے لے کر اور خدا کے واسطے بھی قتل کو معاف کر سکتے ہیں تو کیا روزہ نہ رکھنا قتل سے بڑا جرم ہے؟ یہ بڑے جرم ہیں؟ پھر اگر ایک عام بندہ قتل سے بڑے جرم کو معاف کر سکتا

Marfat.com

ہے تو اللہ کیا اتنا چھوٹا ہے کہ آپ کی چھوٹی خطائیں بھی معاف نہیں کرسکتا۔ یہ کون بدگمان ہیں جو اللہ پر اتنی بری نظر رکھتے ہیں؟ اس بدو سے بھی اتنے کمتر ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ''قیامت میں حساب کون لے گا؟'' فرمایا ''اللہ خود۔'' وہ ہنسا اور ہنس کر چل دیا۔ فرمایا ''بلاؤ! اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی۔'' وہ لوٹا، پوچھا ''میاں! تو ہنسا کیوں؟'' کہا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دیکھا ہے کہ زمین پر جب عالی ظرف حساب لیتے ہیں تو آسان لیتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہوگا۔''

غور فرمایئے کہ دین کو سمجھنے والے کیسے دین سمجھتے ہیں...... اور ''ملا نظام الدین'' کیسے سمجھتے ہیں...... آپ کا دین کتنا آسان، کتنا آزاد، کتنا مشقتوں سے آپ کو بچانے والا ہے اور دین کے Followers دیکھیے کہ کیسے آپ سے سلوک کر رہے ہیں۔ I don't blame them at all. مگر ان کو اپنی علمیت واضح کرنی چاہیے اور ان کو کشادہ طبیعتوں سے دین کو پیش کرنا چاہیے۔

سوال: اسلام میں غلام اور لونڈی کا کیا تصور ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! اس سوال کا جواب طویل ہے۔ یہ Academic سوال ہے۔ چونکہ یہ ایک پورے مقدمے کا ایک حصہ ہے جو اسلام کے حق میں ہے۔ اس کا بڑا معقول جواب ہمارے پاس موجود ہے اور اس کا بھی جواب انسان کی عقل کے ساتھ وابستہ ہے۔ چونکہ انسان کے اعتراضات Local ہوتے ہیں، وقتی ہوتے ہیں اور محدود ہوتے ہیں اور زمانے کی Understanding پر مبنی ہوتے ہیں، میں مختصراً آپ کو بتاؤں کہ اللہ نے ایک صدی یا ایک سال کے لیے قانون نہیں بنائے بلکہ اللہ نے قوانین پوری انسانیت کے لیے، رہتی صدیوں کے لیے، قیامت تک کے لیے بنائے ہیں، اس لیے جو قانون بھی قرآن میں درج ہوگا، وہ وقتی نہیں ہوگا یا Local نہیں ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ نے غلامی منع کیوں نہیں کی؟ دو وجہ سے...... ایک تو اس علم کی وجہ سے جو اس کا مستقبل پر محیط ہے جس کا ہمیں کوئی پتہ نہیں ہے۔ چونکہ پچھلی تمام صدیوں میں اور اگلی آنے والی دس یا بیس صدیوں میں جتنی صدیاں بھی ہیں، اللہ سارے زمانے کو ایک نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اب اس میں ایک وقفہ آ گیا ہے۔ Modern nations میں، ابراہم لنکن کے بعد جب غلامی کو ختم کیا گیا اور اس کو انسانیت کی فتح سمجھا گیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا

Marfat.com

اسلام نے اس کی کوئی Inherent مخالفت کی ہے؟ غور کیجیے یہ بڑا علمی سوال ہے، اس کی بڑی لمبی Academic discussion ہو سکتی ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں، اس پر تھوڑا غور کریں......سوال یہ ہے کہ کیا انسان کی کسی ایسی Effort کو جو غلامی ختم کرنے کے لیے تھی، اللہ نے برا منایا ہے:

"لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ" (البقرہ:177)

کہ مال کا بہترین استعمال یہ ہے کہ غربا، یتامیٰ اور مساکین کے علاوہ غلام کو آزاد کرنا، یہ بہترین استعمال ہے......اللہ کے لیے اگر مال خرچ کرنا ہے تو اس میں ایک استعمال یہ ہے کہ غلام کو آزاد کرو مگر اس کے باوجود غلامی ممنوع نہیں فرمائی۔ مسئلہ صرف یہ رہتا ہے کہ اللہ کو ابراہم لنکن سے یا اس کے بعد کے مستند ترین Humanists سے کوئی فرق نہیں ہے یا کوئی Difference نہیں ہے۔

پندرہ سو برس پہلے اگر کسی مذہب نے قانوناً غلام کو آزاد کرنا Virtue سمجھا ہے تو وہ اسلام ہے۔ پندرہ سو برس کے بعد اگر لوگوں نے غلامی کو لعنت سمجھا ہے تو کارِ انسان بڑا Late ہے۔ بہت دیر کے بعد ان کو عقل آئی ہے اور غلامی کو بند کر دیا گیا مگر اللہ نے غلامی کو منقطع نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیوں؟ میں جو آپ کو جواب دے رہا ہوں، ذرا غور سے سنیے گا۔ سوال یہ ہے کہ غلامی ممنوع کیوں نہ ہوئی؟ یہ اللہ کے عذاب و ثواب کا حصہ ہے۔ اللہ کی طرف سے جب کسی قوم کو سزا دی جاتی ہے تو اس کو غلام بنا دیا جاتا ہے۔ یہ اللہ کے عذاب و ثواب کا حصہ ہے۔ خدا نے بنو اسرائیل کو سزا دی تو قرآن نے کہا...... یہ اللہ نے آج نہیں کہا، یہ پندرہ سو برس پہلے بلکہ 3000 سال پہلے کہا کہ تم اتنے گستاخ ہو گئے ہو......اس نے اسقائیل نبی کو کہا کہ چل میرے ساتھ، میں تجھے دکھاتا ہوں کہ انہوں نے میرے گھر کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے۔ پھر وہ انہیں لے کر بیت المقدس میں آیا اور اسقائیل نبی نے دیکھا کہ یہود کے بڑے بڑے دانشور، امرا ہیکلِ سلیمانی میں کھڑے ہوئے جگہوں کا تعین کر رہے تھے جہاں انہوں نے بت رکھنے تھے تو خدا نے کہا: اسقائیل دیکھ! یہ میری طہارت کی جگہ کو، شہروں کی اس دلہن کو، بتوں کے استھان بنا رہے ہیں اور

Marfat.com

اسے پلیدی سے آشنا کر رہے ہیں۔ میں ان کو سزا دوں گا۔ زور آور لوگ ان پر چڑھا کر لاؤں گا جو ان کو غلام بنائیں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے: "وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَ كُمْ" اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھیں گے اور ان کو ہر رزو بے عزتی سے آشنا کریں گے تو غلامی خدا کے عذاب و ثواب کا حصہ ہے۔ اس طرح وہ قوموں کو ان کے جرائم کی سزا دیتا ہے۔ یہ اختیار کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اس نے غلامی ختم نہیں کی۔

دوسری بات، چونکہ اگلا وقت اللہ کے علم میں ہے اور یہ تمدن، یہ ترقی جو انسان کر رہا ہے صرف اٹھارہ منٹ کی ایک ایٹمی جنگ سے ختم ہو جائے گی۔ اٹھارہ منٹ کی ایٹمی جنگ کے بعد اس دنیا پر نہ کوئی تمدن رہے گا، نہ کوئی تہذیب رہے گی۔ بڑا سائنسی جائزہ یہ ہے کہ کروڑوں کے حساب سے لوگ مر جائیں گے اور جو قتل ہونے سے بچ جائیں گے وہ اعصاب زدہ لوگ ہوں گے۔ .Dead people, they will walk like dead people ان کا شعور ختم ہو جائے گا۔ مختل الحواس لوگ ہوں گے کیونکہ جو ایٹمی برسات ہوگی جسے Atomic shell shock کہتے ہیں، اس کا سب سے بڑا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام اعصاب مفلوج ہو جائیں گے...... تمام ذہن سو جائیں گے...... اور لوگ ایسے چلیں گے جیسے قرآن کہتا ہے کہ یہ عالمِ سکرات میں چل رہے ہیں۔ اس "عالمِ نوم" میں کسی کسی انسان کا ذہن بچ جائے گا، وہ جو ذہین انسان ہے، جس کا ذہن سلامت ہے، وہ باقی تمام انسانوں کو غلاموں کی طرح Treat کرے گا۔ Because .there will be no way out وہ نہ اپنا کھا سکیں گے، نہ کما سکیں گے، وہی ایک ذہین آدمی ان کو کوڑے بھی مارے گا، ان کی روٹی کا بھی بندوبست کرے گا اور غلامی کا دوبارہ اجرا کیا جائے گا اور چونکہ اللہ کے علم میں یہ تمام باتیں ہیں، اس لیے اس نے غلامی کو منقطع نہیں کیا...... اور پوری Western nations کے دل میں یہ بات ہے اور انہوں نے ایک اچھی فلم اس پر بنائی ہے، اگر آپ کو مل جائے تو ضرور دیکھیے۔ اس فلم کا نام ہے "...Day after" اس میں ایٹمی جنگ کے اثرات Discuss ہوئے ہیں۔ صاف ستھری فلم ہے، ایسی کوئی فضول بات اس میں نہیں ہے۔ انہوں نے ایک Thesis Discuss کیا ہے کہ ایٹمی جنگ کے بعد کیا ہو سکتا ہے اور کس قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، ان کی عقلیں کیا ہوں گی اور ان کے نتائج کیا ہوں گے۔

Marfat.com

سوال: کلوننگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر فرشتے غیر ارادی مخلوق ہیں تو پھر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیوں کیا؟

جواب: دوسرے سوال کا جواب مختصر ہے کہ شیطان فرشتہ نہیں ہے، یہ جن ہے اور فرشتوں کی بناوٹ اگر تمام تر تسلیم و رضا پر مبنی ہے تو شیطانوں میں اللہ نے کچھ نہ کچھ شرارت کا پہلو رکھا ہے اور جس تعصب کی طرف یا شیطان کے تعصب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اس کا تخلیقی تعصب ہے اور بلکہ شیطان رجیم نے اس زمین کے لوگوں میں بھی سب سے پہلا جو تعصب دیا، وہ اس کا نسلی تفاخر کا تعصب ہے۔ حالانکہ اگر ہم ابتدائے عالم سے انسان کو دیکھتے ہیں تو انسان اتنے معمولی concept سے اوپر اٹھا ہے کہ اس میں کسی شخصی تکبر کی گنجائش نہیں ہے بلکہ تمام تر انسان کی نسلیں ان کی Climatic change (موسمی تبدیلیوں) سے مرتب کی گئی ہیں۔ اگر کسی کو Mangolian (منگولین) کہا گیا ہے تو اس کے Climatic اثرات سے کہا گیا ہے ورنہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فرق نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں فرق ہے اور اگر کوئی فرق ہے تو عقل و شعور کا ہے کیونکہ تقویٰ کی بنیاد عقل و شعور پر ہے۔ اس لیے شیطان میں اس قسم کا شر ہونا کوئی ایسی ناممکن بات نہیں ہے کیونکہ ان کی تخلیق میں اس قسم کا ایک Element (عنصر) موجود ہے جیسے ابھی میں نے آپ کو ایک حدیث سنائی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اللہ نے لفظ ''کن'' سے پیدا کیا ہے۔ اس لیے اگر ''کن'' کو دیکھیں تو یہ ایک اختیار کی بات نہیں بلکہ یہ ایک Technology کے تحت پیدا ہوئے۔ اس (تکنیک) Technology میں جو اوصاف رکھے گئے ہیں، جیسے ایک فرشتے نے اقرار کیا کہ جب آدم علیہ السلام کو علم سکھایا گیا اور ساتھ فرشتے کو سکھایا گیا تو آدم علیہ السلام نے تو اس کا بہت کچھ بنا لیا کیونکہ اس کی Technology میں Learning, experience, memory (تجربہ، یادداشت، علم) اور تجسس موجود تھا مگر فرشتوں کے جواب میں ان کی ساخت کی تخلیق کی نوعیت موجود ہے: ''سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا'' ہمیں تو اس چیز کے سوا کوئی علم نہیں ہے جس کا Data (اعداد و شمار) تو ہمیں نہیں دیتا۔ (All aliens are data fed) فرشتوں کی بنیاد تسلیم و رضا پر رکھی گئی ہے اور شیطان میں اختلاف کی گنجائش رکھی گئی تھی، اس لیے اس نے اختلاف کیا۔

Marfat.com

کلوننگ کی شرعی حیثیت اس حد تک تو قطعاً جائز ہے کہ جیسے اگر کسی Heart transplantation (دل کی پیوند کاری) میں کوئی دوسرا دل لگایا جاتا ہے تو اس کا خون اسے قبول نہیں کرتا یا کسی عضو کی Transplantation میں یا blood (خون) کی Transplantation کی حد تک تو اللہ تعالیٰ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے نہ کوئی اس قسم کا اعتراض واقع ہوا ہے جیسے ایک شعر ہے، کتاب ہے، ناول ہے، افسانہ ہے، تو اس کے جو دو اثرات ہیں کہ کلوننگ کو کون استعمال کرتا ہے اور کس کے لیے کرتا ہے...... کلوننگ اگر نفعِ انسانی کے لیے Replacement کے لیے (جگہ بدلنے کے لیے) استعمال ہوتی ہے تو یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ہمارے ہاں ٹی وی کی پروگرامنگ ہے۔ اگر یہ پروگرام فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو اچھے ہیں۔ ٹی وی بذاتِ خود تو کوئی شے نہیں۔ کلوننگ تو ایک Technique (فن) ہے، ایک سائنس ہے۔ اگر اس کو بہتریٔ انسان کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو وہ خدا کے فضل کے سائے تلے ہے اور اگر نہیں کیا جاتا تو شیطان بھی تو موجود ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ نفاق حضور رسالت مآب ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھا اور اس کے بعد ختم ہو گیا اور آج کے دور میں کوئی مسلمان اور کافر ہو سکتا ہے مگر منافق نہیں ہو سکتا تو کیسے پہچان ہو سکتی ہے کہ مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے کیونکہ آج کے زمانے میں بہت فرقے اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں؟

جواب: دراصل میں نے یہ قولِ رسول ﷺ Quote نہیں کیا تھا۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ حضرت حذیفہ رضیؓ نے کہا ہے تو پھر درجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ سے نسبت ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ کی بھی ایک حدیث موجود ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تھے تو ہم محفوظ تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے جانے کے بعد ہم اصحاب کو سب سے زیادہ خوف نفاق سے ہے تو میں اس وقت یہ عرض کر رہا تھا کہ نفاق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی عقیدے اور Belief پر Questions (سوالات) پیدا ہونے شروع ہو جائیں اور اس پر Trust (اعتماد) کرنے کے بجائے اُس پر Mind, Sceptical (متشکک ذہن) اعتراض کریں اور اس کا جواب نہ ملے تو Mostly ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جتنے بھی علمائے مذہب اور دانشور

Marfat.com

ہیں اگر ان کو ایک Question, techincal (فنی سوال) کر دیا جائے تو شاید وہ جواب نہیں دے سکتے مگر وہ بضد ہیں کہ وہ صحیح ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ بضد ہیں کہ وہ صحیح ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ مجھے اس کا جواب نہیں آتا یا ہم سے بہتر عالم کو مانو۔ اب ایک مسئلہ یہ ہوسکتا ہے کہ بہتر عالم بریلوی ہو، بہتر عالم دیوبند کا ہو، بہتر عالم اہلِ حدیث کا ہو مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ کسی کیفیتِ علم میں مجھ سے کسی دوسرے شخص کا علم زیادہ ہے، وہ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ زوالِ علمیہ جو ہے یہ سب سے بڑی کوفت کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے بہت سارے Create, Problems (مسائل رونما) ہوتے ہیں۔

سوال: جزاوسزا کا ایک دن معین ہے جس دن اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ میں جانے والوں کا فیصلہ فرمائیں گے۔ عذابِ قبر کی جو صورت بیان کی جاتی ہے وہ بھی سزا کی ایک صورت ہے جبکہ یہ سزا اس یوم الدین سے قبل شروع ہوجاتی ہے۔ براہِ کرم میرے ناقص ذہن کی راہنمائی کریں۔

جواب: حضرات! بہت مرتبہ ان سوالوں کا میں نے آپ کو جواب دیا کہ عذابِ قبر اس کیفیت کا نام ہے جو عذاب کے احساس سے ہم محسوس کرتے ہیں۔ جب ایک شخص انکار و اقرار کے مرحلے سے گزرے گا تو اس کے سامنے سے جنت و دوزخ کے عذاب اٹھائے جائیں گے کیونکہ قبر میں پہلی مرتبہ انسان اپنی پوری صحت وسلامتی میں اٹھایا جاتا ہے۔ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے اور وہ Confuse (بے چین) نہیں ہوتا مگر جب وہ اپنے سوال و جواب میں فیل یا کامیاب ہوتا ہے تو اس کے مطابق اس Pattern (انداز) کو جو اس کی سزا ہے یا جزا ہے، اس کو واشگاف طور پر بتا دیا جاتا ہے کہ یہ تیرا انجام ہے۔ اب آپ دیکھیے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کہتی ہے کہ کافر یہ آرزو کرے گا کہ قیامت کبھی نہ آئے کیونکہ جو عذاب اس وقت ذہنی طور پر اس کو ہے وہ بہت کم ہے، اس عذاب سے جو قیامت کے بعد اسے ملے گا۔ اسی طرح مومن یہ آرزو کرے گا کہ قیامت جلد آئے اور میں اپنے مقام تک پہنچوں۔ تمام تر احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ Practical عذاب نہیں ہے۔ یہ بالکل اس طرح ہے کہ جب رات گئے دستک ہو اور کوئی کانسٹیبل آپ کو یاد کرے اور کہے کہ صبح آپ کو تھانے میں بلایا ہے اور صبح تو بڑی مشکل سے آپ پر چڑھے گی اور ہوسکتا ہے کہ آپ وہاں جائیں اور آپ کو تھانیدار صاحب یہ کہیں کہ حضور آپ کا

Marfat.com

ایک پیغام آیا تھا، ایس پی صاحب کی طرف سے وہ پہنچانا تھا مگر جب تک آپ کو حقیقتِ حال کا علم نہیں ہوگا اس وقت تک جو آپ پر کیفیت گزرے گی وہی عذابِ قبر ہوگا۔

سوال: آپ بعد از موت قبر کی جو کیفیت بتاتے ہیں جس طرح سے سوال و جواب کی Inquiry (جانچ) کا سلسلہ بتاتے ہیں اور بعض دوسری روایات میں بھی ہم سنتے ہیں۔ کیا بعد از موت ایک Stage of mind (ذہنی حالت) ہے یا ایک روح کی کیفیت ہے۔ یہ فرمائیں کہ یہ جو ہم تسبیحات کرتے ہیں ان سے اس صحیح Condition (حالت) کو حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے جس کی وجہ سے وہاں نجات ہوگی اور انسان صحیح جواب دے سکے گا؟

جواب: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا ''اُس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا شخص موجود ہے۔'' اگر ایک آدمی کی تسبیح قیامت ٹال سکتی ہے تو Individual کے اثرات پر یہ بہت ساری تکلیفیں بھی ٹال سکتی ہے تو تسبیح الٰہی دراصل اللہ کی دوستی کا اعلان ہے اور دوست دوستوں سے اس بری طرح تو سلوک نہیں کرتے اور میرا اپنا خیال یہ ہے کہ قبر تک وہی آسان پہنچتا ہے جس کو اللہ پر اچھا گمان ہو اور میں تو صرف اپنی بات کہہ سکتا ہوں کہ آج تک مجھے قبر کا خیال اور دھیان صرف اسی لیے نہیں آیا کہ تسبیح الٰہی میں مصروفیت جو ہے وہ مجھے اس قسم کا خوف نہیں دیتی بلکہ اکثر میں شاید اپنے آپ کو بے حس انسان سمجھتا ہوں۔ میں اُس خوف کا احساس کرنا چاہتا ہوں جو عام بندے مجھے موت کا دیتے ہیں۔ But I have never been able to feel anything about this. میرا خیال ہے کہ یہ تسبیح کا اثر ہے۔ اس لیے کہ تسبیح جو ہے اُس کا نتیجہ اللہ کی دوستی ہے اور اللہ کے دوستوں کو جو آواز اللہ نے دی ہے:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ''

(سن لو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہے نہ غم۔)

خوف و حزن سے آزاد بندہ ہی موت تک پہنچ سکتا ہے جس کے Possessions (ملکیتیں) زیادہ ہیں، Belongings (تعلق) زیادہ ہیں، جس کے قبضے میں زمین زیادہ ہے، جس کی دولت و جائیداد زیادہ ہے، وہ ذرا مشکل سے پہنچے گا۔

Marfat.com

سوال: جو روحیں عالمِ برزخ میں موجود ہیں ان کے ساتھ اس دنیا کے باشندوں کا کس قسم کا تعلق ہے۔ کیا وہ اس دنیا کے لوگوں سے Communication کر سکتے ہیں اور اگر ہم کوئی عبادت اُن کی طرف سے کریں تو کیا اُس کا ثواب انہیں ملے گا؟

جواب: جی ہاں! ہم ان کے لیے ثواب ضرور بخش سکتے ہیں۔ متعدد احادیث کی رو سے آپ ان کو ثواب بخش سکتے ہیں، سب سے بڑی حدیث حضرت سعدؓ کی ہے۔ بخاری میں بابِ صدقات میں ہے۔ حضرت سعدؓ مدینے سے باہر تھے کہ ان کی والدہ فوت ہو گئیں اور ان کو دفنا دیا گیا۔ جب سعدؓ واپس آئے تو سیدھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گئے اور فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اپنی ماں کے لیے اگر کوئی خیرات کروں تو کیا اُس کا ثواب پہنچے گا؟'' فرمایا ''نعم'' (ہاں) فرمایا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! گواہ رہیے کہ میں نے اپنا فلاں باغ اُن کے لیے صدقہ کر دیا۔'' صدقات میں سے سب سے بہترین صدقہ قرآن اور اللہ کی یاد ہے تو تسبیحات کا بھی یقیناً اُن کو ثواب پہنچتا ہے۔ باقی رہا رابطہ...... تو جیسے بعض جانوروں کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے جیسے حدیث میں آیا کہ مرغ فرشتہ دیکھ لیتا ہے یا کتا شیطان دیکھ لیتا ہے تو ہم میں بھی تھوڑے تھوڑے سے جانور موجود ہیں۔ آپ کو بتایا تھا کہ Gentic strength (جنیاتی طاقت) تو ایک ہی چل رہی ہے۔ تو کسی بھی انسان میں کوئی نہ کوئی Perception' hidden (خفیہ ادراک) موجود ہوتی ہے جسے ہم perception' special (خصوصی ادراک) کہتے ہیں۔ اس خصوصی ادراک کا حامل شخص ارواح سے تعلق رکھ سکتا ہے اور Special vision (خصوصی بصارت) اور Special perception سے کوئی نہ کوئی ایسی کیفیت نظر آ جاتی ہے۔

سوال: صرف چار رسول، شریعت اور کتاب الٰہی کے ساتھ ہیں۔ اگر بہتر عقل پر نبوت زمانے میں ملتی تو پھر رسالت کی کیا ضرورت تھی؟ کیا نبی اور رسول کے لیے عقل کا انتخاب نہیں کیا جاتا؟ صرف صاحبِ کتاب و شریعت کیوں؟

جواب: اصل میں بہتر عقل پر نبوت نہیں ملتی۔ صرف خالی عقل نہیں ہے بلکہ میں نے عرض کیا تھا کہ نبی اپنے زمانے کا بہترین عاقل ہوتا ہے۔ نبوت کے ساتھ عقل ایک ضروری اور اعلیٰ ترین Form (حالت) کو پہنچی ہوئی صلاحیت ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ایک زمانے میں ایک

Marfat.com

نبی نہیں ہے تو بہترین عقل والے آدمی کو رسول بنا دیا جائے۔ دوسرا سوال کہ کیا نبی اور رسول کے لیے بہترین عقل کا انتخاب نہیں کیا جاتا؟ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے کسی چیز کو Ignore نہیں کیا جاتا۔ بہترین بندگی، رسالت، نبوت یہ سب ایک ہی انسان میں مجتمع ہوتی ہیں اور اسے اس لیے بھی جمع کیا جاتا ہے کہ اس نے کسی معاشرے کے مختلف النوع افراد کی ذہنی و قلبی تسکین کا باعث ہونا ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک نبی کے پاس آنے والے دو بندے ذہنی طور پر ایک دوسرے کے مخالف ہوں مگر ایک نبی کے پاس پہنچ کے ان کے اختلافات کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ ایک ہمہ جہتی عقل جو ایک پورے معاشرے کے مسائل کی وضاحت بھی رکھتی ہے اور دلیلِ خاص بھی رکھتی ہے، اس بنا پر نبی اور عقل کا واسطہ لازمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ضروری وقت میں ایک Eternal sequence of guidance (دائمی راہنمائی) اور Information (معلومات) ہے جو اللہ کی طرف سے انہیں وحی کی صورت میں ملتی رہتی ہے۔

صرف چار صاحبِ کتاب و شریعت کیوں؟ میرا خیال ہے کہ کچھ اور کتابیں بھی mention (بیان) ہوئی ہیں مگر جس ماحول میں جس پس منظر میں قرآن حکیم آیا ہے...... جو لوگ Mesopotamia (میسوپوٹیمیا) یا Arabian Penisula (جزیرہ نما عرب) میں بستے تھے، ان کے ہاں یہ کتابیں نئی نہ تھیں اور ان کی وضاحت اور Reference (حوالے) ان کے لیے قابلِ فہم تھے اس لیے ان کا ذکر بحیثیت صاحب شریعت کیا گیا۔

سوال: شریعت کے مکمل اطلاق کے لیے جدیدیت کے کس پہلو کی تعلیم آپ ضروری سمجھتے ہیں؟

جواب: صرف Study of the universe (مطالعہ کائنات) کو...... جیسے میں نے کہا:

"اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

(جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر اور زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔)

Marfat.com

زمین وآسمان کی تخلیق پر غور کرنا، اسبابِ کائنات کو ڈھونڈنا......اُن میں آپ غور کریں تو تمام موجودہ سائنسی اور علمی حقائق موجود ہیں اور کوئی بھی ایسی چیز جدید دور میں علمی حیثیت میں ترک نہیں کی جاسکتی سوائے لادینی، گمراہی اور از خود تعمیر کردہ Some socio, political ideas (چند سماجی، سیاسی نظریات) کے جو کسی بھی طریقے سے خدا اور رسول ﷺ سے مطابقت نہیں رکھتے۔ باقی تمام علوم کی وضاحت، ان کا حصول اور ان کے لیے جدوجہد کرنا عین اسلام ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے فزکس اور Sciences کا علم حاصل کریں اور ان کے بغیر قرآن کو صحیح سمجھا نہیں جاسکتا مگر اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتا ہے کہ میں نے قرآن کو آسان کر دیا ہے تو اس سلسلے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: پڑھنے کے لیے، تلاوت کے لیے، غور کے لیے ورنہ میرے جیسا عجمی قرآن کی تلاوت نہ کرسکتا۔ ایک لفظ عربی کا یا ایک فقرہ بولنا بھی مجھے نہیں آتا، مگر میں قرآن بڑی آسانی سے پڑھتا ہوں تو قرآن کی تلاوت کرنا، پڑھنا یا اس میں آسانی، یہ معجزہ کتاب ہے۔ باقی رہا غور وفکر......تو اس کے بغیر یہ یقینی بات ہے کہ اس کی آفاقی حیثیت کو آپ نہیں سمجھ سکتے یعنی اگر ایک بچہ قرآن ناظرہ پڑھتا ہے، ایک Mature آدمی پڑھتا ہے، ایک فلسفی اور محقق پڑھتا ہے تو ظاہر ہے کہ اُن کے اثرات مختلف ہوں گے۔

سوال: حدیث ہے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اس حدیث پر روشنی ڈالیں۔

جواب: میرا خیال ہے کہ اس سے صحیح تر حدیث اور کیا ہوسکتی ہے۔ حضورِ گرامی مرتبت ﷺ نسلی، Genetics، عاداتی خصائل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ایک خاندان ہے، ایک نسب ہے حضور ﷺ صاحبِ علم ہیں، ایک Gene کی construction (تعمیر) ہے جو ان کی بیٹی میں Convert (منتقل) ہوا ہے بیٹی سے پھر جیسے حضرت حسن حضور ﷺ سے مشابہ تھے اور پھر سب سے بڑھ کر محبت...... حسن اور حسین کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا: جب منبر سے اترے تو کہا: ''اللہ سچ کہتا ہے کہ اولاد میں فتنہ ہے۔'' اس کی محبت غالب آجاتی ہے تو

Marfat.com

میرا خیال یہ ہے کہ یہ محبت کا ایک جملہ ہے جو کہ ہونا چاہیے۔ حضورِ گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان بچوں میں اپنے بچے بھی نظر آتے تھے۔ اسی لیے ان کو اپنا بیٹا کہا کرتے تھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اتنے بڑے انسان ہیں کہ ان کو ہر بچے سے محبت ہے تو ان بچوں سے کتنا زیادہ اُنس ہوگا جو اُن کے اپنے ہیں۔ پھر ان کو سیدہ فاطمہؓ سے بھی بڑا اُنس تھا۔ اُس نسبت سے بھی یہ بچے پیارے تھے تو سب سے بڑھ کر جنابِ علی کرم اللہ وجہہ سے اُن کو بڑا پیار تھا جیسے خیبر کے روز فرمایا کہ آج علم اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی محبت ہے اور جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی محبت ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ بالکل جائز، واضح اور خوبصورت سا بیان ہے جس پر کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔

سوال: آپ نے اپنی تقریر میں E.S.P (Extra sensory perception) حسی ادراک کا ذکر کیا تھا۔ کوئی ایسی تعلیم کیا قرآنی حوالے سے موجود ہے جس سے کہ انسان اپنی Extra sensory perception بڑھا سکتا ہے؟

جواب: قرآن اور اسلام Normally (معیاری حالت) کی تبلیغ کرتا ہے۔ ایک Normal Condition (عام حالت) میں اگر خدا کو آپ مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسی فراست عطا کرتا ہے جس میں مبالغہ نہیں ہوتا اور تردید نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو نبوتِ خالصہ کا چھیالیسواں حصہ عطا کیا جاتا ہے یعنی بشارتِ خواب عطا کی جاتی ہے۔

"فراست مومن سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" (حدیث)

میرے خیال میں قرآن ہوش وحواس اور اعتدال میں جو آپ کو پیش کرتا ہے، وہ Extra sensory perception (غیر معمولی حسی ادراک) سے بہتر ہے۔

سوال: شرک کے بارے میں وضاحت طلب ہے کہ اس کی تعریف کیا ہے؟ کیا اب بھی لوگ شرک کرتے ہیں جو کہ عظیم گناہ ہے؟

جواب: شرک تعلیم پر، علم پر ہے، ہوسکتا ہے کہ بہت بڑا شرک کم تعلیم بھی نہ کرے اور اگر وسیع پیمانے میں دیکھیں تو وہ شرک لگے۔ اگر آپ کسی ان پڑھ آدمی سے بھی پوچھیں کہ خدا کا کوئی شریک ہے تو وہ کہے گا کہ نہیں۔ مگر یہی بات جب کسی اور مختلف انداز سے کی جائے تو شاید

Marfat.com

اس کے جواب سے آپ کو شرک کی بو آئے جیسے ابنِ عباس نے کہا کہ کسی سے گلاس پانی کا مانگنا بھی شرک ہے۔ کسی سے یہ کہنا کہ مجھے پانی کا ایک گلاس پلا دے، یہ بھی شرک ہے۔ یہ شرکِ خفی ہے مگر اس قسم کی بات کہنے والے کو مشرک نہیں کہا گیا۔ اصل Level (سطح) پر ایک واضح شرک تب مرتب ہوتا ہے جب خدا کو ایک مطلق العنان اور واحد Source of Power (طاقت کا سر چشمہ) نہ سمجھا جائے اور لوگوں کو اس میں داخل سمجھا جائے۔ اس کی طاقتوں کو بانٹا جائے اور پھر ان سے بھی ویسے ہی مدد طلب کی جائے جیسے خدا سے کی جاتی ہے تو ہم اس کو شرک کہیں گے جیسے Christians کا یہ عقیدہ کہ God Father اور روح القدس...... اور وہ دراصل رُوح القدس کو اور بیٹے کو اس کی الوہیت میں شریک سمجھتے ہیں اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ اے بنی آدم تو مجھے گالی دیتا ہے جب تو یہ کہتا ہے کہ میرا کوئی بیٹا ہے۔ آج کل کے زمانے میں اگر سچ پوچھیں تو شرک خفی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بعض اوقات اپنی خواہش اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ اس میں جب آپ اللہ کی مرضی کو بھول جاتے ہیں تو یہ بھی شرک ہے اور نفس خدا کا مخالف اور شریک بننے کی کوشش کرتا ہے تو پیرویِ نفس بھی شرک کے برابر ہوتی ہے مگر چونکہ ہم زبان سے اس کا اقرار نہیں کرتے، اس لیے یہ شرک نہیں کہلاتا۔

سوال: کیا جتنے بھی نبی آئے وہ pre-planned (پہلے سے مرتب) تھے یا ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں نبوت ملی؟

جواب: بڑا ہی اچھا سوال ہے مگر ویسے تو تمام دنیا کی ترتیب پہلے سے مرتب کردہ ہے۔ قیامت تک ہر واقعہ Pre-planned ہے بلکہ قیامت کیا اللہ تعالیٰ دنیا و مخلوق کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے سب کچھ لکھ کے فارغ ہو چکا ہے۔ Pre-planned تو یہ ہے۔ اگر یہ Pre-planned نہ ہو تو پروٹوکول میں فرق پڑ جائے اور معاملات دنیا خراب ہو جائیں اور ہم اور آپ سب تباہ ہو جائیں، اس لیے کہ اللہ ہمارے پیشے، ہمارے فکر، ہمارا خیال Plan کر کے نہ بھیجے، ہماری روٹی Plan کر کے نہ بھیجے تو میرا خیال یہ ہے کہ دنیا ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔ کیا نبوت ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے ملتی ہے؟ یہ بات بھی نہیں ہے۔ اللہ کی Judgement (رائے) میں جو شخص اسے بہتر نظر آیا، جو باقی لوگوں سے افضل و اعلیٰ سوچ کا اور خُلق کا نظر آیا، انہیں

Marfat.com

نبوت عطا کی گئی۔ یہ پہلے سے ہی اس کے خیال میں ہو سکتا ہے اور اس کو اس لیے Pre-planned بھی کہہ سکتے ہیں مگر اس کی ایک توجیہہ یہ بھی کی گئی ہے کہ ''یومِ میثاق'' میں جب اللہ نے کہا کہ ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' تو ایک جماعت نے اسے سب سے پہلے سجدہ کیا اور یہ انبیاء تھے۔

سوال: دانش اور جبلت کے توازن کے بہترین درجے پر پہنچا کر اللہ رب العزت نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بہترین تخلیق بنا دیا اور دین کو بھی مکمل فرما دیا یعنی دوسرے الفاظ میں دین کی تکمیل یہ ہے کہ دانش اور جبلت کا بہترین توازن ہو۔ اس حوالے سے غلام احمد قادیانی کے دعوئ نبوت کی آپ وضاحت فرمائیں۔ آپ اس کو کیا سمجھیں گے اور آپ اس کو کس طریقے سے رد کرتے ہیں؟

جواب: سچ پوچھیں تو میں اسے بیمار سمجھتا ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی عام سی بات بتاؤں۔ جیسے میں نے ابھی Jonathan Swift کے بارے میں آپ سے کہا تھا کہ اس کا پیٹ خراب رہتا تھا۔ مرزا صاحب سے مجھے ہمدردی ہے۔ ساری عمر تو انہوں نے بیماری میں کاٹی اور ایک چیز Diarrhoea Syndrome (دائمی دست) ہوتی ہے کہ جس شخص کو مستقل Diarrhoea (دست) رہتا ہو یا اس شخص کو مستقل Piles (بواسیر) رہتی ہوں تو وہ ایک Helucinary syndrome کا شکار ہو جاتا ہے جس میں اس کو بڑے عجیب و غریب خواب، بڑی عجیب و غریب باتیں نظر آتی ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ اپنے زمانے میں مرزا صاحب کو کسی نے مناسب طریقے سے medically چیک نہیں کیا اور رہا یہ سوال کہ وہ کتنے قابل تھے یا عالم تھے۔ یہ بعد کی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ان کی Mental (ذہنی) صحت کو کسی صورت بھی Establish (قائم) نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ He was a sick man and a sick man after all cannot be counted as challenger to the prophet.

سوال: کچھ لوگ خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کا دعوئ کرتے ہیں، یہ بات کہاں تک ممکن ہے؟

جواب: عزیز گرامی! یہ بڑا Tricky (پیچیدہ) سا سوال ہے، بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ undr guilt conscious یا اپنے کسی احساسِ جرم کی خاطر اتنے

Marfat.com

heavy Stress (شدید دباؤ) میں آتے ہیں کہ کسی بزرگ کو دیکھنے کو زیارتِ رسول ﷺ قرار دیتے ہیں مگر جیسے اُدھر حدیثِ رسول ﷺ موجود ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے گویا مجھے دیکھا اور ایک شیطان میری صورت پر خواب میں نہیں آ سکتا مگر مبالغہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب ایک شخص یا کسی بھی فرد کو یہ تصور سا اٹھا کے لے جائے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے تو یہ اس کی اپنی Internal mistake (اندرونی غلطی) ہوتی ہے۔ نہ یہ خواب کی ہوتی ہے نہ Figure head کی ہوتی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو اس قسم کے اتنے Cases ہمیں نظر آتے ہیں جو ذہنی طور پر الجھے ہوئے، احساسِ جرم کا شکار، مصیبتوں میں الجھے ہوئے لوگ اپنے مسائل سے نجات کے لیے کسی نہ کسی بزرگ کا دیدار ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی psychic 'understanding (نفسیاتی سوچ) ہے کہ میں ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں تو Psychology (نفسیات) میں ہم دیکھتے ہیں کہ پانچ یا چھ Cases عام ہیں کہ Under pressure (دباؤ کا شکار) اور مصیبت زدہ آدمی عموماً یہ دیکھتا ہے کہ میں آج اس مزار میں تھا۔ میں نے بڑی دور ایک مزار دیکھا، ایک بزرگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ بھلا کرے گا۔ دراصل یہ Defence mechanism (مدافعانہ طریقہ کار) ہے جو انسان کی نفسیات اس کے لیے اختیار کرتی ہے اور اس Mechanism کے حصول میں یہ ضروری نہیں کہ ہر بندہ جو یہ کہے کہ میں نے رسول الہ ﷺ کو دیکھا ہے تو اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ چونکہ خواب کا اپنا Mechanism ہوتا ہے۔ Understanding ہوتی ہے اور جب تک ایک باریک ترین سوجھ بوجھ کے ساتھ اس خواب کی تفصیل میں نہ جایا جائے اس آدمی کی Psychology (نفسیات) میں نہ جایا جائے، ہم قطعاً یہ یقین نہیں رکھتے کہ اس نے اللہ کو دیکھا ہے۔ اگر حالات نارمل ہوں، معتدل ہوں اور ایک آدمی کو یہ خواب میں بشارت دی جائے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھے تو اس پر یقیناً غور کیا جا سکتا ہے مگر ہر دعوے کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ کم از کم میری زندگی میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو یہ دعوے کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ ہم نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ان کے بارے میں میں سوچتا ہوں کہ ان کی وہ حالت نہیں ہوتی نہ وہ اپنے کردار و اخلاق و ذہن سے اس Calibre

Marfat.com

(اہلیت) کے ہوتے ہیں کہ ان پر اس دعوے کی تصدیق ہو سکے۔

سوال: اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مانگو اور میں دیتا ہوں تو پھر ہماری تمام دعائیں اللہ کیوں پوری نہیں کر دیتا؟

جواب: اس کا قرآن نے بڑا سادہ سا جواب دیا ہے "وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اس میں تمہارا فائدہ ہوتا ہے۔ تم اللہ سے وہ چیز نہیں مانگتے۔ بعض اوقات میرا فائدہ ہی میرے نقصان میں ہوتا ہے۔ آج صبح کی مثال لے لیجیے۔ Everybody was upset, everybody was worried. ہر آدمی پریشان تھا کہ آج سیشن نہیں ہوگا۔ ہر آدمی آسمان دیکھ رہا تھا۔ I have no worries. I went up there, I told myself, But you think I should be worried. I'm not worried. میں نے کہا کہ اگر آج Session نہیں ہوتا تو ایک اچھی بات جو میرے ساتھ ہوگی کہ میں ایک طویل گفتگو سے بچ جاؤں گا اور میرے نزدیک میرا ایک مسئلہ ہے کہ جو کھانا میں نے احباب کے لیے پکایا ہے، وہ ضائع نہ ہو جائے تو میری یہ خواہش تھی کہ اگر Session نہ ہو اور بارش برستی رہے اور ہم زیادہ ٹھنڈا کر کے لوگوں کو کھلائیں گے تو ان کو بھوک زیادہ لگی ہوگی۔ وہی واقعہ پیش آیا، بھوک اتنی لگی ہوئی تھی کہ ہجوم بھی ہو گیا اور Suddenly جبلت غالب آ گئی۔ میرا خیال ہے کہ جبلت پر لیکچر دینے کا یہ اثر ہوا ہے۔ "وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" (کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے) "وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ" (کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔) "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے) زندگی میں سب سے بڑی خوشی کا مقام یہی ہے اور آپ کو اس کی خوشی ہونی چاہیے جیسے آپ ہر مسئلے کے لیے کسی استاد سے رجوع کر سکتے ہیں۔ انسان کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ کائنات کا سب سے بڑا عالم اس پر نظر رکھتا ہے "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" کہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تو تم ہمیشہ وہ چیز طلب کرو گے جو وقتی طور پر خوش آئند ہے اور ہمیشہ اس چیز سے پرہیز کرو گے جس میں ایک وعدہ اور امید افزا بات نہیں مگر اللہ جانتا ہے کہ آگے چل

Marfat.com

کے کونسی چیز مفید ہے اور کونسی نہیں ہے۔ اس لیے بہت سارے محبت کرنے والے نوجوانوں کو میں اکثر یہ نصیحت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے حق میں نہیں ہوگا کیونکہ وہ تو کہہ چکا ہے کہ:

''وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ''

سوال: نظر لگنے کی کیا اہمیت ہے؟ نظر کے اثرات کیا انسان کے لیے خطرناک ہوتے ہیں؟

جواب: جیسے آپ سورج کے بارے میں کہتے ہیں کہ کھلی آنکھ سے نہ دیکھو۔ گرہن میں اس کا اثر آپ کی بصارت پر پڑتا ہے۔ حالانکہ وہ کتنی دور ہوتا ہے۔ پھر بھی آپ کو بچنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اسی طرح ارتکاز کی نظر جب انسان کے باطن پر پڑتی ہے تو اس کو بیمار اور کمزور کر دیتی ہے اور اس کی مدافعت سلب ہو جاتی ہے۔ اس لیے حسد اور رقابت کی نظر کا اثر ہونا لازم ہے۔ اس کے پیچھے ایک Physical force ہوتی ہے مگر اس کا علاج بھی آسان ہے۔ رسولِ گرامی مرتبت نے فرمایا کہ جس کو نظر کا یا آسیب کا اندیشہ ہو وہ یہ دعا پڑھ لیا کرے۔

''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصَبَھَا''

(اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ تو اس (نظرِ بد) کے گرم سرد کو اور دکھ درد کو دور کر دے)

نظر کبھی ٹھنڈک سے لگتی ہے، کبھی گرمی سے لگتی ہے، کبھی برائی سے لگتی ہے۔ تینوں کیفیتوں کو اس دعا میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی کو بچوں پر ان کی سلامتی کے لیے پڑھنا ہو اور انہیں نظرِ بد سے محفوظ کرنا ہو تو یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: الہام اور شیطان کے وسوسے میں فرق کیسے کیا جاتا ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! ایک سادہ سی مثال سے آپ کو واضح کر دوں۔ سید ہجویریؒ نے ایک واقعہ اپنے مرشد کے بارے میں لکھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان کا وسوسہ کیسے صورتحال کو تبدیل کرتا ہے۔ ''مرشد کے ساتھ اُن کے ایک مرید چل رہے تھے۔ دونوں ننگے پاؤں تھے۔ مرید کے گلے میں گرم گلوبند تھا۔ مرید کے دل میں آیا کہ میں یہ گلوبند اتار کے اپنے شیخ کو پہنا دوں۔ تھوڑی دیر بعد پھر خیال آیا کہ بھلا وہ زمانے کا اتنا بڑا مرشد تزکیہ باطن میں بے

Marfat.com

مثال وہ میری Offer (پیشکش) کہاں قبول کرے گا۔ تھوڑی دور اور آگے گئے تو اس نے کہا: یا شیخ و مرشد الہام میں اور وسوسۂ شیطان میں کیا فرق ہے تو آپؒ نے فرمایا، جو پہلے تھا، وہ الہام تھا اور جو بعد میں آیا تھا، وہ وسوسہ شیطان تھا۔'' تو اصل میں شیطان Change کرتا ہے۔ اگر آپ نے اچھی نیت کی اور اچھی نیت پر آپ نے فوری عمل کر دیا تو یہ اللہ کی طرف سے الہام ہے اور اگر ذرا بھی Delay کرو گے تو یہ آپ کے ارادے کو تبدیل کر دے گا۔ شیطان اور Self میں یہ فرق ہے کہ یہ جگہ تبدیل کر لیتا ہے، ارادہ تبدیل کر لیتا ہے، Delay cast کرتا ہے۔ اب آپ خود غور کیجیے کہ صبح جب آپ سنتے ہو کہ ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' (نماز نیند سے بہتر ہے) تو آپ حضرت عمر فاروقؓ سے سوال کر سکتے ہو کہ بھلا سوئے ہوئے بھی کبھی جاگتے ہیں۔ اگر ایک آدمی سویا ہوا ہے تو آپ امیر المومنین سے سوال کر سکتے ہیں کہ سوئے ہوئے کو بھلا کہاں آواز آئے گی۔ اگر اس نے پہلی اذان نہیں سنی تو یہ کیسے سنے گا کہ ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' دراصل یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو جاگ تو جاتے ہیں مگر بستر میں شیطان انہیں تساہل میں ڈالتا ہے اور وہ کروٹیں بدلتے رہتے ہیں تو امیر المومنین کے بارے میں ویسے ہی رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ ''عمرؓ سے شیطان بھاگتا ہے۔'' آپ کو یاد ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس کچھ بچیاں کوئی گیت گا رہی تھیں تو حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ وہ بچیاں گاتی رہیں، اپنے شغل میں مشغول رہیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے تو ساری بچیاں اٹھ کر بھاگ گئیں تو حضور ﷺ ہنسے اور کہنے لگے کہ شیطان عمر سے بھاگتا ہے۔ یہ برا کام نہیں تھا مگر حضور ﷺ کی Statement یہ ہے کہ ابوبکرؓ آئے تو بھی شغل میں لگی رہیں مگر جونہی عمرؓ آئے تو وہ ڈر کے بھاگ گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان عمرؓ سے ڈرتا ہے یعنی اس میں تھوڑا سا Element تھا۔ ''اَلْغِنَاءُ مُقَدِّمَۃُ الزِّنَا'' غناء میں کچھ Element ضرور ہوتا ہے بہکاوے کا مگر عمرؓ کو دیکھ کر وہ بھاگ گیا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ ان سے ناراض ہوتے یا غصہ کرتے۔ اسی حوالے سے حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کو ایک دوسری بات بتاتا ہوں۔ علامہ طنطاوی نے حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھا کہ وہ اونٹ پر سوار تھے اور عرب کا ایک مشہور گانا گا رہے تھے۔ ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ آپ کو شاید اس بات کا علم نہیں، اتنی اچھی

Marfat.com

آواز تھی کہ لوگ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں اور ان کا گانا سن رہے ہیں تو آپ نے Change کر کے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ جب قرآن پڑھنا شروع کیا تو لوگ آہستہ آہستہ بکھرنا شروع ہو گئے۔ ہولے ہولے سارے بھاگ گئے تو بڑی تلخی سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ آسمان تمہاری ماؤں کو روئے۔ میں گانا گاتا ہوں تو تم بھاگے چلے آتے ہو، قرآن پڑھتا ہوں تو بھاگ جاتے ہو...... تو یہ ہر زمانے میں ہوتا ہے جسے ہم ''ہوا'' کہتے ہیں جو Fashionable Tendencies ہیں۔ یہ شیطان کا ترغیبات نفس کا سب سے موثر حلقہ ہوتا ہے۔ غنا ہو، موسیقی ہو، تصویر کشی ہو یا تصویر بینی ہو۔ یہ اس وقت تک خطرے کا باعث بنیں گی جب تک آپ اپنے فرائض پورے نہیں کرتے۔ اگر انہوں نے آپ سے فرائض چھین لیے تو یہ لہو ولعب ہے۔ اگر انہوں نے آپ سے فرائض نہیں چھینے تو ان کا کوئی قصور نہیں۔ اب میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ کہاں سے شیطان شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ٹیلی ویژن دیکھنا برا ہے۔ بعض اوقات ہم Extra تقویٰ اپنے اوپر وارد کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو بے جا سختیوں میں ڈال دیتے ہیں۔

اب جو میں واقعہ آپ کو بتا رہا ہوں اس کے بارے میں غور کیجیے گا۔ ٹیلی ویژن ایک ''دوردرشن'' ہے۔ اس کو کہتے ہی دوردرشن ہیں، دوردرشن کا مطلب ہے کہ A Vision from a distance کوئی دور امریکہ یا یورپ میں بیٹھا ہوا آپ کو ایک Vision دے رہا ہے، آپ اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ آپ اس کے قریب نہیں جا سکتے۔ وہ کبھی آپ کے پاس نہیں آ سکتا۔ وہ ایک دور دراز کی بات ہے۔ یہ جو واقعہ میں آپ کو سناؤں گا۔ یہ ذرا قریب کی بات ہے کہ مسجد نبوی میں تماشا کرنے والے آئے، کھیلنے کودنے والے مداری آ گئے۔ آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت وہ سارے ننگے منگے ہوتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ عائشہ کیا تم انہیں دیکھنا چاہتی ہو۔ فرمایا ''یا رسول اللہ! ہاں۔'' فرمایا ''میرے شانے کی اوٹ سے دیکھ لو۔'' پھر آپؓ نے دیکھا، بڑی دیر تک دیکھا۔ بڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ عائشہؓ کیا جی بھر گیا؟ فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی بھر گیا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اب اندر چلی جاؤ۔'' یہ Live show تھا۔ یہ حدیث Live show پر ہے۔ مسجد نبوی میں

Marfat.com

Show کھیل کود ہے۔ گولے پھینکے جا رہے ہیں، جمناسٹک ہو رہی ہے اور وہ سب ام المومنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے دیکھ رہی ہیں۔ گانے کے بارے میں بھی آپ کو بتایا کہ عمر فاروقؓ خود گا رہے تھے اور لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ اصل میں تمام فسق و فجور اس وقت Built ہوتا ہے جب آپ لوگ اللہ کی Priority سے، اللہ کے احکامات سے غفلت کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے آپ کو Generosity کا حکم دیا ہے، Hospitality کا حکم دیا ہے مگر کوئی مہمان گھر میں آئے اور آپ ٹی وی پروگرام ہی نہیں چھوڑ رہے ہو۔ اتنی بدتمیزی و بداخلاقی ہے کہ لوگ آنے والے مہمان کو اس لیے کوستے ہیں کہ آج تو فلاں پروگرام لگنا تھا۔ یہ کہاں آ کے میرے سر پر بیٹھ گیا تو جب آپ اپنی اچھی Values کو فروگزاشت نہ کریں تو یہ آپ کے لیے خطرے کا باعث نہیں ہے مگر جب آپ کے احکامِ شریعہ، احکامِ انسانیت اور حقوق العباد کی چیزیں متاثر ہونی شروع ہو جائیں تو یہ اسبابِ لہو ولعب بن جاتے ہیں۔ اچھا شعر ہو، اچھا گانا ہو، اچھا کھیل کود ہو، اچھا ڈراما ہو، اچھا قصہ کہانی ہو یہ سب اسی ضمن میں آتے ہیں۔ اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ محبت کا قصہ ہے مگر اس میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ" (اے اللہ نفس سے کوئی بری نہیں) "اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ" (یہ تو ہمیشہ برائی کا حکم دیتا ہے۔ ہاں اگر تو رحم کرے اور ہمارے فرائض میں غفلت نہ ہو) ہمارے اصل کردار اور رخ میں غفلت نہ ہو"اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ" (تو تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)۔

اس ساری Discussion میں ایک بات رہ گئی کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ معتزلہ نے قرآن کو خدا کا کلام نہیں جانا۔ مامون کے دربار میں یہ حکم تھا کہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ قرآن خدا کا کلام ہے، اس کی گردن ماری جائے گی۔ احمد بن حنبل باوجود کوشش کے کوئی دلیل نہیں لا سکے۔ وہ سختی سے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے مگر اپنے موقف کی تائید کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ "لِّیَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَیِّنَةٍ" (جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا) "وَّیَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَةٍ" (جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا) عین اسی وقت شیخ عبدالعزیز بغداد میں داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے بچے سے کہا کہ اعلان کرو کہ قرآن خدا کا کلام ہے، کسی بندے کا کلام نہیں تو لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ کیا ہوش میں ہو، کیا کہہ رہے ہو۔ سب ان کو

Marfat.com

پکڑ کر مامون کے دربار میں لے گئے۔ مامون کے دربار میں جو مناظرہ ہوا اس میں معتزلہ نے جو دلیل پیش کی وہ بڑی دلچسپ ہے۔ انہوں نے قرآن کی یہ آیت پیش کی:

"خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ" (انعام:102)

معتزل نے کہا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ اللہ اس آیت میں کہتا ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق اور ہر چیز کا نگہبان ہے۔ پھر سورۃ ق میں کفار کے منہ سے اُس نے نکلوایا کہ "هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ" (ق:2) (یہ تو بڑی عجیب بات ہے جو ہم نے سنی) تو وہاں قرآن کو شے کہا گیا ہے۔ چونکہ قرآن "شے" ہے اور اللہ "خالق" ہے تو شے "مخلوق" ہوئی۔ اس لیے یہ اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اب اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالعزیز نے جو بات کی، وہ بڑے مزے کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم میں اللہ نے کہا ہے کہ "وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ" اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے اور پھر یہ کہا کہ "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" (ہر نفس کو موت آنی ہے) کیا تم اس سے اتفاق کرتے ہو کہ اللہ کو موت ہے۔ اب معتزلہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور اس دلیل کے بعد یہ مسئلہ "خلق قرآن" ختم ہوا اور مامون نے بھی سرکاری سرپرستی سے اسے نکال دیا۔

سوال: شیطان ہمارے اندر داخل نہیں ہو سکتا جبکہ قرآن اور حدیث کے مطابق شیطان ہماری رگوں میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون؟ برائے مہربانی وضاحت کریں۔

جواب: "يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ" اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ خیال پھونکتے ہیں۔ وہ میرے خون میں اس طرح نہیں گردش کرتے۔ میرے خون میں تو اللہ خود کہتا ہے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" ہمارے تو قریب ترین اللہ ہوتا ہے مگر شیطان خیال پھونکتا ہے جیسے ایک طرف خیالِ خیر آ رہا ہوتا ہے تو نفس کا الہامِ شر شیطان ہے جیسے ہمارے دل میں دو Cardiac Waves چلتی ہیں۔ ہمارے ذہن میں بھی دو لہریں چلتی ہیں۔ ایک پر خیالِ خیر الہام ہوتا ہے اور ایک پر خیالِ شر الہام ہوتا ہے۔ یہی ترکیب اللہ نے نفس انسان کی بنائی ہے۔ "وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا" کہ نفس انسان کو ہم نے اس طرح ترتیب دیا ہے کہ یہ پچاس فیصد الہام خیر ہے اور پچاس فیصد الہام شر ہے اور جو الہام شر ہے اس کی Centricity شیطان کے پاس ہے اور الہام خیر جو ہے وہ اللہ کے پاس ہے۔

Marfat.com

سوال: حکم سجدہ ملائکہ سے ہے، شیطان ملائکہ سے نہیں پھر وہ رجیم کیوں ہے جبکہ وہ آیت کی رو سے اس حکم میں شامل ہی نہیں؟

جواب: یہ حکم سجدہ میں اس لیے شامل ہے کہ اس کے بارے میں اللہ نے کہا کہ سب نے سجدہ کیا اور جن ہونے کے باوجود اس کو خدا نے درجۂ ملائکہ بخشا تھا اور نہ صرف درجۂ ملائکہ بخشا بلکہ استادِ ملکوت کہا۔ یہ ملائکہ کا بھی استاد ٹھہرا۔ اگر آپ آیت پڑھو تو خدا نے یہ Mention کیا ہے کہ خدا نے اس کو ملائکہ سے بہتری اور بزرگی دی ہوئی تھی۔ "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ" آیت میں چونکہ ملائکہ کا جنرل لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ شیطان صرف ایک تھا اور ملائکہ بے شمار تھے تو اس کو ملائکہ میں شامل کر کے اعلان کیا گیا کہ تم سجدہ کرو۔ جب یہ علیحدہ ہوا تو اللہ نے اسے ملائکہ سے علیحدہ کر دیا "فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ" یہاں اگر ابلیس کو ملائکہ سے جدا کر کے کہا جاتا تو یہ علیحدہ پارٹی بنتی مگر خدا نے اسے جدا نہیں کیا بلکہ ملائکہ میں رکھا۔ سب ملائکہ نے سجدہ کیا، سوائے ایک کے اور وہ ابلیس تھا۔

سوال: ایک فرد اپنے جمالیاتی شعور کو، ذوق کو اتنا بلند کس طرح کر سکتا ہے کہ وہ اللہ کی خوبصورتی کو کسی بھی درجے میں سمجھ سکے؟

جواب: خواتین وحضرات! بہت سارے مصرعوں میں، بہت سارے اشعار میں، ایک انائے پسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کبھی میں نے بھی ایک شعر لکھا تھا، جگر کا بھی ایک شعر آپ کو سناتا ہوں۔ ہر انسان کے اندر ایک خود پسندی کا، انائے ذات کا ایک طنطنہ ہے، اُس کا ایک ذوق ہے، حتیٰ کہ ہم شائستگی کی دنیا میں بھی Mannerism کے Classics رکھتے ہیں تو جگر مراد آبادی نے کہا کہ:

کوئی حسیں حسین ٹھہرتا نہیں جگر
تنگ آ گئے بلندیِ ذوقِ نظر سے ہم

جب ہم اپنی انائے علمیہ اور انائے ذات کو دیکھتے ہیں...... تو بہت شروع میں مَیں نے ایک شعر لکھا ہے۔ اس حالت کی عکاسی کے لیے بیان کرتا ہوں، اپنے آپ کو شاعر نہیں بیان کر رہا......

میں خود پرست کسی پہ نثار ہو نہ سکا

Marfat.com

میری نظر میرے دل ہی میں آ کے ڈوب گئی

خواتین و حضرات! جب آپ ذہنی ترفع کو جا رہے ہوتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک اچھے ذہن والا انسان اتنا ناز کر رہا ہوتا ہے، ایک شاعر جس کو دو چار مصرعے ٹھیک لکھنے آتے ہیں، اس کے طنطنے کا یہ عالم ہے کہ وہ مخلوق میں سے اِدھر اُدھر دیکھے بغیر گزرتا ہے...... تو ذوقِ نظر بہت ساری چیزوں سے نکلتا ہے۔ خوشبو سے، لباس سے، نظر سے، وجود سے نکلتا ہے...... پھر اس کے معیار مقرر ہوتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ عقل ذوقِ نظر میں چناؤ اور انتخاب کی بنیاد بن جاتی ہے اور وہ جتنی Refined ہوتی ہے Intellectual capacity سے اس کا ذوق نفیس تر ہوتا جاتا ہے۔

خواتین و حضرات! پھر ایک وقت آتا ہے کہ تخلیقاتِ دنیا میں عقل کو کوئی چیز پسند ہی نہیں رہتی...... وہی بے چینی، وہی اضطراب، وہی بے قراری...... کسی چیز کو ڈھونڈ رہا ہوتا ہے انسان۔ صحرا میں جیسے تنہا مسافر کھڑا ہو، جہاں رستوں کے نشان بھی نہیں ہوتے، عجب اداسی سی محسوس کرتا ہے، خوف و خطرہ والی اداسی...... اسی طرح جب انسان Intelectually تنہا ہوتا ہے تو کسی معیت کی، کسی دوستی کی تلاش میں اس کے ذوقِ نظر میں کچھ اور تلخی اور بلندی آ جاتی ہے۔ یہ وقت وہ ہوتا ہے جب اللہ اس کی طلب کے خلا کو پُر کرتا ہے اور یہاں سے بندہ اپنے خدا کی تلاش میں شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد تمام واقعات وصال و فراق کا واقعہ ہیں۔

سوال: تصوف کے تمام معیارات عقلی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو صرف بہترین عقل سے پہچانا جا سکتا ہے۔ عقل کیا ہے؟ وہ کیا نسخۂ کیمیا ہے کہ عقل بڑھتی ہوئی بہترین عقل بن جائے اور ہم خدا کو پہچاننے کے قابل ہو جائیں۔

جواب: خون کے رگوں میں چلنے کا شعار کیا ہے؟ یہ زندگی بخش کیوں ہے؟ اس کی جگہ دودھ کیوں نہ ڈال دیا؟ اِدھر سے کپی ڈالتے دودھ کی سارا دن چلتا رہتا۔ کسی بھی چیز کا آخری سوال ''کیوں'' ہے۔ ''کیوں'' کا سوال یہ ہے کہ تمام مراتب صلاحیت اس میں اپنے آپ نہیں پیدا ہوئے، کسی نے ڈالے ہیں۔ اس کو انداز کسی نے سکھائے ہیں۔ یہ سوال کبھی حل نہیں ہو سکتا کہ فلاں چیز کیوں ہے۔ بادام، بادام کیوں ہے؟ یہ ذائقہ کس نے سوچا تھا؟ کس نے اس کو چکھا تھا؟

Marfat.com

کس نے اس کو دیا تھا؟ زندگی میں اور زندگی کے بعد تمام لاینحل سوالوں کا جواب صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے...... Curiosity کے بڑے بڑے Gap دور کرنے والی صرف ایک ذات ہے، صرف ایک نام ہے اور وہ اللہ ہے:

''اَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ''

(کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دعا سنتا ہے)

وَيَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ تمہارے اٹکے ہوئے مسائل اور تمہاری گھری ہوئی مشکلات کو آسان کون کرتا ہے؟ تمہاری کشاد کون کرتا ہے؟ تمہاری بستگی کون وا کرتا ہے؟

''وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ''

اور زمین پر تمہیں عزت کے مقام کون دیتا ہے؟ خلیفۃ اللہ کون بناتا ہے؟ تمہیں کون باقی جانوروں سے اوپر اٹھاتا ہے...... ''ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ'' اللہ ہی تو ہے۔ ''قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ'' (نمل، 62:27) مگر تم اس کو یاد بہت کم کرتے ہو۔ تم نصیحت بڑی کم پکڑتے ہو، تم اس بات کو جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اس فلسفۂ خیال کو...... اس کی طرف جاتے ہی نہیں ہو، نتیجہ یہ ہے کہ بہت سارے انسان، بہت سارے مرد، بہت ساری عورتیں، خود شناسی سے بھی محروم رہ جاتی ہیں اور خدا شناسی سے بھی محروم رہ جاتی ہیں۔

سوال: How can I recognise myself, please give the road map?

جواب: آپ نے سنا ہوگا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا Now there is something in it which is contradictory کہ اگر ہم اپنے Self کو پہچانیں گے تو ہم اپنے خدا کو کیسے پہچان لیں گے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا کو کیسے جانتے ہیں تو انہوں نے فرمایا Know thyself and you shall know the God. مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کمزور ہے مگر اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اور حدیث جو کہ مضبوط اور مدلل ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''خدا جس کو اپنا علم دینا چاہتا ہے، اس کی آنکھ اس کے اوپر کھول دیتا ہے۔'' اس کی وجہ یہ ہے خواتین و حضرات! کہ میں اپنی جبلتوں کے حجاب میں ہوتا ہوں۔ میری جبلتیں، میری

Marfat.com

Sympathetic considerations خدا کی شناخت میں حائل ہیں۔ جب تک میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ میری کون سی جبلتیں ایسی ہیں جو خدا کے رستے میں حائل ہیں۔ میرا رستہ نہیں کھلے گا اور میں خدا کے رستے کی شناخت نہیں پاؤں گا۔

نفسیات کا موضوع خدا نہیں ہے۔ نفسیات آپ کو اللہ تک نہیں لے جائے گی۔ Psychology does not need to lead to God but psychology secondly leads you to the understanding of the self. یہ علم کافی حد تک مرتب ہونے کے باوجود بھی ابھی اس مقام پر نہیں پہنچا کہ Psychology should lead you to the God. بلکہ یہ آپ کو اپنے اندر اور دوسروں کے اندر ایسے احساسات کی تعلیم دیتا ہے، ایسی کمی آپ کو بتاتا ہے کہ جس کی وجہ سے آپ کی Progress آپ کی قوتِ عمل، آپ کا جذبۂ زندگی رکا رہتا ہے۔ It will tell you, why are you depressed, It will tell you why do you feel inferior. It will tell you to wash off your things. It will tell you to experiment on your self. In laws of psychology you create a workability in yourself. مگر Psychology آپ کو خدا تک نہیں لے جاتی۔ جن کو خدا تک جانا ہوتا ہے وہ Psychology سے ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ اس لیے کہ جہاں نفسیات کے اصول ختم ہوتے ہیں وہاں خدا کی شناخت کا اصول شروع ہو جاتا ہے:

"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ" (الرحمٰن، 46:55)

(اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔)

یعنی اس نے اپنی خواہش اور اپنے نفس کی مخالفت کی۔

خواتین و حضرات! سائیکالوجی کی منزل یہ ہے کہ It studies the self for the self. اور اس سے آگے بڑھتا ہوا مسلمان اللہ کی رضا کو سامنے رکھ کر اپنی Self کو خدا کے لیے Surrender کرتا ہے۔ یہ مقامِ تصوف ہے اور خدا کی شناخت کا علم ہے۔

سوال: والدین میں سے اگر کسی ایک کی وفات ہو جائے اور اس کی اولاد اس کے

Marfat.com

غم میں نڈھال ہو جائے اور وہ صبر کرے تو اس میں اولاد کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب: ایک خاتون کا بچہ فوت ہو گیا اور وہ بہت آہ وزاری کر رہی تھیں۔ بہت رو رہی تھیں تو حضور ﷺ پاس سے گزرے اور فرمایا کہ صبر کر۔ تو جس طرح عورتیں ماشاء اللہ اپنے غم والم میں ہوتی ہیں، اس نے چڑ کر کہا، ایسے عالم میں کس کو صبر آتا ہے۔ دو چار روز رونے دھونے کے بعد پھر اسے خیال آیا تو منہ وغیرہ پونچھ، آنکھیں دھو دھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے صبر کر لیا ہے۔ فرمایا ''اب بھی کوئی صبر ہوتا ہے؟''

تو بات یہ ہے کہ اگر کسی بچے نے صبر کیا، بہت سارے بچے تو اپنے باپوں کی وفات کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر یہ کوئی بہت اچھا بچہ ہے کہ جس نے باپ سے بہت انس اور محبت رکھی اور اس نے بعد میں اس کا بہت رنج محسوس کیا تو اس کی بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں، ایک Protection کا نہ رہنا، ایک Sudden ذمہ داریوں کا آن پڑنا اور اگر وہ ان سے عہدہ برآ ہوا تو سب سے بڑا ایک انعام اللہ کی طرف سے اس بچے کے لیے اس کے کردار کا استحکام، اس کے مقابلے کی استعداد اور اس کے مستقبل کی ہمت و استعانت ہے۔ اگر اس صبر میں اس کا کردار Build ہو گیا ہے تو اس سے بڑا اللہ کا احسان اس کے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ بڑا مشہور محاورہ ہے کہ .Adversity is the school of every great person مصائب میں ہی بڑی ذاتیں ابھرتی ہیں، خواہ وہ چنگیز خان ہو یا تیمور لنگ ہو۔ اگر بڑے ہیروز کی آپ زندگی دیکھیں۔ ہمارے حضور ﷺ سے بڑی کس کی مثال ہو سکتی ہے کہ محرومیوں کا ایک جہان سمیٹا ہوا ہے۔ نہ باپ دیکھا، ماں کا اُنس نہ ملا، دادا کے پاس گئے تو وہ جاتے رہے، چچا نہ رہے، جس جس سے اُنس کی ذرا سی بھی گنجائش تھی، اللہ نے اس ہستی کو چھین لیا اور اتنی محرومیوں کے بعد، خدا کے رسول نے کائنات کو محبت کے علاوہ کیا دیا ہے؟ یہ ایک Singular کیس ہے کہ کوئی Develop, complex نہیں ہوا بلکہ ہر ہر کمی کے بحران میں اتنی کثرتِ انس و محبت ان میں پیدا ہوئی اور میرے خیال میں ان صاحب کو بھی انہی کی تقلید کرنی چاہیے کہ اپنے کو غم ملا ہے تو اوروں کو نہ دیں۔

سوال: ایک شخص احکامِ الٰہی کی بجا آوری نہیں کرتا مگر مزارات اور درگاہ پر

Marfat.com

حاضری دیتا ہے اور اپنی حاجات کی تکمیل چاہتا ہے۔ اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟

جواب: ''خرِ عیسیٰ چوں بمکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد'' بڑا مشہور محاورہ ہے کہ اگر گدھا مکہ چلا جائے تو انسان تو نہیں بن جائے گا۔ سو یہ عقل کا بحران ہے مگر سوال کرنے والے صاحب کو بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہر انسان کی آگہی ان کے پاس نہیں ہوتی۔ آپ کو چونکہ انسان کے باطن کا نہیں پتہ اور کیا پتہ ہے؟ پطرس شاہ بخاری نے ایک بھونکتے ہوئے کتے پر ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ اس میں ایک جملہ بڑا دلچسپ تھا۔ ''یہ تو صحیح ہے کہ بھونکتے ہوئے کتے کاٹا نہیں کرتے مگر کیا پتہ کب کوئی کتا بھونکنا بند کر کے کاٹنا شروع کر دے۔'' تو میں آپ سے التجا کروں گا کہ بے عملوں پر زیادہ تنقید سے گریز کرو کہ پوری زندگی Transition ہے۔ عرصہ حیات ہے۔ پوری زندگی توبہ کے لیے ہے اور پوری زندگی پلٹنے کے لیے ہے۔ کوئی پندرہ سال میں پلٹ گیا، کوئی پچیس سال میں پلٹ گیا، کوئی تیس سال میں پلٹ گیا، کوئی بچپن میں پلٹ گیا۔ جب تک سکرات نہیں پڑتا تب تک وصیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق پلٹنے کا وقت قائم ہے تو یہ کسی کو کیا پتہ کہ کوئی عبادت گزار کب عبادت بند کر کے اُدھر کا ہو جائے اور کب کوئی اس قسم کا جھوٹا پیروکار، جاہلِ مطلق، اپنی جہالت سے نکل کر خدا کو چل پڑے۔ اس لیے یہ رائے دینی مشکل ہو جاتی ہے، ہاں میں آپ کو ایک بات ضرور بتا سکتا ہوں۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مروت کی تعریف کی ہے، ان مسلمان بھائیوں کے لیے اور اپنے لیے بھی۔ اس مروت کی تعریف کے مطابق آپ عمل کیا کریں۔ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''مروت کی تعریف یہ کی ہے کہ جب تو کسی گنہگار کو دیکھے تو پہلے خدا کا شکر ادا کر کہ تو اس گناہ سے بچا ہوا ہے۔ پھر اپنے اس بھائی کے لیے دعا کر کہ اللہ اس کو بھی اس خطا سے بچائے۔'' بس یہی رویہ آپ کا ہونا چاہیے۔

سوال: اللہ نے پیغمبر بھیجے جنہوں نے خوشخبریاں دیں اور گناہوں سے ڈرایا بھی۔ اگر انسان دانستہ گناہ کرے گا تو اللہ کی طرف سے اس کی سزا بھی سنائی گئی۔ آپ کے کہنے کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں گناہ کرنے والے کو معاف کر دوں گا تو انسان گناہ کی طرف زیادہ راغب ہوں گے۔ اس صورتحال کو ذرا واضح کریں۔

جواب: میں نے زیادہ تر آپ کو یہ بتایا ہے کہ خدا کی محبت گناہ پر غالب آجاتی ہے اور گناہ انسان کا ایک ذاتی عذر اور خوف بن جاتا ہے۔ اصل میں اتنی گناہ کی سزا نہیں جتنی عذرِ

Marfat.com

گناہ کی ہے۔ جب Basically ایک کمپیوٹر ہی ناقص ہے۔ جب Basically انسان Incompelete ہے۔ جب قرآن میں اللہ کہہ رہا ہے کہ ”فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى “ (النجم:32) (کبھی اپنے آپ کو متقی مت کہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم کتنے متقی ہو) تو اگر انسان اپنی ذات پر گنہگار اور ناقص کا گمان کرے تو یہ ناجائز نہیں ہے۔ اللہ کا ایک حق ہے بندے پر کہ بندہ اس کو واحد جانے، اس کو مانے اور خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ Basically میں نے انسانوں سے جو صلہ طلب کرنا ہے وہ گناہ وثواب کی صورت میں نہیں کرنا ہے۔ اگر آپ نے گناہ کیے ہیں تو وہ آپ کے ہیں۔ اگر آپ نے ثواب کمایا ہے تو وہ آپ کا ہے۔ اللہ کو یہ چیزیں نہیں پہنچتیں۔ اس کی جو سزائیں ہیں، وہ شرع میں ہیں، معاشرے میں ہیں۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر ایک انسان نے گناہ کیا اور دنیا میں اسے اس کی سزا مل گئی تو اللہ نے اسے معاف کر دیا اور اگر اس کی پردہ پوشی کی گئی اور اللہ نے اسے چھپا لیا تو پھر یہ اللہ پر ہے کہ اسے چھوڑے یا نہ چھوڑے۔ اس کا کوئی تعلق ہم خداوندِ کریم سے براہِ راست نہیں جوڑتے۔ اللہ نے بار بار قرآن میں کہا ہے کہ بھئی گناہ تمہارے صرف تمہارے لیے ہیں۔ جو کوئی راستی اور اچھے عمل کرے گا تو اس کا ثواب اس کے اپنے لیے ہے اور جو کوئی برے کام کرے گا تو برے کام کا انجام اس کے لیے ہے۔ پھر اللہ کو کیا چاہیے؟ اللہ کو تو وہی بات چاہیے جس کے لیے اس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ اس نے آپ کو ایک ذہنی برتری اور فوقیت بخشی ہے۔ اس نے آپ کو اشرف المخلوقات کا عہدہ دیا ہے۔ اس نے آپ کو ملائکہ سے بہتر چنا ہے۔ ذہنی اعتبار سے ایک امانت اتاری ہے۔ ایسی امانت جس کو اللہ نے کسی اور کو عطا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اب ظاہر ہے کہ خدا نے جو چیز آپ کو دی ہے، اس کا کوئی کام بھی تو متعین کیا ہوگا۔ اس کا بھی کوئی صلہ اور طلب رکھی اور صلہ یہ رکھا: ”وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً “ (البقرہ:30) (میں زمین اور آسمانوں میں آپ کو معزز کروں گا۔) بنا زمین پر رہا ہوں مگر معزز جنت میں بھی کروں گا اور دوسرا یہ کہا کہ دیکھو بھئی! میں آپ کو صرف ایک کام کے لیے بھیج رہا ہوں: ”اِنَّا ھَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا “ (الدہر:3) (کہ عقل وشعور صرف اس لیے بخش رہا ہوں کہ چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو میرا انکار کر دو) یعنی اللہ کا concern آپ کی اس mental capacity سے ہے جس میں آپ اللہ کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں یا نہیں جانتے اور نہیں مانتے۔

Marfat.com

فرمایا "مَا يَفْعَلُ اللهُ بِعَذَابِكُمْ " (مجھے کیا پڑی ہے کہ تم کو عذاب کروں) دیکھا ہے انداز اللہ کا کہ اے بندگانِ خدا! اے میرے بندو! مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔ "اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ " (النساء: 147) اگر مجھ پر ایمان رکھتے ہو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ تم پر عذاب کروں۔

باقی جو آیات ہیں عذاب وثواب کی تو انہیں Shift کر کے احادیث میں Clarify کر دیا گیا ہے اور سب سے مشہور حدیث ابوہریرہؓ کی ہے جو متواتر مشہور، متصل، حسن اور صحیح ہے اور اس موضوع پر کم از کم پندرہ احادیث ہیں جو صحاحِ ستہ میں موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تواتر کے ساتھ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دل سے ایک بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا، اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی اور ابوذرؓ نے اس پر سوال کیا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ فرمایا، چاہے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ حضرت ابوذرؓ نے دوبارہ تعجب میں سوال کیا۔ چاہے زنا کیا ہو، چاہے چوری کی ہو! فرمایا، چاہے زنا کیا ہو، چاہے چوری کی ہو۔ جب تیسری مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے یہی سوال دہرایا تو فرمایا، ابوذر! تیری ناک خاک آلودہ ہو، چاہے کیا ہو۔ جب حضرت ابوذر غفاریؓ یہ حدیث سنایا کرتے تھے تو اپنی ناک کی طرف ضرور اشارہ کر کے کہا کرتے تھے کہ چاہے میری ناک خاک آلودہ ہو۔ گناہ کی جتنی بھی Limitations ہیں تو اس میں گناہ Is alway committed against somebody. اکیلے میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ آپ کے تصور کے کسی گناہ پر سزا نہیں ہے، متعدد مستند اور مشہور احادیث اس سلسلے میں ہیں کہ جب بھی آپ گناہ Commit کریں گے تو وہ شراکت میں ہوگا۔ وہ معاشرے میں ہوگا۔ وہ معاشرتی قوانین کے دائرے میں آئے گا، جسے آپ شریعہ کہتے ہیں۔ شریعہ وہ قوانین ہیں جو دراصل اللہ نے ایک معتدل اور مضبوط سوسائٹی کے لیے دیئے ہیں۔ اگر آپ خطا کرو گے اور اسلامی معاشرہ ہوگا اور شہادتیں موجود ہوں گی تو آپ کو سزا ملے گی اور جس کو سزا مل گئی، وہ پھر خدا کی طرف سے معصوم ہے، اللہ کی طرف سے اس کا کوئی عذر نہیں رہا۔ مگر جس کو سزا نہیں ملی اور خدا نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو پھر یہ اللہ پر ہے کہ وہ اسے سزا دے یا جزا دے۔ As such جو conduct قرآن میں درج ہے، وہ اسلامی معاشرے میں، ایک صحت مند معاشرے کے لیے وہ قوانین ایسے ہیں جو

Marfat.com

ہر معاشرہ اپنے لیے تخلیق کرتا ہے۔ وہ امریکن معاشرے میں بھی ہیں، وہ برٹش معاشرے میں بھی ہیں، وہ انٹرنیشنل معاشرے میں بھی ہیں۔ معمولی بات ہے کہ اللہ نے قتل کی سزا قصاص رکھی۔ اگر یورپین معاشرے نے یہ سمجھا کہ یہ سزا بڑی ناقص ہے، ہم قتل کی سزا معطل کیے دیتے ہیں تو آپ کر لو، چلو یہ تو بڑی بہتر بات ہے کہ اگر انسان معاشرے کو ایسا قانون دے جائے کہ قتل کی سزا کے بغیر مجرم ٹھیک ہو جائے تو بہت بہتر۔ ہم پہ قید نہیں ہے۔ ہم بھی آپ کی بات مان لیں گے مگر اس قانون کی کامیابی شرط ہے۔ تو پھر انہوں نے بارہ چودہ سال قانون لگائے رکھا کہ ہم نے قتل کی سزا قصاص نہیں لینی، قتل نہیں کریں گے، ماریں گے نہیں مگر بارہ، چودہ سال کے بعد میئر جولیانی صاحب نے دوبارہ Death penalty عائد کر دی۔

خواتین و حضرات! دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے قوانین کی پائیداری کے خلاف اگر کوئی شخص کوئی قانون پاس کرے گا اور معاشرہ ان کو Judge کرے گا اور اگر وہ واقعتاً اچھے قوانین ہوں گے تو پھر ہم کہہ سکیں گے کہ خدا کے قوانین پائیدار نہیں تھے معاشرہ Safe کرنے کے لیے، اور یورپ کے قوانین زیادہ پائیدار تھے۔ کیونکہ ہر معاشرہ اپنے تحفظات تخلیق کرتا ہے، قوانین بناتا ہے۔ اس لیے اسلام نے بھی ایک معاشرہ تخلیق کیا، اسلام نے بھی معاشرے کی تخلیق کے لیے چند ایک حدود نافذ کیں۔ وہ حدود معاشرے کی Safety کے لیے ہیں۔ اس کے تحفظ کے لیے ہیں۔ اس لیے اگر وہ سزائیں بنائی گئی ہیں تو وہ قانون ہے، Code ہے اور اس سے انحراف معاشرے کو ممکن نہیں ہے۔ مگر ہم بات کر رہے ہیں اس ذہنی سطح کی جہاں انسان اللہ سے Commit کرتا ہے تو پھر وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ اگر دل میں اللہ کی محبت ہے تو وہ گناہ کرنے سے اجتناب کرے گا۔ اسے خدا کی محبت اور انس ہی اس گناہ سے روک لے گی۔ اور اگر بالفرض محال وہ گناہ Commit بھی کر گیا تو اس کی توبہ کی Range بڑی مختصر ہو گی اور وہ بڑی شدت سے خدا کو پلٹ آئے گا۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا کہ محبت کرنے والے اس لیے گناہ نہیں کرتے کہ انہیں پتہ ہے کہ گناہ خدا سے دوری ہے۔ یہ بدصورتی ہے اور اللہ ''جمیل'' ہے۔ ''اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَال'' (اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے) اور گناہ اسراف بھی ہے، بدصورتی بھی ہے تو جو شخص خدا کے قریب جانا چاہتا ہے، اپنے آپ کو بدصورت نہیں رکھ سکتا۔

سوال: ایک اچھا آدمی بننے کے لیے کونسی بات، کونسا Starting point ہونا

Marfat.com

چاہیے جہاں سے باقی سرے خود بخود مل جائیں۔

جواب: میری مانیے تو سب سے بہتر بات تو تعلیم سے ہی آغاز کرنا ہوتا ہے۔ تختی نہ لکھی جائے گی، کوئی الف، ب نہ پڑھا جائے گا تو ظاہر ہے کوئی مفصل کتاب نہ پڑھی جائے گی But if you are involved in life and you have no time at all تو میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی ایک صفحہ قرآن کی تلاوت، دو چار احادیث اپنی آنکھ سے خود بخود پڑھ لینا یا کسی سے پڑھوا کے سن لینا...... تعلیم یہی ہے۔ ہاں اگر آپ یہ سوچتے ہو کہ مغربی تعلیم ہنر مندی کی تعلیم ہے All the education in the world is vocational. رزق کمانے کے ذرائع ہیں۔ اگر دل خدا کی توجہ مانگتا ہے تو تھوڑا سا قرآن روز پڑھ لینا، سوچ سمجھ کے تھوڑی سی اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سن لینا اور یقین ہے کہ اللہ نے یہ فہم و فراست آپ کو بخشی ہوگی۔ ایک ایک ذرّہ ذرّہ بھی شروع کریں گے تو راہِ وفا کا پہلا قدم بھی شہادت کا قدم ہوتا ہے۔

سوال: What are the supernatural forces required by the mankind to fulfil the duration of his life, What were the processes through which a mystic undergoes for a long time with psychological or biological processes?

جواب: سوال یہ ہے جی کہ ہم زاد کیا ہیں، روح، فرشتے، مؤکل، جنات، رجالِ غیب وغیرہ یہ Super natural کا حصہ بنتے ہیں اور پوچھا یہ جا رہا ہے کہ ان Super natural processes پر قابو پانے کا کوئی special processing ہے، کوئی وظائف ہیں، چلّے ہیں یا کس قسم کی چیزیں ہیں؟ اصل میں ہمزاد کا جو Concept ہے، یہ تو صرف ہمارے برصغیر میں پایا جاتا ہے۔ یہ سحر کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ یہاں اب آ کے بہت سارے Arts of concentration والے جو سکول ہیں، وہ بھی سمجھتے ہیں کہ We are in different auras, اور ان auras میں ایک Physical aura ہے، ایک Spiritual aura ہے، ایک Aura کا acto plasm ہے، ایک aura کا endo plasm ہے۔ Infrared cameras کی مدد سے لی گئی تصاویر میں پتہ چلا کہ heat سے ہمارے اردگرد ایک خاکہ سا بنتا ہے۔ اسی طرح بہت ساری روایات جو Life there after کی ہیں، اس میں انسان کے جسمانی خاکے

Marfat.com

اور Pattern کے علاوہ جو اس کا Spiritual pattern ہے یا inward pattern یا endo plasm یا actoplasm کے Auras سمجھے جاتے ہیں ان کو لوگ ہم زاد کی شکل دیتے ہیں۔ ایک Russian سائنس دان نے جو سائنٹفک توجیح دی ہے کہ جب ہم کسی تصویر پر بے پناہ concentrate کرتے ہیں اور چونکہ ہمارا پورا برین ایک light electric charge پر چلتا ہے، اگر وہ چارج دوسرے Cells کو نہ جائے اور ایک ہی Concept کو جانا شروع کر دے اور ایک ہی Picture کو تو کچھ عرصے کی Concentration کے بعد انسان کا وہ Cell اتنا Active ہو جاتا ہے کہ جو Figure اور جو Process اسے دیا جاتا ہے، وہ اتنا Powerful ہو جاتا ہے کہ وہ انسان کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے اور فائدہ بھی۔ اگر اس پورے Activated cell کو human brain کوئی Figure یا Face دے دے تو یہ ہمزاد کی ترتیب بن جاتی ہے۔

ابھی Genetic engineering مصروف ہے مختلف Replicas بنانے میں اور ہمارے پاس قرآن اور رسول کی شہادت موجود ہے کہ In the end زمانۂ دجال میں انسان ایک Exact Replica of a human nature بنانے کے قابل ہو جائے گا اور Genes چونکہ ڈبل ہیں تو From any gene of a human body اس کا کوئی بھی ہم شکل Create ہو سکتا ہے۔ تو ہمزاد ایک تو نہیں کروڑوں بھی پیدا ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات پہلے زمانے کے لوگ جو ہیں جیسے تبت کا لاما، افریقہ کا شامان اور ہندو یوگی high concentration کے ذریعے اپنے Self سے گزرنے کے process اختیار کر کے فضا سے گزر کر Levitational سطح تک پہنچ جاتے تھے۔

باقی رہا But practically we have not such proof about that.

روح کے بارے میں تو اس میں میری اپنی ایک Personal definition ہے۔ جب حضرت آدم علیہ اسلام کو "ذرّیتِ آدم" دکھائی گئی تو حدیث ہمیں یہ بتاتی ہے کہ وہ باریک ترین ذرّات کی صورت میں تھی۔ انتہائی چمکتے ہوئے باریک ترین ذرّات...... ورنہ Billions of مخلوقات حضرت آدم علیہ السلام کو شاید ایک لمحے میں دکھائی نہ جا سکتیں مگر وہ اتنے باریک ترین ذرّات پر مشتمل تھی کہ تمام "ذرّیت" آدم کی مٹھی میں سما گئی۔ I think this is one of the most sophisticated work of God اور یہ وہ Chips ہیں جو ہر بندے میں ڈالے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ چونکہ اس کا نکلنا، اس کا اخراج اور بعد کی شہادتیں جو ہمیں مہیا ہوتی ہیں کہ روح یا تو ایک گندے کپڑے پر نکالی جاتی ہے یا ایک ریشمی اور ملائم کپڑے پر نکالی جاتی ہے اور روح کا بدن سے نکلنا ایسے ہی ہے جیسے چادر کو کانٹوں پر سے گھسیٹنا Now where it is placed and from where the angels dig it out..... تو روح ایک اس ''چپ'' کی طرح ہے جو بنیادی طور پر ایک انسان کا پورے کا پورا امر ہے اور اسی لیے پروردگار نے انسان کی تخلیق اور اس کے ڈیزائن کے بارے میں جو احکامات دیئے ہیں وہ اس روح میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ ایک Finest possible electronic chip کی طرح ہوتا ہے اور جب اسے عالمِ برزخ میں ڈالا جاتا ہے تو وہاں اسے Shape دی جاتی ہے۔ اسے عالمِ برزخ کبریٰ کہا جاتا ہے اور عالمِ ناسوت اسے کہتے ہیں جہاں اسے وزن دیا جاتا ہے۔ روح کے آنے اور جانے کا Process ایک ہے یعنی اس روح کو ایک Shape دی جاتی ہے، پھر اسے وزن اور باڈی دی جاتی ہے۔ جب رخصت ہوتا ہے تو باڈی پہلے کٹتی ہے، پھر روح کی Shape میں جاتی ہے، پھر اس کی روح کو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کی روح پرندوں کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہے جو جنت میں آویزاں ہوتے ہیں تو In any case it is one of the finest and smallest possible creation of God. اور اسی لیے جب پروردگار کو پوچھا گیا ''وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ'' کہ روح کیا ہے تو فرمایا ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ'' (بنی اسرائیل: 85) کہ یہ اللہ کا حکم ہے ''وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا'' (بنی اسرائیل: 85) (مگر اس علم سے آپ کو کچھ کم دیا گیا ہے) اس لیے جتنا میرے فہم و فراست میں تھا، وہ آپ کو پیش کر دیا۔

باقی رہے جنات، فرشتے، مؤکلات، یہ تمام اللہ کی مخلوقات ہیں البتہ انسان سے نیچے Degree of creations ہیں۔ انسان سے اوپر بھی Degree of creations ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات نہیں ہے بلکہ انسان ''احسن تقویم'' ہے یعنی نیچے سے جبلی اور ارضی مخلوقات کی Best of the averages ہیں اور اسی طرح اوپر سے ذہنی اور روحانی مخلوقات کی بھی Averages ہیں تو بیچ میں انسان کو رکھا گیا کہ جیسے نیچے کی Averages کا بہترین انسان ہے، ایسے ہی اوپر کی Averages کا بہترین انسان ہے۔ اسی لیے پروردگار نے انسان کے بارے میں کہا ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ'' (التین: 4) کہ میں نے اسے بہترین

Marfat.com

تناسب میں رکھا۔ تو ہمارے اوپر جو مخلوقات ہیں، ان میں جنات بھی ہیں، فرشتے بھی ہیں، شیاطین وغیرہ بھی ہیں۔ البتہ آخری لفظ جو پوچھا گیا ہے "رجال الغیب" یہ بڑا Special ہے۔

"رجال الغیب" کے بارے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر زمانے میں، کائنات میں، زندگی میں، ایسی مخلوقات موجود ہیں اللہ کی اور ایسے بندگانِ خدا موجود ہیں جو اللہ کے کام سرانجام دیتے ہیں۔ مصیبت میں انسانوں کے کام کرتے ہیں جو بچھڑے ہوؤں کو ملاتے ہیں، جو گمراہوں کو راہ دکھاتے ہیں، جو بھٹکے ہوئے مسافروں کو رستے پر لاتے ہیں۔ ان کو "رجالِ غیب" کہتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی جو بہت بڑے محدث تھے، جواب بھی اہل حدیث کے سرتاج ہیں، فوت ہو چکے ہیں۔ وہ یہ حدیث لائے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کو صحیح اور سند یافتہ قرار دیا ہے اور حدیث یہ ہے کہ "جب تم کہیں کھو جاؤ، تمہیں رستہ نہ ملے اور اکیلے ہو تو ضرور یہ دعا مانگو، اے اللہ کے بندو! اے رجال اللہ! میری مدد کو آؤ، مجھے رستہ دکھاؤ۔" تو نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دریائے نربدا پار کر رہا تھا تو میری بہلی دریا میں پھنس گئی اور کسی طریقے سے نہیں نکلتی تھی تو میں دریا سے باہر آیا۔ کنارے پر کھڑا ہو گیا اور میں نے آواز دی "اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہ" کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کو پہنچو، کچھ دیر میں کھڑا رہا۔ جب میں نے پلٹ کر دیکھا، میری جو بہلی تھی وہ دریا سے نکل کر اس کے کنارے پر آ چکی تھی تو میں نے اس حدیث کو لفظاً، سبقاً قالاً، عملاً درست پایا۔ انہی کو ہم رجالِ غیب کہتے ہیں۔ انہی رجالِ غیب میں ابدال بھی ہیں، اقطاب بھی ہیں، اغیاث بھی ہیں، نجیب بھی ہیں، نقیب بھی ہیں اور General اولیائے اللہ تعالیٰ جو "طے فی الارض" کے مالک ہیں، وہ بھی ہوتے ہیں۔

سوال: ایک فوت شدہ شخصیت کیسے دعا میں شامل ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کیا صحابہ کرامؓ ان کو اپنی دعاؤں میں شامل کیا کرتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو کوئی حوالہ دیجیے۔

جواب: کمال ہے۔ آپ ذرا غور کیجیے کہ جو درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت فرمایا، وہ تو قیامت تک ان کی آل و اولاد کے لیے بھی اسی طرح جاری و ساری ہے۔ جب آپ کہتے ہو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"

Marfat.com

ان میں سے تو اب تک ہزاروں فوت ہو چکے ہیں تو پھر ''فوت'' کیا ہوا؟ کوئی بھی نہیں مرتا، کافر بھی نہیں مرتا۔ مسلمان کیسے مرے گا؟ پھر موت کے حالات ہیں۔ بڑے لوگ کہتے ہیں کہ ''لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی'' اور یہ نہیں غور کرتے کہ قرآن کی آیت لاگو کن پر ہوتی، فرمایا ''اے رسول! ان زندوں کو کیا سبق سمجھاتا ہے۔ ان اہلِ کفر مکہ کو کیا پڑھاتا ہے۔ ''لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی'' (مردے بھی کہیں سنتے ہیں) تو خواتین و حضرات! بڑا پرابلم یہ ہے کہ لوگ سوچتے نہیں کہ آیت کا اطلاق کس پر ہے۔ ''لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی'' کا اطلاق زندوں پر ہے یعنی خدا زندوں کو مردہ کہہ رہا ہے کہ اے پیغمبر! اے میرے رسول! تو ان کو کیا سبق دیتا ہے، یہ تو مرے ہوئے لوگ ہیں اور مرے ہوئے بھی کبھی سنتے ہیں۔ یعنی خدا نے جو مثال دی ہے وہ Common انسان کے حوالے سے دی ہے۔ اللہ کو پتہ ہے کہ مردے سنتے ہیں...... مجھے پتہ ہے کہ نہیں سنتے...... اللہ تو ان پر عذابِ قبر دے رہا ہے اللہ تو ان کو دوزخ اور جنت کے رستے دے رہا ہے، اللہ کے علم میں تو مردے بھی سنتے ہیں، میرے علم میں نہیں سنتے تو خدا نے میرے علم کے مطابق آواز دی ہے کہ ''لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی'' کہ اے پیغمبر! جیسے رسمِ رواجِ دنیا ہے کہ بھلا مردے بھی کوئی سنتے ہیں اور یہ لوگ جو اللہ کو ماننے والے نہیں ہیں یہ مردہ ہیں...... تو ان کو کیا سنائے گا، یہ تو مرے ہوئے لوگ ہیں۔

خواتین و حضرات! میں اپنی طرف سے کوئی فلسفہ نہیں دے رہا، جب شیبہ مر گیا، عتبہ بن ربیعہ مر گیا، جب عمر بن ہشام ابوجہل مر گیا تو کفار کے سردار ایک گڑھے میں ڈالے گئے...... یہ بخاری، مسلم، ابی داؤد یعنی صحاحِ ستہ کی حدیث ہے...... تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گڑھے پر پہنچے، کہا ''اے عتبہ......! اے شیبہ......! اے عمر بن ہشام!...... جو اللہ نے ہم سے وعدے کیے، وہ پورے ہوئے؟'' یہ بتاؤ جو تم سے وعدے ہوئے، کیا پورے ہوئے؟ اس وقت کا سب سے بڑا Skeptic Philosopher ہر بات میں تجسس کرنے والا، عمر بن خطاب کھڑا ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کن سے باتیں کر رہے ہو؟ یہ کیا باتیں آپ کر رہے ہیں؟ آپ ان کو آواز دے کر خطاب کر رہے ہیں یا رسول اللہ! مردے بھی کبھی سنتے ہیں؟'' فرمایا ''تم سے بہتر سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔''

اس کے بعد خواتین و حضرات! اتنی بڑی شہادتیں...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مشہور ہے کہ گھنٹوں قبرستان میں کھڑے رہتے تھے...... گھنٹوں...... اور بڑی لمبی لمبی

Marfat.com

باتیں کرتے تھے۔ایک بات اور میں آپ کو بتاؤں کہ مسائل میں منافقت نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں ہمارے بہت سارے ایسے مقدسین موجود ہیں جو ''سمعِ موتٰی'' کے تو خلاف ہیں مگر آپ کو حیرت ہوگی کہ کشفِ قبور کے بڑے قائل ہیں۔وہ یہ تو آپ کو بتا دیں گے کہ قبر میں فرشتے جنابِ مردہ کے ساتھ مار پیٹ کر رہے، ان کو جوتیاں لگا رہے ہیں...... یہ کھڑے ہو کر ان کو پتہ لگ جاتا ہے، بڑے بڑے متقی اہلِ حدیث اور بڑے بڑے متقی اہلِ دیوبند اور بڑے بڑے متقی بریلی، ان کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں، تمام کشفِ قبور کے بڑے قائل ہیں کیونکہ وہ ان کے ذاتی ترفع اور تقدس کی ایک علامت بن جاتا ہے۔''مردے نہیں سنتے''......مگر قبر میں عذابِ قبر یہ سن لیتے ہیں۔یہ ہے ان کی علمی منافقت کی ایک زندہ مثال۔

مردہ کوئی بھی نہیں ہوتا۔یہ حقیقت یاد رکھیں کہ انسان ازلی نہیں ہے، ابدی ضرور ہے۔ یہ ازل سے نہیں ہے مگر ابدیت تک اس نے جانا ہے اور رستے میں اسے کوئی موت نہیں ہے۔ ٹھہراؤ ہے......سکوت ہے......

''مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ'' (البقرہ 2:36)

(زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرو، استقرار پکڑو، اس میں تھوڑا فائدہ ہے۔)

اللہ کو چاہیے تھا کہ انسان کو کہتا کہ تمہیں ہم نے مرنے کے لیے زمین پر بھیجا ہے۔ وہاں ٹھہرو......! اور......مرو......! یہی کہنا تھا اس نے......مگر اللہ نے یہ نہیں کہا۔اللہ نے کہا: مستقر ہے مقام ہے اور ہم جانتے ہیں:

''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا'' (ہود 11:6)

ہمیں پتہ ہے کہ کس کا رزق کتنا ہے، اس نے کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں سونپا جانا ہے:

''كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ'' (ہود 11:6)

(ہم نے اسے پہلے سے لکھ رکھا ہے۔)

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

یہ دم لینے کا وقفہ ہے۔موت آپ غلط معنوں میں لیتے ہو۔سب سے خوبصورت بات، موت پر، جو میں نے سنی قطب الاقطاب غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ہے کہ جب ان کے

Marfat.com

بیٹے نے ان سے پوچھا کہ "یا شیخ! سکرات کا کیا عالم ہے؟" اس وقت وہ سکرات میں تھے اور ہوش میں تھے۔ فرمایا "موت نہیں، میں خدا کے علم میں حالت بدل رہا ہوں۔" ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے کس بندے کی دعا سب سے پہلے قبول کرتا ہے؟

جواب: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا......

سوال: Fatality پر یقین رکھتے ہوئے ہر شے کے لیے دعا ٹھیک ہے، اگر ہاں تو پھر ہمارے اختیار کا فائدہ؟ کمیونسٹ یہ کہتے ہیں کہ دعا صرف اور صرف Containment ہے کہ لوگ Rebel نہ ہو جائیں۔ کیا دعا سے ظلم اور ظالم ختم ہو جائے گا یا دوا سے؟

جواب: بات یہ ہے کہ جو یہ رائے دینے والے تھے، وہ ہی ختم ہو گئے ہیں۔ کمیونزم، بالشوازم، لیونٹراٹسکی سے لے کر...... یہ اس سے پہلے بھی آیا تھا۔ Mannikins were the first communists of the world. دو اڑھائی ہزار سال پہلے...... تقسیمِ حال تقسیمِ زندگی، تقسیمِ مواقع بلکہ Mannikins کے ہاں ہر چیز قابلِ تقسیم اور Equal property تھی، اس میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ یعنی ابھی جو بے حجابی شروع ہے، پہلے بھی آئی تھی اور مزدک (Manni) کی بدقسمتی کا یہ عالم ہوا کہ اس نے نوشیروان کی بہن کو بھی اپنے گروپ میں شامل کر لیا اور پھر ظاہر ہے کہ بادشاہ کی غیرت کا وہ سامنا نہ کر سکے۔ بادشاہ نے ایک باغ کھدوایا، چھوٹا سا تنگ دروازہ رکھا۔ ایک آدمی اس میں داخل ہوتا تھا اور دوسری طرف سے اس سے نکلنا ہوتا تھا تو اس طرف سے داخل ہوتے سب کو دیکھا گیا، نکلتے ہوئے کسی کو نہ دیکھا گیا۔ اندر بڑے بڑے گڑھے کھدوائے گئے تھے اور جب وہ لوگ اس گڑھے میں گرتے تو ان کو مار دیا جاتا تو Mannikins اس طرح ختم ہوئے۔ یہ کمیونسٹ حضرات اب ختم ہوئے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دعا کا تعلق غربت اور امارات کسی شے سے نہیں ہے۔ بڑی خوبصورت ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے "جب تم افلاس میں، عاجزی میں دعا مانگتے ہو تو زیادہ خوشحالی میں بھی مانگا کرو۔" کہ جو شخص خوشحالی میں دعا مانگتا ہے، اللہ اس کی مصیبت اور غربت میں زیادہ قبول کرتا ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ کیا دعا حالات بدل دیتی ہے تو اس کا جواب اتفاق دیکھیے کہ اللہ نے خود دیا ہے کہ اہلِ کفر کے مقابلے میں بظاہر ہم جیسے یا ہم سے بدتر مسلمان تھے تو

Marfat.com

اہلِ کفر مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ ہمارے پاس مال ہے...... اسباب ہیں F-16 اور 18 ہیں...... 23 ہزار ایٹم بم ہیں۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ تو دعا مانگنے والے کہتے تھے:

"لَا مَوْلٰى لَهُمْ" (محمد 11:47)

(تمہارا اللہ تو نہیں ہے نا!)

ہمارے پاس اللہ ہے...... ہمارے پاس کوئی ہے جس سے ہم دعا مانگتے ہیں۔ ہمارا اللہ ساری چیزیں بدل سکتا ہے۔ ہر شے کی نوعیت بدل سکتا ہے، فطرت بدل سکتا ہے۔ تخلیق کے باعث بدل سکتا ہے اور اس نے پہلے کیے ہیں۔ تین سو برس کی سلطنت فوج کے ہاتھ سے نہیں اجڑی، مجاہدینِ اسلام کے ہاتھ سے نہیں اجڑی Communist Revolution سے نہیں اجڑی۔ فراعنہ مصر کی تین سو برس کی حکومت ایک فردِ واحد کی دعا سے اجڑ گئی۔ اور عبدالمطلب کو تو اسلام کا بھی پتہ نہیں تھا مگر جب وہ اپنے اونٹوں کے لیے گئے تو ابرہہ اشرم نے کہا "اے عبدالمطلب میں سوچتا تھا کہ تو استدعا لے کر آئے گا، تو میرے حضور یہ دعا لے کر آئے گا کہ کعبہ کی جان بخشی کر اور تو اپنے اونٹوں کے لیے آیا ہے۔" تو عبدالمطلب نے کہا کہ دیکھو اونٹ میری ملکیت ہیں، یہ میرا مال ہے۔ میں اس مال کے لیے آیا ہوں جس پر میرا حق ہے۔ کعبہ اُس کا مال ہے، حفاظت کرنی ہوئی تو کر لے گا، تو فکر نہ کر اور پھر "اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ"...... اور آپ غور سے دیکھیے! بہت بڑے بڑے حادثے، بہت بڑی بڑی حکومتوں کا پلٹاؤ دعا سے ہوا۔

حصنِ حصین کے مصنف "شیخ محمد بن عبدالرحمٰن الجزری" اس وقت دمشق میں تھے اور ڈیڑھ لاکھ منگولوں کا لشکر دمشق کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اندر عورتیں تھیں، بوڑھے تھے، بچے تھے، پلک جھپکنے کی بات تھی...... رات گزرنے کی بات تھی اور صبح تمام دمشق اسی طرح قتل و غارت کا شکار ہوتا جیسے پہلے بغداد ہوا تھا۔ شیخ نے اللہ کے حضور دعا مانگی اور تحفہ پیش کیا، حصنِ حصین کا تحفہ پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری دعاؤں کو مختلف احادیث سے جمع کر کے نئی کتاب تخلیق کی تاکہ مسلمانوں کو اپنے رسول کی دعاؤں کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ اس کا نام حصنِ حصین رکھا یعنی "سب سے مضبوط ترین قلعہ" کہ سب سے مضبوط حفاظت دعا کی ہے "قلعوں کا قلعہ"۔ پھر فرمایا "رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شفقت فرمائی، کتاب قبول کی۔" یہ بہت بڑی بات ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس کتاب کو اللہ کے رسول نے قبول کیا۔ اپنی

Marfat.com

دعاؤں کی اس Collection کو اللہ کے رسول نے قبول کیا۔کوئی گھر اس سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔شیخ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتاب کو قبول کیا اور مجھے بائیں ہاتھ لیا۔تو شیخ جزری جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث ہیں، فرماتے ہیں کہ اہلِ عرب اسے بائیں بغل لیتے ہیں جس کی حفاظت مقصود ہو اور فرمایا "فکر نہ کر۔یہ اندیشہ و آلام دور ہوں گے۔" اور تاریخ کو آج تک پتہ نہیں چل سکا۔یقین جانیے کہ This is called the most decisive moments in the history of Islam. کہ اس رات منگول لشکر محاصرہ اٹھا کر کیوں چلا گیا تھا۔آج تک پتہ نہیں چل سکا...... مگر ہمیں پتہ ہے، اس کتاب کا پتہ ہے۔اس کے مصنف کا پتہ ہے۔اس کی دعا کا پتہ ہے۔

اگلے برس وہ پھر آیا، جان بخشی نہیں کی اس نے، جس رات دعا مانگی گئی، اس رات وہ چلا گیا، اگلے سال قزلبوغہ پھر آیا، ڈیڑھ لاکھ سے بڑا لشکر لے کر...... مگر اب عالمِ اسلام کے تین بڑے مجاہد اس کا سامنا کرنے کے لیے تیار تھے۔سلطان علاؤ الدین، سلطان رکن الدین باربروسا جو عالمِ اسلام کا سب سے بڑا صلیبی جرنیل تھا اور ابنِ تیمیہ جو اپنے وقت کا سب سے بڑا مستند امام زمانہ تھا۔تینوں اس کو Face کرنے کے لیے تیار تھے اور معرکہ عینِ جالوت شروع ہوا۔عین اسی میدان میں حضرت داؤد علیہ السلام کا جالوت سے مقابلہ ہوا تھا۔پھر ایک دفعہ تاریخ دہرائی گئی اور ایک مکمل فتح مسلمانوں کے نصیب میں آئی۔اتنی مکمل فتح کہ Which is recorded in the history as the most decisive event. کیونکہ اس کے بعد منگولوں کے تمام حملے عالمِ اسلام پر رک گئے اور بغداد کی تباہی سے شروع ہونے والا قافلہ دمشق سے ٹکرا کر پسپا ہو گیا، پھر یہ منگول اور یہ ترکمان جو چڑھ کر آئے تھے، یہ عالمِ اسلام کے خدمت گزار بنے اور اسلام کی فوجوں کو نیا خون ملا۔انہی کے اوپر اقبال نے پھر وہ مشہور شعر لکھا تھا کہ:

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سوال: صوفیائے کرام اصلاح احوال کے لیے وظائف بتاتے ہیں۔اس دورِ پُر آشوب میں تو لوگ فرائض بمشکل پڑھتے ہیں پھر ان پر مزید بوجھ ڈال دینا کیسا ہوگا؟

جواب: میں آپ کو اس دورِ آشوب کی بات سناؤں کہ

Marfat.com

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

سوال پڑھنے والے سے بھی پوچھ لیجیے کہ اس دورِ پرآشوب میں آپ اتنی تسبیح کیسے کر لیتے ہیں؟ اصل میں جو چیز دل کو پسند آجائے وہ ترک نہیں ہوتی اور تسبیح کو دل کی رغبت ہی ممکن بناتی ہے۔ Lacs of people are doing tasbih. (لاکھوں لوگ اب تسبیح کرنے والے ہیں) میں بڑا حیران ہوں مجھے اس زمانے میں جلا نظر آتی ہے۔ مجھے اس زمانے پہ اللہ کے رحم و کرم کا سایہ نظر آتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ اللہ کی یاد مسلسل کرتے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ جیسے پروفیسر صاحب نے کہا کہ "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" (تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا) تو میرا خیال یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ نے کچھ لوگوں کو یاد کرنا شروع کر دیا ہے۔ پھر انہیں اکسایا کہ "بھائی میاں! میں اکیلا کہاں تک تمہیں یاد کروں گا، تھوڑا سا تو تم بھی کر لو۔" پھر ہم نے تھوڑا سا یاد کرنا شروع کیا۔ پھر اس نے اور زیادہ یاد کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے احباب و دوست ایسے ہیں جو مسلسل تسبیحات میں لگے رہتے ہیں اور حیرت کی بات ہے نہ وہ جنات میں سے ہوتے ہیں، نہ فرشتوں میں سے، وہ Normal انسان ہوتے ہیں۔

سوال: بعض اوقات وہ دعائیں جو شدت سے مانگی جاتی ہوں، وہ قبول نہیں ہوتیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں اللہ نے اس کی وجہ علم قرار دیا ہے۔ اب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ اللہ کی کتاب اول و آخر علم کی کتاب ہے اور تمام وجوہات کو انتہائی گہری علمیت سے واضح کیا گیا ہے۔ دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتیں؟ کہ دعاؤں کے پیچھے dislikeing اور liking ہوتی ہے۔ آپ کی کسی بھی طلب کے پیچھے آپ کی پسند اور ناپسند شامل ہوتی ہے۔ پروردگارِ عالم فرماتے ہیں:

"وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ"
(کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے)
"وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ"

Marfat.com

(کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔)
''وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' (البقرہ:212)
(اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

دعاؤں کے قبول ہونے میں صرف اور صرف اسی Reason کو دخل ہوتا ہے کہ ہماری بہت ساری دعائیں لمحاتی، وقتی، Topical ہوتی ہیں۔ ہم انہی دعاؤں کے مکمل نتائج سے آگاہ نہیں ہوتے اور اگر ہم ان دعاؤں کو مانگ لیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ عرصے کے بعد انہی دعاؤں کے ختم کرنے کی درخواستیں بھیج رہے ہوں۔ خداوند کریم کہتا ہے کہ انسان کو جب مایوسی چھوتی ہے تو وہ عجلت سے کام لیتا ہے اور جب اسے خوشی ہوتی ہے تو وہ ''مُخْتَالٌ فَخُوْرٌ'' ہو جاتا ہے۔ غرور و کبریائی پر اتر آتا ہے تو اس کی عقل جب تک بہتر نہ ہو اور عقل اس وقت تک بہتر نہیں ہوتی جب تک وہ کسی نہ کسی possessive attitude سے آزاد نہ ہو جائے۔ ایک General صوفی میں اور دوسرے آدمی میں صرف out growth کا فرق ہوتا ہے۔ ایک صوفی اپنے افکار و خیالات کو out grow کرنے کے بعد ایک Balanced شعوری کاوش کو حاصل کر لیتا ہے اور وہ لوگ جو کسی نہ کسی خواہش میں Involved ہوتے ہیں، وہ اپنی شعوری یا غیر شعوری خواہشات کے اسیر ہو جاتے ہیں تو ان کی دعا پر بھی وہی Tinge آ جاتا ہے۔ ان کی دعا میں تعصبات کی کوئی نہ کوئی جھلک نظر آ جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ آپ کی دعا کی فریکونسی اور اللہ کی طرف سے اترتی ہوئی قبولیت کی فریکونسی ایک ہو جاتی ہے۔ آپ کی wisdom اور اللہ کا انصاف یا اس کی رحمت مل جاتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ آپ تمام دعائیں مخلصانہ اور غیر حقیقت پسندانہ مانگیں۔ میں آپ کو ایک دو دعاؤں کا تھوڑا سا Analysis کر دوں۔ میرے ایک بڑے ہی عزیز دوست نے دعا مانگی، وہ انتہائی متقی اور پرہیز گار تھے اور مجھ سے ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ رب کعبہ مجھے حج کی توفیق بخشے۔ جب حج پہ گئے تو میں نے کہا کہ آپ نے کیا دعا مانگی؟ فرمایا کہ میں نے تمام دن ایک ہی دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے بائیس کروڑ دے تا کہ میں لوگوں میں بانٹوں تو پھر اللہ نے ان کی کبھی نہیں سنی بلکہ وہ پہلے جو مال و اسباب تھا، اس سے بھی محروم ہونا شروع ہو گئے۔ خاصی عزلت گزینی میں وقت گزرا تو ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے تو خلق کے لیے دعا مانگی تھی،

Marfat.com

آخر ایسا کیوں ہوا؟ تو میں نے کہا کہ شاید اللہ کے علم میں تھا کہ اگر آپ کو بائیس کروڑ مل جاتے تو آپ مخلوق کو پاس بھی نہ پھٹکنے دیتے۔ اسی طرح میرے ایک دوست کو اپنے بھائی سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اتنی زیادہ محبت کہ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ جا کر روتا رہا اور ایک ہی بات پر روتا رہا کہ پروردگار میرے بھائی کو زندگی اتنی دینا، اتنی دینا، اتنی دینا۔ واپس آئے تو ان کا بھائی فوت ہوگیا، وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہوا تو میں نے کہا کہ آپ اللہ کے حضور پہنچے تھے، آپ کو خیال کرنا چاہیے تھا۔ ایک General دعا تو اس قسم کی جائز ہے مگر آپ کی اور بھائی کی محبت خدا کی محبت سے بہت بڑھ چکی تھی اور آپ دعا Use کر رہے تھے۔ ادھر اللہ کہہ رہا ہے کہ:

''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' (آل عمران:92)

تو ایسی دعائیں جن کا Direct خدا سے match پڑ جائے تو وہ تو اللہ نہیں قبول کرنے کا اور آپ کو بچائے گا اس زحمت سے کہ آپ غلطیوں میں نہ پڑ جائیں تو mostly دعاؤں کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کے بہترین اور اعلیٰ ترین علم کی وجہ سے ہے اور بہت سی ہماری دعاؤں کا قبول نہ ہونا ہمارے ناقص علم کی وجہ سے ہے۔

حضور گرامی مرتب نے بڑی خوبصورت دعا مانگی تھی۔ آپ بجائے کچھ اور دعائیں مانگنے کے اگر وہی دعائیں مانگ لیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگیں:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ
وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ''

(اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے۔ اس دل سے جس میں عجز نہ ہو اور اس دعا سے جو تیری بارگاہ میں سنی نہ جائے۔)

تو خواتین و حضرات ہمارے Choice محدود ہوتے ہیں مگر اللہ یہ ضرور کہتا ہے کہ میں دعائیں سنبھال کر رکھ لیتا ہوں۔ میں آپ کی نا قبول دعاؤں کا بھی اجر رکھ لیتا ہوں کہ آپ نے مانگا تو اللہ سے ہے۔ یہ بات پسند ہے اللہ کو کہ انسان اس سے مانگے تو وہ جو آپ کا مانگنا ہے، وہ اسے بہت پسند ہے۔ اسے وہ سنبھال کر رکھ لیتا ہے اور اس کا اجر پھر اگلے برسوں میں، اگلی زندگی میں، اگلے جہانوں میں بخش دیتا ہے۔

سوال: دوست پوچھ رہے ہیں Sir کہ اسلام سے لوگ آخر اتنے خوفزدہ کیوں ہیں؟

Marfat.com

جواب: یہ اسلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا اللہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ خوفزدہ ہیں۔ ہم پر ہندووانہ اثرات بڑے گہرے مسلط ہیں۔ برصغیر میں جب Arians (آریا) کی آپس میں Struggle شروع ہوئی تو شروع میں چونکہ برہمن جو Priest (پجاری) تھا، وہ Rule کرتا تھا اور راجپوت اس کی متابعت کرتے تھے مگر جب آپس کی باہمی کشمکش ہوئی تو راجپوت چونکہ صاف ستھرا جنگجو تھا، وہ جنگ جیت گیا اور برہمن Defensive (مدافعانہ) ہوگیا۔ جب برہمن Defence پر گیا تو اس نے راجپوت کو دوبارہ Trap (قابو) کرنے کے لیے مذہب میں دو چیزیں Introduce (متعارف) کیں، ایک "Allurement" (لبھاؤ) تھا اور دوسرا ''خوف'' تھا۔ خوف کے لیے اس نے کالی، درگا، سرسوتی، گھنشام، گھنیش اور خوفناک شکلوں والے دیوتا پیدا کر دیئے اور تنگ و تاریک حجروں میں ان کو متمکن کیا۔ جب پریشان حال راجپوت جو بیچارہ سیدھا سادہ سپاہی تھا، مندروں میں گھستا اور ان کی دیوی دیوتاؤں کو دیکھتا اور ان کے ساتھ وابستہ داستانیں سنتا تو اس کا دل خوف سے بیٹھ جاتا تھا اور پھر وہ برہمن کے اقتدار میں آ جاتا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ دیوداسیاں، ناچ اور رقص و سرود تھے جو مذہب کے نام پر ہوتے تھے۔

اتفاق یہ دیکھیے کہ جب اسلام آیا تو اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی، اسلام انس تھا، محبت تھا، اخلاص تھا، اس کے علاوہ اسلام میں کوئی شے نہیں تھی۔ مذہب Priority (ترجیح) نہیں تھی، اللہ Priority تھا، اللہ سے محبت Priority تھی، انس Priority تھی۔ مذہب رستہ تھا، منزل اللہ تھا اور اللہ تک پہنچنے کا صرف ایک رستہ تھا اور وہ محبت تھی، انس تھا۔

''لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ''

(تم کبھی اللہ کو نہیں پا سکتے جب تک اس کی محبت کے لیے تم اپنی محبتیں قربان نہ کرو)

تو It was a match of love کہ خدا کے لیے تم کیا دیتے؟ کیونکہ بار بار اللہ یہ کہتا ہے کہ مجھے انس اور محبت سے یاد کرو۔

''فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ''

(پھر یاد کرو اللہ کو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو)

مجھے ایسے یاد کرو جیسے Belongings کو کرتے ہو۔ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا (ذرا زیادہ کرو) تاکہ مجھے محسوس ہو کہ تم دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ مولوی نے اسے الٹا

Marfat.com

دیا...... مولوی اسے اس Priority سے دور لے گیا جو اللہ نے مذہب کے ذریعے Suggest کی تھی کہ اپنے ذہن کی استعداد کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ خدا کی معرفت کی کوشش کرنا...... جب شیطان نے یہ کہا کہ اے اللہ! میں تیرے بندوں کے اوپر سے آؤں گا، میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا تو اللہ نے کہا ''تو یقیناً کرے گا مگر تو میرے ایک قسم کے بندوں کو کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔'' اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ جو میرے لیے اپنے دل میں اخلاص رکھیں گے، محبت رکھیں گے، انس رکھیں گے تو انہیں کبھی نہیں گمراہ کر سکے گا جو اپنی محبتیں میرے لیے قربان کریں گے، جو مجھے اپنے آباؤ اجداد سے بھی زیادہ یاد کریں گے۔ میں ان کو اپنا دوست سمجھتا ہوں اور جگہ جگہ آپ کو نظر آئے گا۔ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ'' اور ہر جگہ دیکھیے کہ خدا ذکر پر اور محبت پر زور دے رہا ہے اور اتفاق یہ دیکھیے کہ علما نے اس کا بالکل ہی الٹ کر دیا، اللہ کو خوف و وحشت کی علامت بنا دیا...... شاید اقبال اسی لیے گلہ کرتا ہے کہ:

بٹھا کے عرش پر رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا ہی کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

سب سے زیادہ محبت کا رشتہ اللہ اور بندے کا ہے، سب سے بہترین دوست زمین پر انسان کا صرف اور صرف اللہ ہے مگر جیسے اللہ خود کہتا ہے:

''اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ''

(کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دعا سنتا ہے؟)

وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (کون ہے جو تمہاری برائی کی گرہیں کھولتا ہے؟) تمہاری سختیوں کی گرہیں کھولتا ہے؟ تمہارے غم و آلام کو دور کرتا ہے۔ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ اور کون تمہیں زمین پر عزت و برکت عطا کرتا ہے؟ اللہ ہی تو ہے قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ مگر تم اسے یاد بڑا کم کرتے ہو۔

سوال: آپ کی زبان میں اتنی تاثیر کیوں ہے کہ جی چاہتا ہے آپ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں حالانکہ جمعہ کے دن مولوی صاحب کو منبر پر دیکھتے ہی نیند آ جاتی ہے۔

جواب: (قہقہہ) ہر چیز کا ایک Drive motive ہوتا ہے۔ میں جب آپ کو توبہ کی بات سنا رہا ہوتا ہوں تو آپ یقین کریں کہ میں اس پر یقین رکھتا ہوں۔ میں جب آپ کو خدا کی محبت کی کوئی بات سنا رہا ہوتا ہوں تو میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور جب میں آپ کو کوئی خطا کی بات

Marfat.com

سنا رہا ہوتا ہوں تو میں خطا پر یقین رکھتا ہوں۔ اس لیے کہ میرے اپنے نزدیک انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا تکبرِ علمیہ ہے۔ اس کے تقدس کی بات ہے۔ اللہ قرآنِ حکیم میں بری طرح تقدس کو نظر انداز کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''تم کون ہو؟ جو مقدس بنے پھرتے ہو؟'' ابھی آپ دیکھو کہ ہم کسی پیر فقیر کے پاس چلے جائیں تو وہ نوعروس دلہنوں کی طرح وزنی ہو جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ حضرت کے پاؤں من من بھر کے ہو گئے ہیں۔ بڑے بوجھل بڑی نازکیت سے اٹھیں گے۔ بڑے Pattern بنائیں گے۔ ایک پلک اٹھانے کے لیے بھی شاید منوں بھاری کرین چاہیے ہوتی ہے۔ اس قدر ناز و ادا سے بزرگ چلتے ہیں کہ خیال آتا ہے کہ اس منزلِ تقدس تک پہنچنا میرا آپ کا کام بالکل نہیں ہے۔ اوپر سے، ہزاروں دعوے ہم رکاب کہ ہم لوحِ محفوظ دیکھ رہے ہیں یا دیکھ چکے ہیں یا ہم آپ کے ظاہر و باطن سے آشنا ہیں۔ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ موکلات کی وجہ سے دردِ گردہ کا علاج کرتے تھے تو مجھے آخر پتہ چلا کہ وہ فیلِ گردہ سے مر گئے۔ ابھی کچھ دنوں کی بات ہے تو مجھے تعجب ہوا کہ اگر اور کسی کا نہیں تو کم از کم اسی بیماری کا علاج کر چھوڑتے اپنی ذات کے لیے۔

ہر دعویٰ مکروہ ہے۔ خدا کی طلب میں ہر دعویٰ مکروہ ہے۔ نہ صرف مکروہ ہے بلکہ تکبرات کی، کبریائی کی، ایک چادر ہے جسے اللہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ Mystic نہ کبھی دعویٰ کرتا ہے، نہ وعدہ کرتا ہے۔ اس بیچارے کو پتہ ہے کہ نہ میں وعدہ پورا کرنے پر قادر، نہ دعویٰ کرنے پر قادر ہوں۔ جو کمزور ترین ہے، وہ خدا کے قریب ترین ہے۔ آپ کی زندگی کو کیوں خارج کر دیا بزرگانِ ملت نے؟ کیوں نہیں انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہر وقت اللہ کو یاد کر سکتے ہو؟ اللہ میرے لیے بنا ہے! اس نے مجھے اپنے لیے بنایا ہے۔ میری زندگی کا مقصد، میرے وجود کا اس دنیا میں آنے کا مقصد ہی اس نے یہ رکھا۔ اس نے پوری نسلِ انسان کو خطاب کر کے کہا:

''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (الدہر: 3)

(بے شک ہم نے اسے راہ دی چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو میرا انکار کر دو)

یہ مجھ سے خطاب ہے، یہ آپ سے خطاب ہے، ہر فرد و بشر سے خطاب ہے اور اگر ہر انسان کی اہلیت نہیں ہے، خدا کو پہچاننا تو پھر قبر میں سوال کیوں ہے۔ ''من ربک؟'' مجھ سے نہ پوچھے۔ آپ سے نہ پوچھے۔ کچھ لوگوں کو چھوڑ دے۔ کچھ لوگوں سے کہے، تم تو ان پڑھ ہو یار۔ تم تو ساری عمر سبزی بیچتے رہے۔ تم نے تو آلو چھیلے ہیں، تم تو ریڑھا چلاتے رہے ہو۔ تم نے کون سا

Marfat.com

Academicsتم تو Oxford اور Harvard میں پڑھا ہے کہ تم ان سوالوں کا جواب دو گے۔ تم تو کے بندے ہی نہیں ہو۔ تو بندہ کہے نا۔ پروردگار! جب تو نے مجھے ایک لفظ بھی پڑھنے کی توفیق نہیں دی تو مجھ سے وہ سوال کیوں پوچھتا ہے جو پروفیسر احمد رفیق اختر سے پوچھتا ہے۔ میرا کیا قصور ہے اس میں۔ یا تو خدا بے انصاف ہے کہ Same question, from all of the people. یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ ناانصاف نہیں ہے اللہ۔ اللہ تو نام ہی انصاف کا ہے۔ تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ چاہے کوئی ان پڑھ ہے یا پڑھا لکھا۔ چاہے کوئی بے وقوف ہے، دانا ہے یا نادان۔ اگر کوئی اور صفت اس میں ہے یا نہیں ہے، ایک اہلیت اس میں ضرور ہے کہ وہ خدا پہچان سکتا ہے ورنہ پھر خدا صاحبِ انصاف نہ ٹھہرے۔ اگر ہر شخص سے یہی سوال پوچھے گا ''من ربک؟'' تو پھر اس کی اہلیت بھی اس نے ہر فرد و بشر کو دی کہ وہ اس سوال کا جواب ضرور دے سکتا ہے کہ خدا کون ہے اور میرا اس سے کیا رشتہ ہے۔ جب آپ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں تو پھر آپ صوفی ہیں نا۔ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ آپ اللہ کی مخلوق ہیں۔ آپ حقِ خداوندادا کر رہے ہیں اور جو حقِ خداوندادا کر رہا ہو، اس پر کیسے عذاب آ سکتا ہے۔

جس نے ایک دفعہ دل سے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس پر دوزخ کی آگ ہمیشہ کے لیے حرام کر دی گئی ہے۔ میں تو حرام نہیں کہہ رہا۔ میرا بھی دل چاہتا ہے۔ میں بھی منتقم ہوں۔ میں ساری عمر جب ایک بے نماز کو دیکھتا ہوں، میرا دل بڑا غضب میں جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں ''یا اللہ! ایہہ کی دوئے برابر۔ اسیں مار کھا کھا کے وی او تھے۔ انہیں نہ پیاز کھادے نہ جوتیاں کھادیاں۔ ایہہ وی اسی انعام دا مستحق۔'' تو مجھے ناانصافی لگتی ہے کہ ایک بے عمل بھی جنت میں پہنچے، ایک باعمل بھی جنت میں مگر کیا آپ کے پاس کوئی ایسا توازن موجود ہے جو اعمال کے علاوہ نیات کو بھی پرکھ سکے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے تمام تر عمل کے باوجود بھی اس شخص کی ادنیٰ سی نیت کو بھی نہ پہنچ سکوں جو وہ خدا کے لیے رکھتا ہے تو انجامِ کار فیصلہ صرف ایک کوالٹی پر نہیں ہوتا۔ دیکھیے جب Debate ہوتی ہے اور مقرر کھڑے ہوتے ہیں تو ممتحن کے پاس صرف ایک خانہ تو نہیں ہوتا۔ اس کے پاس اگر صرف ایک خانہ ہو کہ صرف شکل وصورت پر انعام دینا ہے تو بڑی جلدی دو منٹ کی Speech کے بعد فیصلہ ہو جائے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دس آدمی ایک کو خوش شکل نہ سمجھیں۔ شکل تو سب کو بھا جائے گی۔ سب جانتے ہیں کہ کون کتنا ہینڈسم ہے مگر وہاں تو کچھ اور بھی لکھا ہوتا ہے کہ شکل کے علاوہ اندازِ بیان

Marfat.com

بھی دیکھنا ہے۔ جب اندازِ بیان دیکھ لیا تو موادِ فکر بھی دیکھنا ہے اور جب مواد بھی دیکھ لیا گیا تو over all grasp of the subject بھی دیکھنا ہے۔ ان پانچ heads کے تحت جو سب سے بہتر نکلے گا، وہ بہترین مقرر کہلائے گا۔ خالی اعمال پہ judgement نہیں ہوگی اور بہت سے Heads ہیں اللہ کے پاس، چھوٹے چھوٹے۔ جب مارکس شیٹ بنے گی نا تو کوئی پتہ نہیں، ایک بے نماز کیا پایا جائے اور کوئی نماز والا کیا پا جائے مگر خدا بے انصاف نہیں ہے۔ خلوصِ دل سے اور نیت سے ان احکامات پر عمل کرنے والے کو جو خدا کے ہیں، یقیناً انعامات سے نوازا جائے گا اور ساتھ ساتھ تھوڑی سی مشقتوں کے بعد ان اچھے احساسات والوں کو بھی نوازا جائے گا۔

قیامت کے دن جب آخری شفاعت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جائیں گے تو پھر بھی کچھ لوگ جہنم میں بچ رہیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں گے ”پروردگار! آپ نے تو مجھ سے حتمی شفاعت کا وعدہ کیا تھا۔ ابھی بھی کچھ لوگ جہنم میں موجود ہیں۔“ اللہ فرمائے گا ”اے میرے پیغمبر! اے میرے شفیع! میں نے آپ سے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب تیری امت میں سے کوئی ایسا شخص جہنم میں موجود نہیں ہے کہ جس کے لیے شفاعت درکار ہو۔ اب صرف ایسے لوگ جہنم میں موجود ہیں جن کو کتاب نے روک رکھا ہے۔“ یعنی جنہوں نے خدا کا انکار کیا، اس کے احکام کا انکار کیا، خدا کے رسول کا انکار کیا، ان کے علاوہ تیری امت میں سے کوئی جہنم میں باقی نہیں ہے۔

ایسے شخص کی اطاعت اور محبت...... آقا و رسول نے فرمایا ”اَللّٰہُ مُعۡطِیۡ وَاَنَا قَاسِمٌ“ (اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں) پھر اگر کسی شخص سے یہ پوچھا جائے کہ اللہ کتنے ہیں اور وہ کہے، ایک اور پھر اگر اس سے پوچھا جائے کہ اللہ کے بعد کس سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور وہ کہے، محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تو ایمان پورا ہو گیا۔

Marfat.com

سرِ راہِ گاہے

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com